

اسلام اور نئی مذہب

علامہ بدیع القادری

مکتبہ نور بصیرت لاہور

اسلام اور زندگی ہرپ

علامہ بدر القادری

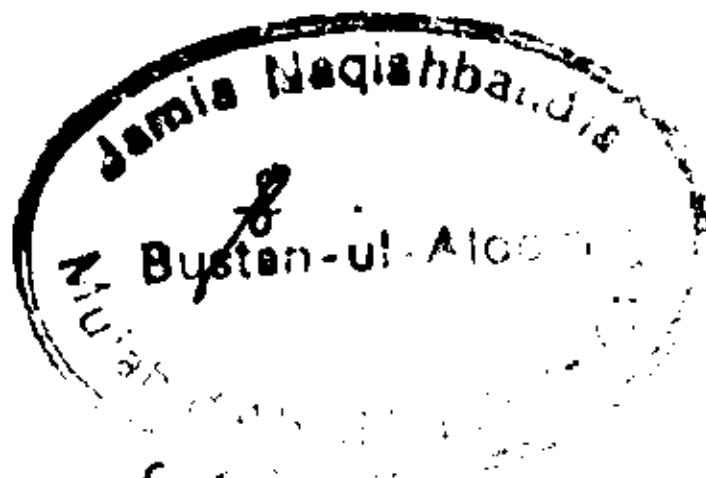
مکتبہ نور بصیرت لاہور

سجل / فوریہ عالم

Serial No.

Price ۹۰

7



marfat.com

Marfat.com

اسلام اور ختم نبیؐ

علامہ بدیع القادری (ہالینڈ)

مکتبہ نور بصیر شاد باغ لاہور، پاکستان

marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ مکیں

نام کتاب _____ اسلام اور بینی مذہب
تصنیف _____ علامہ بدر القادری (ہالیسنڈ)
صفحات _____ ۴۱۸
طبع اول _____ ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء
قیمت _____ ۹۰ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ نور بصیرت

متصل مرکزی جامع مسجد خفنیہ غوثیہ
۳۳۳ رشاد باغ نزد گول گراؤنڈ - لاہور پاکستان

marfat.com

Marfat.com

ترتیب مقالات

صفحہ

۴	مقدمہ
۶	پیش لفظ
۱۲	مسئلہ خلافت اور شیعہ مذہب
۶۲	صحابہ کرام، اسلامی موقف، جناب خمینی اور شیعیت
۱۰۷	قرآن اور صحابہ امام خمینی کی نظر میں
۱۸۱	خلفاء اور اہل بیت کے تعلقات
۱۹۶	مشاجرات صحابہ اور اسلامی موقف
۲۲۰	تقیہ
۲۳۷	باغ فدک
۲۵۶	غدير خم اور اس کے وارث جناب خمینی
۲۶۶	متعہ
۲۷۲	تقویٰ، تقیہ اور تبرا
۲۸۸	شیعی قرآن و حدیث
۳۰۰	تفریق بین المسلمین اور شیعہ
۳۳۰	یہ انقلاب اسلامی ہے یا شیطانی
۳۳۷	کامیاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کامیاب مشن
۳۴۵	ما تم و نوحہ اور روایات شیعہ
۳۵۸	ایرانی قائد کے عقائد
۳۸۲	خمینی مودودی قدر مشترک

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول ترین دین صرف اور اسلام ہے سید الانبیاء حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر نہ تو ہدایت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی اخروی نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ اسلام کا آئین حیات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لافانی اور عظیم معجزہ قرآن پاک ہے۔ قرآن پاک ہم تک نقل متواتر سے پہنچا ہے۔ اس سلسلے کے اولین کڑی، اہل بیت کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ بحیثیت مسلمان صحابہ و اہل بیت کی محبت و عقیدت ہم پر لازم ہے حدیث شریف میں اہل بیت کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند اور صحابہ کرام کو ستاروں کی مثل قرار دیا گیا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی اسی پس منظر میں فرماتے ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضورؐ مجم ہیں اور ماؤ ہے مرث رسول اللہ کی۔ خارجی اہل بیت کی دشمنی مول لے کر اور روافض، صحابہ کرام کا انکار کر کے اپنا رشتہ قرآن اور اسلام سے منقطع کر بیٹھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

تمام بدعتی فرقوں سے بدترین وہ جماعت ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بغض رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں انہیں کافر کہا ہے لفظ ہم الکفار قرآن پاک اور شریعت کی تبلیغ صحابہ کرام نے کی ہے، اگر وہ عمل طعن ہوں تو قرآن اور شریعت میں طعن لازم آئے گا، قرآن پاک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا ہے، اگر عثمان ملعون ہوں تو قرآن پر بھی طعن لازم آئے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں زندہ ہونے کے عقیدے سے محفوظ رکھے (ترجمہ)

صرف یہی نہیں بلکہ ان لوگوں نے تو قرآن پاک کو تحریف شدہ قرار دیا، نعوذ باللہ من ذالک حالانکہ قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے۔

مفکر اسلام علامہ بدر القادری مدظلہ ہندوستان کے رہنے والے اور اہل سنت کی مشہور اور عظیم درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فاضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں نہ صرف وسیع علم اور زور دار قلم عطا فرمایا ہے، بلکہ انہیں دل بیدار کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا ہے، انہوں نے محسوس کیا کہ انقلاب ایران کے بعد دنیا بھر میں یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ یہ اسلامی انقلاب تھا اور یہ کہ شیعیت ہی اسلام ہے، علامہ بدر القادری

اس صورت حال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

چودہ سو سال کی پوری اسلامی تاریخی کا مطالعہ کر جائیے ، اس عرصہ میں شیعہ قوم کو کبھی اتنا فروغ حاصل نہیں ہوا جتنا ایرانی انقلاب کے ذریعے ہوا ، ایرانی انقلاب کا ڈرامائی انداز سے پوری دنیا پر ایک اثر محسوس کیا گیا ، خاص طور سے ان ۴۸ ملکوں پر • اثر ہوا جن کی باگ ڈور ، تمام اسلام بے کردار مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی — اس دوران ایران سے شیعہ لٹریچر کا ایک طوفان اٹھا اور مسلمانوں کے مطالعہ کی میزیں قیمتی کی تصویروں سے ہٹ گئیں ، اپنی شیعیت کو تقیہ کو پردے میں چھپانے والے فخر سے سراونچا کر کے چلنے لگے اور سارا زور اس پر صرف ہونے لگا کہ دنیا یہ باور کر لے کہ شیعیت ہی اسلام ہے۔

یہ بھی پردہ پیگنڈا کیا گیا کہ ”امام خمینی“ بڑے وسیع ذہن کے مالک ہیں ، ان کے ہاں تشدد اور تعصب نام کی کوئی چیز نہیں ہے ، جب کہ حقیقت اس کے برعکس تھی ، خمینی صاحب وہی شیعہ عقائد رکھتے تھے جو صدیوں سے چلے آ رہے ہیں ، اس صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے علامہ بدر القادری نے پیش نظر کتاب اسلام اور خمینی مذہب لکھی جس میں بتایا کہ صحابہ کرام اور امت مسلمہ کا اسلام کیا ہے اور خمینی صاحب کے عقائد کیا ہیں ؟ اس کتاب میں انہوں نے ہر بات باحوالہ اور تحقیقی انداز میں لکھی ہے ، تقابلی مطالعہ کرنے والوں کے لئے یہ کتاب بڑی مفید ثابت ہوگی اور بہت سے حقائق ایسے سامنے آئیں گے جو قارئین کو سوچنے پر مجبور کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح اسلامی عقائد و نظریات پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور علامہ بدر القادری مدظلہ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

۲۲، ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ

۲۳، جون ۱۹۹۳ء

احمد سرہندی ، امام ربانی مجدد الف ثانی : مکتوبات فارسی (نور کمپنی ، لاہور) دفتر اول حصہ دوم ص ۳۳

بدر القادری ، علامہ : اے مسلمان ہوشیار (پیش نظر کتاب کا ایک باب)

پیش لفظ

الحمد لله الذي اختص نبي محمد صلى الله عليه وسلم بأصحاب
كالنجوم واجب على الكافة تعظيمهم واعتقاد حقيقتهم ما كانوا عليه بما
منه من حقائق المعارف والعلوم واشهادان لا اله الا الله وحده
لا شريك له شهادة امدج بها في سلكهم المنظور واشهادان سيدنا
محمد عبده ورسوله الذي جاءه بسرة المكتم صلى الله عليه وعلى آله
واصحابه صلوة وسلاماً دائماً أمين بتمام الحق القيوم - اما بعد

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنََهُمْ
وَكَاوُوا شَيْعًا كُنْتُمْ فِيْ
شَيْءٍ اَنْتُمْ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ
يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ
بیشک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں
اور ہو گئے کسی گروہ (اے محبوب) نہیں ہے
آپ کا ان سے کوئی علاقہ، ان کا معاملہ اللہ کے
حوالے ہے، پھر وہ بتائے گا جو کچھ وہ کیا
کرتے تھے۔ (الانعام - ۱۵۹)

اسلام الہی نور ہے، جو ہر دور کی کفری آندھیوں اور ظالم غوثی ظلمتوں سے نروان
ہوتے ہوئے ہم تک پہنچا ہے۔ کسی زمانے کی کوئی باطل تحریک خواہ وہ کتنے ہی کروفر
سے کیوں نہ ابھری ہو اس دین فطرت کو زیر نہ کر سکی۔

يُرِيْدُ فَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ
اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ
وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ
یہ نادان چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو
اپنی پھونکوں سے، لیکن اللہ اپنے نور کو کمال
تک پہنچا کر رہے گا۔ خواہ ناپسند کریں اسے
کافر۔ (المع ۸)

ہزار کفر کے طوفان اٹھا کریں کیا غم
حسدانی شیعہ کو پھونکوں سے کچھ گزند نہیں بدر

بنام اسلام روافض و خوارج کا فتنہ کچھ آج کے زمانے کی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ
خیر القرون کے بعد ہی مسلمانوں میں ان فاسد و مفسد عناصر کی پیدائش ہو چکی تھی۔ اور مخبر
صادق سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان فرقوں کی زہر ناکوں
سے بھی پہلے ہی مطلع فرما دیا تھا۔ اس لئے السواد الاعظم یعنی ملت مسلمہ ابتداء ہی سے
ہوشیار اور خبردار رہی۔ خوارج تو رفتہ رفتہ کا لعدم ہوئے۔ مگر روافض بنام شیعہ
زندہ رہے۔ اور درون خانہ اپنی تنظیم و تہذیب کرتے رہے۔

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سربراہی میں یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں
کے ان گنت ٹھکانے شعاع توحید سے جگمگائے۔ اسلام دنیا کی موثر آبادیوں تک اپنی غفلت
کے پھر پرے لہرا چکا تھا۔ بھی ملاتے تیزی کے ساتھ مسلمانوں کے زیر نگین آ رہے تھے۔
رومیوں کی قوت جو اس دور کی عظیم طاقت تھی۔ مسلمانوں کے متواتر حملوں سے مضحل
ہو رہی تھی۔ کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور صحابہ عدول کے فیضان سے مالا مال
ہو کر مسلمان جہانوں کے لشکر بری آبادیوں، اور سمندری موجوں کو مسخر کرنے میں مشغول تھے
اس دوران کچھ ایسے اسلام دشمن عناصر بھی تھے جو دین حق کی عمارت کو مسمار کرنے کی
ترکیبوں میں لگے ہوئے تھے۔ زمانہ قدم بعدم آگے بڑھتا رہا۔ اور مسلمان دینی و ملی اعتبار
سے مضحل ہوتے رہے۔ اس دوران بہت سے گمراہ فرقے بنام اسلام ابھرے اور فنا
بھی ہو گئے۔ مگر رافضی شیعیت کے نام سے پلتا بڑھتا رہا۔

پر و پگندہ ہم اور اس کے اثرات | چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ کا مطالعہ
کو جلیے اس عرصہ میں شیعہ قوم کو کبھی

اتنا فردغ حاصل نہیں ہوا، جتنا ایرانی انقلاب کے ذریعہ حاصل ہوا۔ ایرانی انقلاب
کا ڈرامائی انداز سے پوری دنیا پر ایک اثر محسوس کیا گیا۔ خاص طور پر ان ۳۸ ملکوں
پر اثر ہوا۔ جن کی باگ ڈور بنام اسلام بے کردار مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ یورپین

ہلاک اور امریکی ملکوں میں خمینی انقلاب کو بطور خاص اسلامی انقلاب مشہور کیا گیا۔ اس دوران ایران سے شیعہ لٹریچر کا ایک طوفان اٹھا اور مسلمانوں کے مطالعو کی مہمیں خمینی کی تصویروں سے بٹ گئیں۔ اپنی شیعیت کو تقیہ کے پردے میں چھپانے والے فخر سے سر اڈنچا کر کے چلنے لگے۔ اور سارا زور اس پر صرف ہونے لگا کہ دنیا یہ باور کرے کہ شیعیت ہی اسلام ہے۔

اس کی ایک جھلک ایران کے سازمان تبعضات اسلامی کی ایک سالہ رپورٹ کی روشنی میں ہم نذر قارئین کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ ادارہ سنہ ۱۹۸۸ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس ادارے نے مختلف وزارتوں کے تحت ایران کے مختلف صوبوں اور شہروں میں اپنے ۱۴۸ مراکز قائم کئے ہیں۔ اور برصغیر جنوب مشرقی ایشیا، یورپ اور افریقہ میں اس کی شاخیں اور دفاتر قائم ہوئے۔

• مبلغین کے شعبہ میں ۲۲۷۸۲۷ مبلغین دیہاتوں، کارخانوں اور دفاتر میں بھیجے گئے۔

- ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار علمائے شیعہ کو محاذ جنگ پر تبلیغ کے لئے متعین کیا گیا۔
- پورے ایران میں نماز جمعہ سے پہلے تقریر کے لئے بارہ سو خطبا بھیجے گئے۔
- مختلف شہروں میں ۵۵۲۸۵ کلاسیں کھولی گئیں۔
- آفسوں، کارخانوں، اسکولوں میں ۱۹۳۲۱ انجمنیں کھولی گئیں جن کی سرپرستی سازمان کرتی ہے۔

- مسائل اور خاص دنوں کے بارے میں ۲ لاکھ کتابیں اور بیڈل تقسیم کئے گئے۔
- تمام مائتہ الورد مقامات پر بک اسٹال، اشتہارات فلمیں دکھانے اور تقریبات و تقاریر کا انتظام کیا گیا۔

- شعبہ ثقافت، فنون لطیفہ، فلم یونٹ، نجی یونٹ، تھیٹر یونٹ، ادب یونٹ، نیر وزارت صحت، وزارت تعمیرات، وزارت محنت و زراعت، ایئر پورٹ ریگولے وغیرہ کے شعبوں کے وسیع تر کاموں کو قلم انداز کر کے ہم یہاں محض بین الاقوامی شعبہ کا

جائزہ لیتے ہیں۔

• معارفِ قرآن کریم کے عنوان سے "نیرِ اسلامی کا نفرنس" کا انعقاد جس میں چار سو سے زائد غیر ملکی علماء نے شرکت کی۔

• سازمان نے ناٹجیریا، سیرالئون، بنگلادیش، برطانیہ، الجزائر، جدہ، اسلام آباد، مکہ معظمہ وغیرہ میں منعقد ہونے والی سرکاری و غیر سرکاری، بین الاقوامی کانفرنسیوں اور سمیناروں میں اپنے متحرک وفد بھیجے۔

• ۴۵ دن کے تبلیغی دورے پر ۲۸ مبلغین کو جرمنی، ہندوستان، اردن، سوڈن، تھائی لینڈ، ترکی، فلپائن، پاکستان، آسٹریلیا، اٹلی، چیکو سلواکیہ، یوگوسلاویہ وغیرہ بھیجے۔ اسی طرح ۲۲ مبلغین پھر بھیجے گئے۔

• تبلیغی کاموں کے جائزہ کے لئے ۳۹ مینٹلگس بلائیں۔

• مذہبی موضوعات پر ۳ لاکھ سے زائد کتابیں غیر مالک ارسال کی گئیں۔ اور روزانہ ۸ ہزار اخبار بھیجے جاتے ہیں۔

• ۱۵۰ ویڈیو تبلیغی فلمیں ۱۶۰ ملی میٹر کی ۹۰ فلمیں اور دو ہزار کیسٹ بھیجے گئے۔

• ۱۴۰ غیر ملکی تنظیموں کی سرپرستی اور مالی و فکری امداد شروع کی گئی۔

• انگریزی زبان میں تہران ٹائمز، عربی، انگریزی اور اردو میں مجلہ التوحید اور توحید بچوں کے لئے دو ماہی الہدی جاری کئے گئے۔ جو ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔

• عربی، فارسی، اردو، انگریزی، سواحلی، اور گردی زبانوں میں، نیز بچوں کے لئے الگ الگ عنوانات پر سیکڑوں کتابیں طبع کر کے دنیا بھر میں مفت تقسیم کی جاتی ہیں

(مختصاً: مجلہ توحید، ج ۱، شماره ۴، ص: ۱۶۲ تا ۱۸۰)

لے واضح رہے کہ یہ جائزہ محض ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۲ء تک کا ہے۔ جبکہ ایران جنگ کی آگ میں مجلس

رہا تھا۔ اس کے بعد اس میں کس قدر اضافہ ہوا ہوگا۔ محتاج بیان نہیں۔ تب

ایران کے انقلاب نے دنیا بھر کے شیعوں میں بیداری کی ایک لہر پیدا کر دی۔ اُدُ
آج تک کتھان کے شیعہ قانون پر عمل کرنے والے اور امام غائب کے ظہور تک جہاد کرنے
والے شیعیت کی اشاعت پر کروڑوں کی دولت لگانے اور غسوخ جہاد کے حکم کو بالائے
طاق رکھ کر جنگ پر کمر بستہ ہوئے۔

کچھ غیر شیعہ افراد بھی خمینی تحریک کو اسلامی تحریک اور ایرانی نظام حکومت کو اسلامی
گردان رہے ہیں۔ ان میں سے پاک و ہند کی مودودی جماعت کے ترجمان جناب
اسعد گیلانی کا بیان پڑھئے۔

دنیا کے مسلمانوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس (ایرانی) انقلاب
کو کامیاب کرنے کے لئے اپنی ساری توانائیاں صرف کریں۔ ناکامی کی
صورت میں کوئی شخص دنیا کو یہ کہہ کر مطمئن نہیں کر سکے گا کہ یہ تو شیعہ
انقلاب تھا۔ اسلامی انقلاب نہیں تھا۔ دنیا نہ ان کے انقلاب کو شیعہ
انقلاب تسلیم کرتی ہے۔ اور نہ دوسرے کسی انقلاب کو سنی انقلاب تسلیم
کرے گی۔ یہ تو مسلمانوں کے گھر کی تفریقات ہیں۔ کافر دنیا تو صرف اسلام
کو جانتی ہے۔ وہ یہ ناکامی اسلام کے کھاتے میں ڈال کر اپنی گمراہی پر اُدُ
نیا وہ مطمئن ہو جائے گی۔ اور یہ اسلامی دنیا کا بہت بڑا نقصان ہوگا،
(سفرنامہ ایران، سید اسعد گیلانی، مطبوعہ لاہور، ص ۲۲۵)

یوں تو مودودی صاحب خود خمینیت سے کافی متاثر تھے جس کا ثبوت ہم نے اپنے
مقالہ خمینی مودودی قدر مشترک میں فراہم کیا ہے۔ جب رہنمائے جماعت ہی کا یہ حال
ہو تو سمجھے چلنے والے اگر مزید کچھ آگے بڑھیں تو تعجب کیا۔ مثلاً اخبارات کی یہ خبر کہ
”بیاں طفیل محمد اور اسلامی تحریکوں کے نمائندوں نے تہران میں آقائے
خمینی کی امامت میں نماز ادا کی۔ انہوں نے کہا کہ آقائے خمینی دنیا کے
مسلمانوں کے رہنما ہیں!“ (نوائے وقت، راولپنڈی ۲۵ مارچ ۱۹۷۹ء)
عام مسلمان نبیادی طور پر شیعہ عقائد و اعمال کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں

اور ان کا خیال یہ ہے کہ شیعہ مسلمانوں میں کے و مراد ہیں جو ماہ محرم میں عزاداری کرتے ہیں۔ اور ان کے تمام معتقدات مسلمان اہل سنت ہی کی طرح ہیں۔ اس طرح شیعوں نے اپنے رسائل، مجلات، اور اشتہارات میں اپنے معتقدات و مقاصد کی تائید میں اسلامی کتب کے حوالوں کو بھی جا بے جا استعمال کر کے گمراہی کا ایک سیلاب جاری کر دیا۔ اہل تشیع کے اس تقیہ کو مسلمان عوام تو عوام کم خواندہ ائمہ مساجد اور اہل خانقاہ نے بھی نہیں سمجھا۔ مجلہ توحید قم ایران کے بیشتر مضامین اسی پالیسی کے تحت لکھے جاتے ہیں۔ ناروے کے سہ ماہی شیعہ میگزین "سفینہ" کے ایک شمارہ پر تبصرہ کے ساتھ انڈیا کے نفیس حیدر پوری کا مشورہ ملاحظہ کیجئے۔

دوسرے شمارہ کے سرورق پر امام شافعی کا شعر دیکھ کر طبیعت خوش ہو گئی قرآنی معلومات کے ساتھ فضیلت معصومین سے متعلق احادیث نبوی کی اشاعت بھی مناسب رہے گی۔ جس میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ ترمذی شریف نیز کنز العمال وغیرہ کے ماخذ بہتر رہیں گے۔

(سفینہ سہ ماہی ادسلو، ناروے، ج ۲، شمارہ ۱ ص ۳۰۱)

حقیقی اسلام کے روئے تاباں کی جانب بڑھتی ہوئی گھناؤنی بدلیوں کو دیکھ کر کچھ ذی شعور انسانوں کی غیرت تلی بیدار ہوئی۔ اور ان کے تقاضے پر فقیر نے ردِ شیعیت و خبیثیت میں چند مضامین سرِ قلم کئے ہیں۔ اگر ان کے مطالعہ سے چند سینوں کے اندر بھی شیعہ ایمانی کی حفاظت ہو گئی تو میں اپنی محنت کو بار آور خیال کر دوں گا۔ رب کریم مجھ بندہ عاصی کو یارِ غار بنی کے انوارِ خاکِ قدم سے بہرہ مند فرمائے، اور طفیل آلِ داصحابِ مصطفیٰ خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

مسئلہ خلافت

اول

شیعہ مذہب

فہرست

صفحہ	مندرجات
۱۵	● خلافت اور اس کی اقسام
۱۷	● وصیت خلافت اور شیعہ روایات
۱۸	● اشارات
۱۹	● امام کا تقرر مسلمانوں پر واجب
۲۲	● خلافت و امامت اور شیعہ نظریہ
۲۳	● جناب خمینی اور عقیدہ امامت
۲۵	● ایٹا میرانی اور مسئلہ امامت
۲۷	● شیعہوں کی سب سے بڑی کتاب اور امامت
۲۹	● چند لمحے ٹھہریے اور غور کیجئے
۳۱	● ثبوت امامت کے لئے تفسیر میں خورد برد
۳۳	● 'الولایہ' شیعہوں کے قرآن کی ایک سورہ
۳۳	● من گھڑت سورہ 'الولایہ' کا عکس
۳۴	● آسمان راقی بود گر خون بیار دبر زمین
۳۶	● خلافت صدیقی اور حضرت علی
۳۷	● خود سیدنا علی کیا فرماتے ہیں؟
۳۸	● نہج البلاغۃ کی روشنی میں

نمبر	مندرجات
۴۱	● خلفاء ثلاثہ کے فضائل اور شیعہ روایات
۴۲	● فضائل صدیق اکبر شیعہ تفسیر میں
۴۳	● خلاف قیاس استدلال
۴۶	● شیعیت کی نئی لہر
۴۷	● بارگاہ امام
۴۸	● ظہور مہدی کی چند احادیث
۵۱	● ان احادیث کا معنوی توازن ثابت
۵۲	● احادیث ظہور مہدی کا واقعی خاکہ
۵۳	● شرف بیعت
۵۳	● جہاد و فتح
۵۴	● فتح قسطنطنیہ
۵۴	● طبعہ امام مہدی
۵۴	● خروج دجال
۵۴	● حضرت عیسیٰ کی تشریف آوری
۵۵	● وفات امام مہدی
۵۵	● امام غائب کون ہیں؟
۵۷	● امام غائب اور شیعہ روایات
۵۹	● مراجع



مسئلہ خلافت اور شیعہ مذہب

خلافت اور اس کی اقسام | خلافت : مادہ خ ل ف ، بمعنی جانشین اور نیابت ، خاص معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ، (مفردات) امامت اور ولایت کے الفاظ بھی اسی خاص مفہوم میں ادا ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔ اس نیابت و جانشینی کی دو قسم ہے ۔

۱۔ جزئی مفید ۲۔ کلی مطلق

قسم اول :۔۔۔۔۔ وہ نیابت و جانشینی جو امام کسی خاص کام کے لئے ، خاص جگہ ، کسی خاص وقت کے لئے کسی دوسرے کو اپنا نائب بنا دے ۔ مثلاً جنگ کے لئے کسی کو امیر لشکر بنا کر بھیجنا ، اسی طرح حج کے لئے کسی کو امیر الحج بنانا ، کسی علاقہ کے انتظام و انصرام ، خراج اور زکوٰۃ وغیرہ کی وصولی کے لئے کسی کو مقرر کرنا ، یا کہیں جاتے ہوئے انتظام شہر کسی کے سپرد کر جانا ، اپنے کسی شہر ، علاقے یا صوبے کا ناظم ، صوبہ دار ، گورنر یا حاکم بنا کر کسی کو مقرر کرنا وغیرہ ، اس خلافت مطلقہ ثابت نہیں ہوتی ۔ چنانچہ احادیث و سیرے ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف صحابہ کرام کو اس قسم کی ذمہ داریاں عطا فرمائیں ۔

(ا)۔۔۔۔۔ امیر لشکر کے طور پر سیدنا صدیق اکبر حضرت اسامہ بن زید اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو غزوات کے لئے روانہ فرمایا ۔
(ب)۔۔۔۔۔ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا خالد بن ولید کو اپنا نائب بنا کر روانہ فرمایا ۔

لے امام احمد رضا قادری قدس سرہ فرماتے ہیں ، اخذ صدقات اصل کام حضور والا صلوات

(ج) _____ ناظم اور صوبہ دار کی حیثیت سے، حضرت عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ، حضرت معاذ بن جبل کو ولایت نجد، حضرت ابو موسیٰ اشعریٰ کو زبید و مدین، حضرت ابوسفیان یا حضرت عمرو بن حزم کو نجران، حضرت زیاد بن ابیہ کو حضرموت، حضرت خالد بن ولید کو حجاز، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کلان بھیجا۔
 (د) _____ قاضی کی حیثیت سے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بن روانہ فرمایا۔ اسی طرح مختلف مواقع پر فاروق اعظم، معقل بن یسار اور حضرت عقبہ کو حکم قضا دیا۔

(ه) _____ امیر الحج بنا کر شہ میں حضرت عتاب کو اور شہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

(و) _____ مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنا کر غزوہ بدر کے موقع پر حضرت ابولبابہ انصاری کو، غزوہ تبوک کے وقت حضرت علی کو اور تیرہ غزوات و اسفار کے مواقع پر حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہم کو مدینہ طیبہ کا امیر و والی مقرر فرمایا۔ مگر یہ تمام نیابتیں عارضی اور وقتی تھیں۔ ان کو خلافت و امامت کبریٰ کے لئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

قسم ثانی _____ وہ خلافت ہے، جسے امامت کبریٰ کہتے ہیں۔ جس کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً کسی کا نام ذکر نہیں فرمایا۔ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کا نام ذکر فرمادیا ہوتا تو صحابہ کبار و ہاجرین و انصار کو مشاورت کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اور یہی بات حق ہے۔ کیونکہ خود امیر المومنین حضرت

اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ کلبے۔ اس لئے اس کام کے لئے حضور جسے متعین فرمائیں وہ حضور کا نائب ہوگا۔ آیت کریمہ: **خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا** (اے محبوب! ان کے مال سے زکوٰۃ وصول کر، جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو) کو بطور دلیل لائے ہیں۔ (غایۃ المتحقق، ص: ۳)

علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے عمل مبارک سے بھی قوی سندوں کے ساتھ ثابت ہے، کہ جب آپ کا وقت اخیر آیا تو لوگوں نے عرض کیا۔ حضور کسی کو اپنا نائب مقرر فرمادیں۔ تو انہوں نے جواب ارشاد فرمایا۔ نہیں میں کسی کو اپنے بعد خلیفہ مقرر نہیں کروں گا بلکہ یہی چھوڑ دوں گا، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے ۱۷

مسلمانان اہل سنت کی کتب احادیث میں حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ سے یہ مضمون اور اسی کے مؤید مضامین کی احادیث اس کثرت سے موجود ہیں جن سے رد گودانی نہیں کی جاسکتی۔ اسی کے ساتھ ساتھ شیعوں کی کتابیں بھی ان مضامین سے خالی نہیں ہیں۔ آئیے ملاحظہ کیجئے۔

وصیت خلافت اور شیعی روایات

ابو وائل اور حکیم راوی ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام سے آخری وقت عرض

کیا گیا کہ آپ اپنے قائم مقام کے لئے وصیت کیوں نہیں فرماتے تو انہوں نے جواباً فرمایا۔

قال ما وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فادعی ولكن قال ان اراد الله خیراً فیجمعہم علی خیرہم بعد نبیہم ۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں کی تھی (تو میں کیسے کروں) البتہ حضور نے یہ فرمایا تھا اگر اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے بعد تم میں کے بہتر شخص پر لوگوں کا اتفاق ہو جائیگا

اسی صفحہ پر دوسری روایت ہے کہ جب ابن طلحہ ملعون نے حضرت علی علیہ السلام کو زخمی کیا، تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ حضور اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں۔

قال لا، فانا دخلنا علی رسول اللہ حین ثقل فقلنا یا رسول اللہ استخلف علینا فقال لا،

تو آپ نے فرمایا نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں ہم خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا گیا کہ ہمارے لئے کوئی اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں، تو جواب دیا نہیں،

مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو تم اختلاف کر دگے جیسا کہ بنی اسرائیل نے ہارون کے متعلق اختلاف کیا تھا۔ لیکن یقین رکھو کہ اگر اللہ

نے تمہارے دلوں میں خیر دیکھا تو تمہارے لئے خود ہی بہتر خلیفہ مقرر کر دے گا۔
اسی سلسلہ روایات میں یہ بھی ہے کہ مولائے کائنات سے اپنے بعد کے لئے خلیفہ مقرر
کرنے کی درخواست کی گئی تو فرمایا۔

ولکن اذا اراد الله بالناس خيرا استجمعهم على خير
لیکن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بھلائی کا
ارادہ کرے گا تو ان کے بہتر شخص پر انہیں متفق
کر دے گا۔ جس طرح بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بہتر شخص پر جمع فرمادیا تھا

حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بشمول حضرت علی تمام صحابہ کا حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق ہوا، روایت مکتبی جس کا پتہ دے رہا ہے۔

گویا اسلامی ذخیرہ احادیث، اور سیرت تاریخ سے مولائے کائنات رضی اللہ عنہ
کی جو باتیں خلافت کے بنیادی معاملات میں ملتی ہیں خود شیعہ روایات میں بھی وہ باتیں
پائی جاتی ہیں۔ بایں ہمہ اگر مسئلہ امامت میں دو راز قیاس، خلافت واقعہ باتیں
بنائی جائیں تو ان کا دین و دیانت سے کیا تعلق ہے۔

حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خلافت کے لئے صراحتہ کسی

اشارات

کا نام نہیں لیا۔ مگر واضح اشارات کے ذریعہ نشاندہی ضرور فرمائی۔

امام احمد رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

اور نہایت روشن و صریح، قریب نص و تصریح وہ ارشاد قدس ہے کہ
امام احمد و ترمذی نے با فادہ تحسین اور ابن ماجہ و ابن حبان و عاکم نے
با فادہ نصیح، اور ابوالحاکس و دیلمی نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ
عنہما اور ترمذی و عاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اور طبرانی
نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ابن عدی نے کامل میں حضرت
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور پر نور سید
یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ و بارک وسلم نے فرمایا۔

انی لا ادری ما بقائی فیکم

فاقتدوا بالذین من بعدی

ابی بکر (وفی روایۃ لفظ)

اقتدوا بالذین من بعدی

ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما

میں نہیں جانتا میرا رہنما تم میں کب تک ہو۔ لہذا
میں تمہیں حکم فرماتا ہوں کہ میرے بعد ابو بکر کی
پیروی کرو (اور بعض روایتوں میں یہ الفاظ
مبارک ہیں) کہ میرے بعد میرے صحابہ میں ابو بکر
و عمر کی پیروی کرو۔ رضی اللہ عنہما۔

سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات اپنے کسی عمل مبارک کے
ساتھ شیخین کا منصلا ذکر فرما کر اپنے بعد استحقاق خلافت کی جانب اشارہ فرماتے۔
جیسا کہ صحیحین میں خود مولائے کائنات کا ارشاد ہے کہ میں نے بارہا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے سنا۔

گیا میں اور ابو بکر و عمر داخل ہوا میں اور ابو بکر

و عمر نکلا میں اور ابو بکر و عمر (صلی اللہ علیہ وسلم

ورضی اللہ عنہما)

ذہبت انا و ابو بکر و عمر

و دخلت انا و ابو بکر و عمر

و خرجت انا و ابو بکر و عمر

ان کے علاوہ کثیر روایات ہیں جو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی خلافت کا اشارہ
دیتی ہیں۔ جنہیں ازالۃ الخفاء، اور غایۃ التحقیق وغیرہ کتب میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اس مختصر
میں زیادہ کی تمغنا نش نہیں۔

مسلمانان اہل سنت کے عقیدہ میں

مکلف لوگوں پر اپنا امیر مقرر کرنا واجب

امام کا تقرر مسلمانوں پر واجب

ہے۔ اس سلسلہ میں قرآنی ارشادات، اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الف صلوات میں
تصریحات موجود ہیں۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور

اطاعت کرو رسول کی، اور اس کی جو تم میں

صاحب امر ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

یعنی مسلمانوں میں ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تیں نہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ جماعتی زندگی کا (احکام اسلام) سننے کا۔ (احکام اسلام کی) اطاعت کا، ہجرت کا، جہاد فی سبیل اللہ کا ترمذی میں ہے۔

علیکم بالجماعت وایاکم جماعت کو مضبوط پکڑے رہو، اور انتشار سے والفرقتہ سے مسلم میں ہے۔

جو کوئی مسلمانوں کے امیر سے کنارہ کشی اختیار کرے گا۔ وہ مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو رہے گا۔ اور اسی حال میں مرجائے گا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گئی ہے

امام فخر الدین رازی آیت وَالشَّادِقُ وَالشَّادِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا (مائدہ ۲۸) کی تفسیر میں رقم طراز ہیں۔

”علمائے متکلمین اس آیت کو اس بات کا ثبوت قرار دیتے ہیں کہ امت پر واجب ہے کہ اپنا ایک امام مقرر کرے تاکہ اس کے ذریعہ حدود کا نفاذ ہو۔ کیونکہ عام افراد حد جاری کرنے کے مجاز نہیں۔“

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ کا یہ آئین ہے کہ انسان کے جلی امور میں تعین اور تخصیص کو اپنے ذمہ نہیں لیتے، اور رکاوٹ کھڑی نہیں کرتے، بلکہ ان امور کی پوری پوری شریطیں اور لوازم جو درستگی اور حفظ انتظام کے لئے ضروری ہیں بیان کر دیتے ہیں۔ اور تعین و تخصیص صاحب احتیاج کے حوالے کر دیتے ہیں۔ خواہ فرد ہو خواہ جماعت، جیسے نکاح کے معاملہ میں شرائط نکاح (شہادت، کفارت، مہر اور ولایت) بیان فرما دیا۔ اور عقد کے لوازم (نان، نفقہ، مسکن وغیرہ) کی توضیح کر دی اب نکاح کرنے والے خود دیکھیں کہ ان آداب و لوازم کے ساتھ کس سے عقد کرتے ہیں۔

کرتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ آج بھی دنیا میں افراد کی قوت کے لحاظ سے بھی دوسری بڑی ملت مسلمان ہے۔ جو قرآنی ہدایات کی روشنی میں حتی الامکان شاہراہ زندگی پر جادہ پیمائے۔ عالمی پیمانہ پر مسلمانوں کا کوئی امیر نہ ہونے کی بنیاد پر ہم ترک واجب کے مجرم ضرور ہیں۔ مگر ہماری یہ معصیت ہمارے ایمان کو اچک لے ایسا نہیں۔

خلافت و امامت اور شیعہ نظریہ | اسلام، الہیات کے باب میں یہ عقیدہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شے واجب

نہیں۔ مگر شیعوں میں امامیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر خلیفہ اور امام مقرر کرنا واجب ہے۔ ایسا کہنا یقیناً شان الوہیت و ربوبیت کی توہین ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

”حدود کو جاری کرنا، اعداء سے جہاد کرنا، لشکر کے انتظامات، غنیمتوں کی تقسیم، اور ریاست کی درستگی وغیرہ امور امیر سے متعلق ہیں۔ تو امیر کا تقریبی مکلفین پر ضروری ہوا۔ جیسے وضو، ستر عورت، استقبال قبلہ، لباس وغیرہ کی طہارت، نمازی کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اسی طرح تبیین امام چونکہ بہت سے واجبات کا مقدمہ ہے۔ اس لئے وہ بھی مکلف مسلمانوں پر واجب ہے، خدا پر نہیں“ ۱۴

شیعی مجتہد جناب جعفر حسین لکھتے ہیں۔

”شیعہ عقائد کی رو سے سلسلہ ائمہ کے کسی نہ کسی فرد کا ہر دور میں موجود ہونا ضروری ہے“ ۱۵

امامت کے بارے میں جناب جعفر حسین مجتہد لکھتے ہیں۔

امامت اس منصب کا نام ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں دینی و دنیوی تنظیم کا واحد مرکز ہے۔ اور امام کے فرائض میں اسلامی مفاد کا تحفظ، شرعی احکام کا نفاذ، اور مسلمانوں کی عملی تربیت داخل ہے

امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ امام کا تقرر خدا کی جانب سے رسول کے ذریعہ ہونا

ہے۔ اس میں جمہور کی رائے کا دخل نہیں ہے“ لکھا
 ”شیعی نقطہ نظر سے امام میں علم و فضیلت اور زہد و تقویٰ کے علاوہ
 عصمت بھی ضروری ہے تاکہ اس کا غلط طرز عمل، احکام شریعت پر اثر انداز
 ہو کر مفاد امامت کو مجروح نہ کر دے“ لکھا
 جناب جعفر حسین مجتہد آگے لکھتے ہیں۔

مسلمانوں میں جب ملوکیت نے جنم لیا تو ائمہ نے مختلف طریقوں سے
 اس کے خلاف احتجاج کیا۔ اور جب احتجاج کے باوجود ملوکیت پروان چڑھتی
 رہی تو خاموشی کو ناگزیر سمجھ کر سکوت اختیار کر لیا۔ نہ کسی سیاسی تحریک میں
 حصہ لیا۔ نہ سیاست وقت کا ساتھ دیا۔ بلکہ ایک خاموش فضا میں وہ فراخ جوار
 بحیثیت امام عائد ہوتے تھے انجام دیتے رہے۔ اگرچہ حضرت علی کے خاندان
 میں سے زید بن علی، یحییٰ بن زید، محمد نفیس زکیہ، ابراہیم بن عبد اللہ المحض وغیرہ
 حکومت وقت کے خلاف وقتاً فوقتاً خروج کرتے رہے۔ مگر ائمہ اہل بیت کی
 روش میں تبدیلی پیدا نہ ہوئی“ لکھا

مگر دور حاضر کے شیعی امام خمینی صاحب نو کچھ اور ہی لکھتے ہیں۔

”حکومت حق وہ چیز ہے جس کے قیام کے لئے سلیمان بن داؤد، پیغمبر
 اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عظیم الشان ادویاء کے مانند افراد کو شش
 کرتے رہے ہیں۔ اور وہ اہم ترین واجبات میں شمار ہوتی ہے۔ اور اس کی
 تشکیل عظیم ترین عبادات سے ہے۔ چنانچہ صحت مند سیاست جو ان حکومتوں
 میں پائی جاتی تھی۔ ضروری و لازم ہے۔ ایران کی ہوشیار اور بیدار قوم کو
 اسلامی بعیرت کے ساتھ ان سازشوں کو ناکام بنادینا چاہئے۔ احساس
 ذمہ داری رکھنے والے مقررین و مصنفین ملت کی مدد سے اٹھ کھڑے ہوں
 اور سازشی شیطانوں کے ہاتھ قلم کر دیں“ لکھا

جناب خمینی اور عقیدہ امامت | ایرانی انقلاب کے بانی جناب خمینی صاحب
جن کو دنیا کے کچھ بھولے بھالے مسلمان

بھی اسلامی رہنما، انقلاب اسلامی کے قائد، اور مسلمانوں کا نجات دہندہ وغیرہ نہ جانے
کیا کیا سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔ امت مسلمہ کے متفقہ عقائد کے خلاف خود بھی مخصوص شیعہ
نظریہ امامت کے نہ صرف ماننے والے بلکہ اس کے سرگرم مبلغ ہیں۔۔۔۔۔ اپنی
کتاب المحکومۃ الاسلامیہ میں لکھتے ہیں۔

ہم ولایت (امامت) پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے بعد کے لئے خلیفہ نامزد
کرتے اور حضور نے ایسا ہی کیا بھی ﷺ

خمینی صاحب کے نزدیک امام و خلیفہ کی تقرری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرائض نبوت میں سے ایک فریضہ تھا۔ حالانکہ یہ خود شیعہ روایات میں ارشاد مرقضوی کے
بھی خلاف ہے جیسا کہ ابھی آپ سطور ماقبل میں ملاحظہ کیا۔ لکھتے ہیں۔

”رسول کی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ وہ اپنے بعد کے لئے خلیفہ مقرر کرے
اگر رسول ایسا نہ کرتے تو سمجھا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو جو ذمہ
دیا گیا تھا وہ ادا نہیں کیا۔ اور فریضہ رسالت کی تکمیل نہیں ہوئی ﷺ
اور حجۃ الوداع میں غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی
علیہ السلام کو اپنے بعد کے لئے حکمران (خلیفہ) نامزد کر دیا۔ اسی وقت سے
قوم کے دلوں میں اختلاف پڑ گیا ﷺ

خمینی صاحب اپنی اسی کتاب میں ایک جگہ سیدنا علی کی خلافت و امامت اور اپنے
بارہ ائمہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے لئے امیر المؤمنین علیہ السلام کو
لوگوں پر حاکم اور والی کی حیثیت سے نامزد کر دیا۔ اور پھر امامت و ولایت کا
یہ منصب ایک امام سے دوسرے امام کی طرف برابر منتقل ہوتا رہا۔ یہاں

ہمکے الحجۃ العالم (یعنی امام غائب) تک جا کر یہ سلسلہ تکمیل کو پہنچ گیا ۱۲۸۷ھ
 جناب خمینی صاحب کے مطابق بارہ اماموں کی امامت کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ
 مرتے ہوئے آدمی کو توحید و رسالت کی شہادت کے ساتھ اماموں کی امامت کا بھی
 اقرار ضروری ہے۔ اور تلقین کرنے والوں کو چاہئے کہ اس کی بھی تلقین کریں ۱۲۸۵ھ
 اور مردوں کے کفن پر بھی ان اماموں کے نام چاروں کونوں پر لکھے جائیں
 یہ مستحبات کفن میں سے ہے ۱۲۸۶ھ
 ”اسی طرح دفن کے بعد ولی میت یا کوئی اس کا مجاز بلند آواز سے اور تمام تلقینات
 کے ساتھ ائمہ معصومین کی امامت کی بھی تلقین کرے“ ۱۲۸۷ھ
 ”نائب خمینی جناب خامنہ ای“ ائمہ کی سیاسی جدوجہد کے نمودار کے ذیلی عنوان
 کے تحت لکھتے ہیں۔

ان میں سے ایک مسئلہ امامت کا ادعا اور اس کی طرف دعوت ہے، جو
 ائمہ کی زندگی میں جگہ جگہ نظر آتا ہے۔ اور ان حضرات کی سیاسی جدوجہد
 کا یہی بنیادی محور ہے ۱۲۸۸ھ

ایرانی علمائے شیعہ کے استاد مرتضیٰ مطہری کے بقول،
 ”جب ہم شیعہ اصول دین کو شیعہ نقطہ نظر کے مطابق بیان کرتے ہیں تو کہتے
 ہیں کہ اصول دین توحید، عدل، نبوت، امامت، اور قیامت کا مجموعہ
 ہے۔ یعنی امامت کو اصول دین کا جز شمار کرتے ہیں ۱۲۸۹ھ

ایک ایرانی مجتہد اور مسئلہ امامت | ایک ایرانی مجتہد اپنے مضمون بعنوان
 ”امامت ائمہ اطہار کی نگاہ میں“
 کے اندر مسلمانوں کے نظریہ امامت کا تسخیر اور اپنے عقیدہ امامت کا تفوق جتانے
 ہونے لکھا ہے۔

”اس سلسلہ میں اہل سنت کے عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آدم و ابراہیم
 سے لیکر حضرت رسول اکرم تک خداوند عالم نے ان افراد سے متعلق

انسان کے جتنے ماوراء الطبیعی پہلوؤں کا ذکر کیا ہے۔ آنحضرت کے بعد تمام ہو گئے۔ پیغمبر اکرم کے بعد اب تمام انسانی معمولی ایک جیسے ہیں۔ اب صرف علماء رہیں جو پڑھنے لکھنے کے بعد عالم ہوتے ہیں۔ اور ان سے کبھی غلطی ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی۔ یا حکام ہیں جن میں سے بعض عادل ہیں اور بعض فاسق۔ اب یہ مسئلہ امامت انہی کے درمیان دائر ہوتا ہے۔ اب وہ جو باب ہمارے یہاں حجت اللہ کے نام سے پایا جاتا ہے۔ یعنی وہ افراد جو عالم ماوراء الطبیعیہ یا عالم بالا سے ارتباط رکھتے ہیں (ان کے یہاں نہیں پایا جاتا) ان کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر اکرم کے بعد وہ بساط ہی پیٹ دی گئی ہے۔

اسی مضمون میں مسلمانان عالم کے ساتھ بعض وعاد کے پھپھولے توڑتے ہوئے گروہ صوفیہ کو اپنا ہم خیال کہہ کر ان کی تذلیل کرتا ہے۔ اور حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو کٹر ناصبی گردانتا ہے۔ میں ذیل میں اس کی عبارت محض اس لئے نقل کرتا رہا ہوں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ یہ لوگ حقیقتہً مسلمانوں کو کس طرح اپنا غیر سمجھتے ہیں۔

”محی الدین عربی، اندلس کا رہنے والا ہے۔ اور اندلس وہ جگہ ہے جہاں کے رہنے والے نہ صرف سننی تھے بلکہ شیعوں سے بھی عناد رکھتے تھے۔ اور ان میں ناصیت کی بو پائی جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اندلس کو امویوں نے فتح کیا۔ اور بعد میں برہہا برس وہاں کی حکومت ان ہی کی رہی۔ اور چونکہ یہ لوگ بھی اہل بیت کے دشمن تھے۔ لہذا علما نے اہل سنت میں زیادہ تر ناصبی علماء اندلسی ہیں۔ شاید اندلس میں شیعوں بھی نہیں۔ اور اگر ہوں بھی تو بہت کم اور نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔“

بہر حال یہ محی الدین اندلسی ہے۔ لیکن اپنے عرفانی ذوق کی بنیاد پر وہ اس بات کا معتقد ہے کہ زمین کبھی کسی ولی یا حجت سے خالی نہیں رہ سکتی یہاں وہ شیعہ نظریہ کو قبول کرتے ہوئے ائمہ علیہم السلام کے ناموں کا ذکر

کرتا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت حجت کا نام بھی لیتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے سہ چھ سو کچھ ہجری میں حضرت محمد بن حسن عسکری سے فلاں مقام پر ملاقات کی ہے۔ البتہ بعض باتیں اس نے ایسی کہی ہیں جو اس کی ایک دم ضد ہیں۔ اور وہ بنیادی طور پر ایک منصب سنی ہے۔ لیکن اس کے باوجود چونکہ اس کا ذوق عرفانی تقاضا کرتا ہے کہ صوفیوں کے مطابق کسی بھی "ولی" (اور ہمارے ائمہ کے مطابق حجت) سے خالی نہیں رہ سکتی" ۲۱

یہی شیعہ مجتہد اپنے اسی مقالہ میں اپنی ڈینگ مارتے ہوئے شیعہ عقیدہ امامت کو بڑے غرے پیش کرتا ہے۔ اور بیانگ دہل اعلان کرتا ہے کہ مسلمانوں میں صوفیہ کا طبعہ قطب، ابدال، اغواث رضی اللہ عنہم کی روحانی قوتوں کے سلسلہ میں جو تہریہ رکھتے ہیں وہ عامیانا تصور ہے (معاذ اللہ) اور شیعوں کا عقیدہ امامت نہایت وسیع اور عمیق ہے۔ لکھتا ہے۔

"ہم شیعوں کے یہاں ولایت کا مسئلہ اس عامیانا تصور (صوفیہ کے تصور) کے مقابلہ میں بڑا دقیق اور عمیق مفہوم رکھتا ہے۔ ولایت کا مطلب ہے حجت زمان یعنی کوئی زمانہ اور کوئی عہد اس حجت سے خالی نہیں ہے۔ شیعہ اس انسان کامل کے لئے عظیم درجات و مراتب کے قائل ہیں۔ ہم اپنی اکثر و بیشتر زیارتوں میں اس طرح کی ولایت و امامت کا اقرار و اعتراف کرتے ہیں۔ یعنی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام ایسی روح کلی رکھتا ہے جو تمام ارجح کا احاطہ کئے ہوئے ہے" ۲۲

شیعوں کی سب سے بڑی کتاب و امامت | شیعوں کے عقائد کی رد سے مخلوق کے اوپر اللہ

کی حجت امام کی موجودگی کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی۔ ہر زمانے میں روئے زمین پر کسی زندہ امام کا وجود لازم ہے۔ دین کی معرفت کے لئے موجودگی امام ضروری ہے ۲۳

• اگر زمین امام کے بغیر باقی رہے گی تو دھنس جائے گی۔ (امام جعفر صادق) ۲۴

- اگر امام کو ایک گھڑی کے لئے بھی زمین سے اٹھایا جائے تو وہ اپنی آبادی کو بے ہونے اس طرح ہٹا شروع کر دے گی، جیسے سمندر میں موجیں اٹھا کر تھیں۔ (المجاہد)
- کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ اور رسول اور تمام اللہ اور خاص کر اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ حاصل کرے۔ (امام جعفر صادق) ^{۱۱}
- بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر المؤمنین علیہ السلام امام تھے۔ ان کے بعد امام حسن امام تھے ان کے بعد حسین امام تھے۔ ان کے بعد علی بن حسین امام تھے۔ ان کے بعد محمد بن علی امام تھے۔ جو اس کا انکار کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی معرفت کا شکر ہوئے (امام جعفر صادق)

- ہماری ولایت (امامت) اللہ کی ولایت ہے۔ جو بنی بھی اللہ کی طرف سے بھیجا گیا، وہ اس کا اور اس کی تبلیغ کا حکم لیکر بھیجا گیا۔ (امام جعفر صادق) ^{۱۲}
- حضرت علی علیہ السلام کی امامت کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے تمام صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ اور اللہ نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی ہونے اور علی علیہ السلام کے بھی ہونے پر ایمان کا حکم نہ لایا ہو، اور اس نے اس کی تبلیغ و اشاعت نہ کی ہو۔ (امام موسیٰ کاظم) ^{۱۳}

- آیت پاک آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَالتَّوَدَّ الَّذِي اَنْزَلْنَا فِي نُوْرٍ مَّرَادِ اَللّٰهِ۔ (امام باقر) ^{۱۴}

- اماموں کی اطاعت رسولوں کی امامت کے مثل ہی فرض ہے۔ (امام جعفر) ^{۱۵}
- تمام مخلوقات پر امام کی اطاعت فرض ہے۔ تمام معاملات ان کے سپرد ہیں۔ جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کر دیتے ہیں ^{۱۶}
- امام ہر طرح کے گناہوں سے پاک، مبرا، اور معصوم اور لغزشوں سے محفوظ ہوتا ہے (علی بن موسیٰ رضا) ^{۱۷}

- امام کی دس نشانیاں خاص ہیں — وہ پاک صاف پیدا ہوتا ہے۔ ختم شدہ پیدا ہوتا ہے۔ پیدا ہو کر دونوں پھیلیاں زمین پر رکھتا ہے۔ اس کو کبھی جنابت نہیں

ہوتی۔ نیند میں اس کی صرف آنکھ سوتی ہے، دل بیدار ہوتا ہے۔ اسے جما ہی نہیں آتی۔ اور نہ کبھی ڈانگڑائی لیتا ہے۔ وہ آگے کی طرح چھبے بھی دیکھتا ہے۔ اس کے پاخانہ میں مشک کی سی خوشبو ہوتی ہے۔ اور زمین کو اللہ کا حکم ہے کہ وہ اسے ڈھک لے، اور نگل لے۔ اور جب وہ رسول خدا کی زرہ پہنتا ہے تو وہ اس کے جسم پر بالکل بیٹھ جاتی ہے۔ اور اسی کو جب کوئی دوسرا پہنتا ہے خواہ وہ آدمی لمبا ہو یا پستہ قد تو وہ زرہ اس کے جسم پر ایک باشت بڑی رہتی ہے۔ (امام باقرؑ) رحمہ اللہ

● ملا باقر مجلسی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ درجہ امامت، نبوت و پیغمبری سے بالا ہے۔

امام باقرؑ کے فرمان کا ایک جزئیہ بھی ہے۔

● اللہ ایسے لوگوں کو عذاب نہیں دے گا، جو اس کی طرف سے نامزد کئے ہوئے اللہ کی پیروی کرتے ہوں۔ اگرچہ وہ عملاً ظالم و بدکار ہوں۔

چند لمحے ٹھہریے اور غور کیجئے | حضراتِ قارئین کرام! کلینی کی کتاب کافی کی مذکورہ باتیں پڑھنے کے بعد قرآنی علوم اور اسلامیات کی معمولی فہم رکھنے والا ہر انسان دو ٹوک فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ کتاب شیعی مذہب کی بنیاد ڈالنے والوں کی خود ساختہ ایجادِ بندہ اور من گھڑت ہے۔ اور نہ بتایا جائے کہ توریت، زبور، انجیل ماسبق صحیفے اور قرآن کا نزول کیا اسی لئے ہوا کہ امامت کے شیعی نظریہ کی تعلیم دیں؟ اور خاتمِ ارسل صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے پہلے تشریف لانے والے انبیاء علیہم السلام کیا اسی شیعیت کی تبلیغ کے لئے آئے تھے؟ اور گیشیوں کے عقیدہ امامت کا انکار خدا اور رسول کا انکار ہے؟ انہی بڑی بڑی باتوں میں کسی ایک کا بھی قرآن مجید اور صحف میں نہ پایا جانا اس ادعا کے جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں؟ اور کیا انکار امامت کی بنا پر بیک زبان تمام امت مسلمہ کو گمراہ قرار دینے والے اقوال حضراتِ اہل بیت کے ہو سکتے ہیں؟

کر کے انسان معرفت الہی پاتا ہے، اور تبار عشق (جو حجابات کو جلا کر
 معرفت تک پہنچاتی ہے وہ) ہے۔ فرشتے مقربانِ بارگاہ حق ہونے کے باوجود
 ایک مقام ہی تک ترقی کرتے ہیں۔ یہ صرف حضرت انسان کی خصوصیت
 ہے، جو عشق کی دولت کے ذریعہ لامتناہی درجات طے کرتا چلا جاتا ہے۔
 غیر انساں کشش نہ کر د قبول زانکہ انساں ظلم بود و جہول
 نیک ظلمے کہ عینِ عدلت است لغز چیلے کہ مغز معرفت است، (جانی)

سورہ طہ میں ہے:-

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسَىٰ وَلَمْ نُجِِدْ لَهُ عَزْمًا
 اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکید
 حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا۔ اور ہم نے اس کا قصد
 نہ پایا۔

اس عہد سے متفقہ طور پر سب مفسرین نے شجر ممنوعہ کے پاس جانا بتایا ہے۔
 (تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ)

مگر مذہبِ شیعوں میں اس عہد سے کیا مراد ہے، ملاحظہ کیجئے۔
 ”اور ہم نے آدم کو پہلے کچھ باتوں کا حکم دیا تھا۔ جو محمد اور علی اور فاطمہ اور
 حسن اور حسین اور ان کی نسل سے پیدا ہونے والے بارہ اماموں کے
 بارے میں تھا۔ پھر آدم وہ بھول گئے۔“
 سورہ بقرہ میں ہے:-

إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا
 نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ
 مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ
 مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ
 اور اگر تمہیں کچھ شک اس میں جو ہم نے اپنے
 خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت
 تولے آؤ، اور اللہ کے سوا اپنے تمام حمایتیوں
 کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔

اس سے مابقی آیات میں توحید الہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بیان

ثبوتِ امامت کے لئے تفسیر میں خرد برد

شیعہ مذہب میں مسئلہ امامت اتنا اہم ہے کہ اس کے بغیر تمام

ارکانِ ایمان ناقص ہیں۔ ان کے نزدیک مسئلہ امامت قرآن سے ثابت ہے۔ چنانچہ اصول کافی کی روایت کے مطابق سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے زمینوں، اور آسمانوں اور پہاڑوں پر جس امامت کے پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاِمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا۔ الْاَيَةُ هِيَ دِلَالَةٌ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَام۔ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی امامت ہے ۴۸

حالانکہ جمہور مفسرین نے امامت سے مراد اس کے خلاف لئے ہیں۔ خلاصہ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

- امامت سے مراد فرائض ہیں۔ (بخاری، ضحاک اور حسن بصری)
 - امامت سے مراد اطاعت ہے۔ (دیگر مفسرین متقدمین)
 - امامت ہی کے اندر عورت کا اپنے عملِ شہوت کی نگہداشت کرنا ہے۔ (ابی بن کعب)
 - امامت دین، فرائض اور حدود ہیں۔ (قتادہ)
 - امامت میں چیزیں ہیں۔ نماز، روزہ، اور غسل جنابت، (زید بن اسلم)
- قدار مفسرین کے یہ تمام اقوال نقل کرنے کے بعد علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ان تمام اقوال میں کوئی منافات نہیں ہے۔ بلکہ ان تمام سے تکالیف شرعیہ، ادا کر کے بجا آوری، اور منہیات سے اجتناب کی ذمہ داری مراد ہے۔ یعنی انسانوں میں سے جو ان ذمہ داریوں پر قائم رہے گا۔ ثواب پائے گا۔ اور جو ترک کرے گا سختی عذاب ہوگا۔ انسان نے اس ذمہ کو قبول کر لیا ہے ۴۹

صوفیہ کا مسلک تفسیر فطری میں ہے۔

آمانت سے مراد تکالیف ہوں تو اس میں انسانیت کی خصوصیت نہیں، بلکہ جن اور ملائکہ بھی مکلف ہیں۔ کیونکہ شب و روز تسبیح میں مصروف رہتے ہیں۔ اور ذرا نہیں ٹھکتے۔ اس لئے امامت سے ”نور عقل“ (جس سے استدلال

ہے۔ اس کے بعد قرآن کے معجزہ ہونے اور کتاب کے حق ہونے پر دلیل قاطعہ بیان ہو رہی ہے۔ جس کے مخاطب تمام منکرین خدا و رسول اور منکرین قرآن ہیں ۴۵

مگر اصول کافی میں ہے کہ آیت کریمہ میں عَلٰی عِبْدِنَا کے بعد فی عِلٰی، کا لفظ تھا۔ یعنی اس آیت میں بھی امامت علی کا ذکر تھا ۴۵

العیاذ باللہ! اس کا ایک رخ تو یہ ہے کہ قرآن محرف ہے۔ یعنی رد و بدل کیا ہوا ہے دوسرا نشانہ حضرات کا برصحا بہ عنوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ کیوں کہ وہ حضرات جامع قرآن ہیں۔ آپ نے اندازہ فرمایا کہ ان میں گھڑت روایات نے ایک طبقہ کو قرآن کی محفوظیت کا منکر کر کے بے ایمان بنا دیا۔ دوسری طرف صدیق حقیق اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما جیسے پاکان امت پر اتہام طرازی کی لعنت میں لا ڈبویا۔

رب تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اور بیشک یہ قرآن رب العالمین کا آمارا ہوا ہے
اسے روح الامین لے کر اترا، تمہارے دل پر
کہ تم ڈر سناؤ، روشن عربی زبان میں۔

وَإِنَّهٗ لَنَزْمٌ لِّذٰلِکَ
الْعٰلَمِیْنَ۔ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ
الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَكُوْنَ مِنَ
الْمُنْذِرِیْنَ۔ یٰسَآءِ عَرَبِیِّ مَبِیْنٍ

تمام مفسرین کے نزدیک اس سے مراد قرآن مجید ہے۔ مگر شیعہ حضرات کی دینیات کا انصاف ہی انوکھا اور نزلا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت جبریل علیہ السلام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ لے کر نازل ہوئے۔ حتیٰ الاولایۃ لا یمیز المؤمنین ۴۵ وہ امیر المؤمنین (علی) کی امامت کا حکم تھا۔

سورہ مائدہ میں ارشاد رب العالمین ہے۔

اور اگر وہ قائم رکھتے تو رب اور انجیل اور جو کچھ
ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے اترا،
تو انہیں رزق ملتا، اوپر سے، اور ان کے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰةَ
وَالْاِنْجِیْلَ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْہِم مِّنْ
رَّبِّہُمْ لَا کُلُوْا مِنْ حَوْثِہُمْ وَ مِمَّنْ
تَحْتِ اَرْجُلِہُمْ۔ (الآیۃ) ۴۵

پاؤں کے نیچے سے،

مفسرین کے نزدیک توریت و انجیل پر اہل کتاب کی اقامت کا یہ مطلب ہے کہ ان صحف میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نشانیاں لکھی ہیں ان کی رو سے حضور پر ایمان لاتے اور دین حق کا اتباع کرتے۔ تو ان کے لئے ہر طرف سے رزق کی فراوانی ہوتی۔ یہی بات عام تفاسیر میں موجود ہے۔ مگر اس کے برخلاف شیعہ تفسیر دیکھئے تو ملتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو حضرت علی کی امامت کے مسئلہ پر اقامت مراد ہے ۵۹

انہی ہی پر بس نہیں، بلکہ اس
نامراد فرقہ نے اپنے من گھڑت

”الولایۃ“ شیعوں کے قرآن کی ایک سورہ

عقائد کو عوام کی نظر میں صحیح ثابت کرنے کے لئے جہاں ہزاروں جعلی روایات بنائیں وہیں اپنا الگ قرآن بھی بنالیا۔ جس میں ایک خاص سورہ کا نام ”الولایۃ“ ہے۔

شیعوں کی جس طرح حدیث الگ ہے، ان کا قرآن
بھی الگ ہے۔ ان کے قرآن کی ایک سورہ کا

من گھڑت سورہ ولایت کا عکس

نام ”الولایۃ“ ہے۔ زوری طبری جو ان کے بڑے علامہ ہیں، انہوں نے اور کئی لوگوں نے قرآن کے محرف ہونے پر موٹی موٹی کتابیں لکھی ہیں۔ زوری طبری کی کتاب ”فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب“ میں بھی سیکڑوں دلیلیں دی گئی ہیں کہ موجودہ قرآن اصلی نہیں ہے (معاذ اللہ) بلکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فضائل علی و اہل بیت کی کئی سورتیں جلا دیں۔ انہوں نے کتاب مذکور میں ضائع شدہ سورۃ الولایۃ پوری نقل کی ہے۔ جو ص ۱۸۰ کی چودھویں سطر سے شروع ہو کر ص ۱۸۱ کی اٹھارہویں سطر کے نصف پر تمام ہوتی ہے۔ یہ من گھڑت شیعہ سورہ آپ بھی ص ۲۲، ۲۳ پر دیکھیں اور ان پر لعنت کریں۔

مسلمان تو مسلمان عوام شیعہ بھی اپنے فرقہ
کے حقائق و مکائد سے بالکل نااہل ہیں۔

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمین

کیا کوئی مسلمان کہلاتے ہوئے اس بات کو یاد کر سکتا ہے، کیا کسی انسان کی یہ بہت و
جرات ہو سکتی ہے کہ وہ نقلی قرآن گھڑے۔ ان کر تو توں کے باوجود کیا کسی ایسے شخص،

ظاہر مظهرین مسوۃ وجوہکم بنو حذہم ذات الشمال لا یسفو فطرۃ ثم ترد علی بہ ورسولہ عند
الانہ فاقوم قلخذ شدہ فترحف قد ما ولسو وجہہ وجوہ اصحابہ فاقول ما فعلتہ فانتقلین منہ
اما الاکبر فترفنا واما الاصغر فترنمانہ فاقول ردوا ظاہر مظهرین مسوۃ وجوہکم بنو حذہم رسو
لا یسفو فطرۃ ثم ترد علی لایہ ذی الشدہ معہا اول خارجہ اخرہا فاقوم فخذ شدہ فترحف قد ما ولسو
وجہہ وجوہ اصحابہ فاقول ما فعلتہ بالتقلین بعد فیقولون اما الاکبر فترفنا واما الاصغر فترنمانہ
ولعنا فاقول ردوا ظاہر مظهرین مسوۃ وجوہکم بنو حذہم ذات الشمال لا یسفو فطرۃ ثم ترد
رایہ امیر المؤمنین وشدہ المسئلین ونام المسئلین قائد الغر المحجلین فاقوم فخذ شدہ فترحف وجہہ
اصحابہ فاقول ما فعلتہ بالتقلین بعد فیقولون اما الاکبر فترنمانہ واصعنا واما الاصغر فترنمانہ
فلما فاقول ردوا واء مر وبتن مبطنہ وجوہکم بنو حذہم ذات الیمین وهو قول اللہ تعالیٰ یوم یسفر
وجوہکم بنو حذہم واما الذین اسوت وجوہکم کفرتم بعد بما انکرتم فوالعذاب بما کنتم تکرہون
واما الذین ابض وجوہکم ففی رحمۃ اللہ ہم فیما حالہم واما ذکرنا غام الخیرۃ ثم ذکرنا ذکرنا
الغوم مناب الاثمۃ الراشدین من لسان الخالقین بالی انشاء اللہ ان الظاہر من الخیرۃ ثم ذکرنا
لا الفی سحر صاحب کتاب دیننا المذہب بعد ذکر عفا بد الشیعہ فاعلموا بعضہم جوہہ
حررنا صاحبہ ولفنا سوالہ کانت فضل علی اهل بیتہ علیہم السلام باحدہ استوی فی شیعہ
بایہما الذین امنوا اموا لیتورین انزلنا ما نزلنا علیکم ایاہی وخذنا ذالک عذابا عظیم
نور ان بعضہما من تنقص وانا التمیع اعلم ان الذین یوفون ورسولہ فایہما خیر بعد
والذین کفر وامن بعد ما امنوا یفصلہم بشافہم واما ما ہلکم الرسول علیہ السلام فوالعذاب
ظلموا انفسہم وعصوا الوصی الرسول وذلک لیسقون من جمیع ان اللہ الذی یورث السموات والارض
بماشاء واصطفیٰ من الملائکۃ وجعل من المؤمنین اولئک فی خیفہ یفعل اللہ ما شاء لا ینبغی
الیہم الرجوع من الرحیم فلما کمل الذین من قبلہم برسلہم فاحذہم بمکرہم ان حدی حدیہم
ان اللہ قد اهلك عاداً اوثموداً لیماکسبوا وجعلہم لکرم تذکرۃ فلا یسقون ویرعون بما یسقون
مولیٰ وایہم من اغرقتہ ومن بقرۃ اجمعین لیکون لکرامۃ وان اکثرکم فاسقون
اللہ یجمعہم فی عذاب الخیر فلا یستصعبوا الخیر من یسقون ان الخیر ما یسقون ان الخیر ما یسقون

بِآيَاتِ الرَّسُولِ بَلِّغْ إِنذَارِي فَسَوْفَ يَعْمَلُونَ فَذُخِّرِ الَّذِينَ كَانُوا غُرَابًا وَحَكِي مُعْرِضُونَ مَثَلِ
الَّذِينَ يُوَفُونَ بِعَهْدِكَ إِنِّي خَشِيتُ أَنَّهُمْ جَنَابُ النِّعَمِ إِنَّ اللَّهَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَاجْعَلْ عَنَّا مِنْ
لِلْمَقِينِ قَوْلًا لِنُؤْفِقَهُ حَقَّهُ يَوْمَ الدِّينِ مَا أَخْبَرْنَا عَنْ ظَلَمِهِ بِنَا فَلْيَقِ وَكَرْتَنَاهُ عَلَى أَهْلِكَ أَجْمَعِينَ قَاتَهُ
وَدُرَيْبُهُ لَصَابِرُونَ وَإِنَّ عَدُوَّهُمْ إِمَامُ الْمُجْرِمِينَ قُلِ لِلَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ مَا آمَنُوا أَطْلَبْتُمْ
رَبِّهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَاسْتَجَلْتُمْ بِهَا وَنَسِيتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَنَقَضْتُمْ الْعَهْدَ
مِنْ بَعْدِ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ خَرْنَا لَكُمُ الْآمَالَ تَعْلَمُونَ تَهْتَدُونَ بِآيَاتِ الرَّسُولِ فَإِنَّ زَيْنًا إِلَيْكَ
آيَاتِ بَيِّنَاتٍ فِيهَا مَنْ يُوَفِّيهِ مُؤْمِنًا وَمَنْ يُوَلِّهِ مِنْ بَعْدِكَ يُظَاهِرُونَ فَاعْرِضْ عَنْهُمْ إِنَّهُمْ مُعْرِضُونَ
إِنَّهُمْ مُخَضَّرُونَ فِي يَوْمٍ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ شَيْءٌ وَلَا هُمْ يَرْجِعُونَ إِنَّ لَهُمْ فِي جَهَنَّمَ مَقَامًا مَعَ لَا يَعْدِلُونَ
فَنَسَخَ بِآيَةِ رَبِّكَ ذِكْرَ مَنْ تِلْكَ مِنْ الشَّاحِدِينَ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى وَقَارُونَ بِمَا اسْتَخْلَفَ قَبْقَوَاهُ وَهُوَ
نَظِيرُ هَبْلٍ جَعَلْنَا مِنْهُمْ الْفِرْدَوْسَ وَالتَّخَازِيرَ لَعَنَّا قَوْمَ يُعْتَدُونَ فَاصْبِرْ فَسَوْفَ يُصِيرُونَ
وَلَقَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ لَمْ يَرْسَلِينَ وَجَعَلْنَا لَكُمُ الْفِتْنَةَ وَجَعَلْنَا لَكُمُ الْفِتْنَةَ
وَمَنْ يُوَلِّهِمْ شَيْءٌ مِمَّا رَحِمْنَا فَلْيَمْسِكُوا بِكُفْرِهِمْ فَلْيَدْعُوا نَارَ الْآكِثِينَ بِآيَاتِ الرَّسُولِ
فَدَعَلْنَا لَكُمُ الْغَنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا وَاعْتَمَلُوا خَيْرًا وَكَانَ مِنَ الشَّاكِرِينَ إِنَّ عَلَيْنَا فِئَةً أَلَّا نَسْلُبَ
لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ وَبِهِمْ جُزْءٌ رَحْمَةً فَارْجِعُوا إِلَى اللَّهِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ بِمَا جَعَلَ
الْأَعْلَانُ فِي غَنَائِهِمْ وَهُمْ عَلَى أَعْمَالِهِمْ يَنْدَرُونَ إِنَّا بَشَرْنَا لَكَ بِرَبِّهِ الصَّالِحِينَ وَإِنَّهُمْ لَكَا مِرَالًا
خَلِفُونَ فَعَلَيْهِمْ مَنَى صَلَوَاتُ وَرَحْمَةُ رَبِّكَ وَأَمَّا أَنَا يَوْمَ يُعْتَدُونَ وَعَلَى الَّذِينَ يَنْبَغُونَ عَلَيْهِمْ
مِنْ بَعْدِ لِنُغْفِرَ لَهُمْ يَوْمَ سَوَاءٍ خَاسِرِينَ وَعَلَى الَّذِينَ سَلَكُوا مَسْلَكَهُمْ مَنَى رَحْمَةً وَهُمْ فِي الْغُرَفَاتِ
آمِنُونَ وَاتَّخَذَ اللَّهُ رَبًّا الْعَالَمِينَ طَلَبَ دَلَامَهُ أَحَدُهَا مِنْ كِبَالِ الشَّيْغَةِ وَلَمْ أَحْدِهَا ثَرًا
فِيهَا غَيْرُ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْهُمْ شَوْكٌ لَمْ يَدْرَأِي ذِكْرِي كِتَابُ الْمَثَالِبِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اسْقَطُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثَمَامَ سُورَةِ الْوَلَايَةِ وَنَعْلَهَا هَذِهِ السُّورَةُ وَاللَّهُ الْعَالِمُ السَّطُّ عَلَى عِلِّيِّهِ الْأَرْبَعُ
كَشَفَ الْغَمَّ عَنْ طَرِيقِ الْعَارِ غَيْرَ يَدْرَأِي ذِكْرِي كِتَابُ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِآيَاتِهَا

الْحَقُّ عَلَيْهِ مَا أَرَادَ بِآيَاتِهِ مِنْ تِلْكَ أَنْ عَلِيٍّ مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ مَا بَلَغَتْ مَالِكُ اللَّهِ عَلَيْهِ
الْعَلَمُ مِنَ الْإِسْلَامِ سَمِعَ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَشَافَ الْقَلْبَ فِي الْمَنَاسِكِ الْمَنَاسِكِ مِنْ جِهَةِ الْمَنَاسِكِ

بِآيَاتِ الرَّسُولِ بَلِّغْ أُنْذَارِي فَسَوْفَ يَعْمَلُونَ فَذُخِرَ الَّذِينَ كَانُوا غُرَابًا بِلَا وَحْيٍ مُعْرِضُونَ مَثَلُ
الَّذِينَ يُؤْتُونَ بِعَهْدِكَ أَوْ جَزَائِهِمْ جَاءَتْ النِّعَمُ إِنَّ اللَّهَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَاجٍ عَظِيمٍ وَإِنَّ عِبَادًا مِنْ
الَّذِينَ قَالُوا لَنُؤْتِيَهُ حَقَّهُ يَوْمَ الدِّينِ مَا أَخَذَ مِنْ ظِلْمِهِ بِظُلْمٍ وَكَرْتَنَاهُ عَلَى أَهْلِكَ أَجْمَعِينَ قَالَتْ
وَذَرْبُهُ لَصَّابِرُونَ وَإِنَّ عَذَابَهُمْ إِمَامُ الْمُجْرِمِينَ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ مَا آمَنُوا أَطْلَبْتُمْ
رَبِّهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَاسْتَجَلْتُمْ بِهَا وَنَسِيتُمْ مَا وَعَدَ كُرَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَنَقَضْتُمْ الْعَهْدَ
مِنْ بَعْدِ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْنَا لَكُمْ الْأَمْثَالَ تَعْلَمُونَ تَعْلَمُونَ بِآيَاتِ الرَّسُولِ فَإِنَّ زَكَاةَ إِلَهِكَ
آيَاتِ بَيِّنَاتٍ فِيهَا مَنْ يَتُوفَاهُ مَوْئِدًا وَمَنْ يُوَلِّهِ مِنْ بَعْدِكَ يُظْهِرُ فَاغْرَضَ عَنْهُمْ أَهْلُ مَعْرِضٍ
أَتَاهُمْ مُحْضَرُونَ فِي يَوْمٍ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ شَيْءٌ وَلَا هُمْ يَرْجِعُونَ إِنَّ لَهُمْ فِي جَهَنَّمَ مَقَامًا مَعَ لَا يَعْدِلُونَ
فَنَسَخَ بِآيَةِ رَبِّكَ ذِكْرَ مَنْ تِلْكَ مِنْ الشَّاحِدِينَ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى وَقَارُونَ بِمَا اسْتَخْلَفَ قَبْقَوَاهُ
نَضْبِرْ حِكْمًا لَعَلَّاهُمْ الْفِرْدَ وَالْحَاذِرَ لَعَلَّاهُمْ إِلَى يَوْمٍ يُعْتَبُونَ فَاصْبِرْ فَسَوْفَ يُصِيرُونَ
وَلَقَدْ أَنبَأْنَا لُوطًا بِالْحَقِّ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ لِرُسُلِهِمْ وَجَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ وَحْيًا لَعَلَّاهُمْ يَرْجِعُونَ
وَمَنْ يُوَلِّهِمْ أَمْرًا فِي مَرْجِعِهِ فَلَيْسَ مَعَهُمْ فَلَيْسَ مَعَهُمْ فَلَيْسَ مَعَهُمْ فَلَيْسَ مَعَهُمْ فَلَيْسَ مَعَهُمْ فَلَيْسَ مَعَهُمْ
فَلَمَّا جَعَلْنَا لَكَ فِي عِاقِبِ الَّذِينَ آمَنُوا عَمَلًا لَخَذَهُ وَكَرْنٌ مِنَ الشَّاكِرِينَ إِنَّ عَلَيْنَا فَاكِتَابًا بِاللَّيْلِ
سَاجِدًا لَخَذَهُ الْآخِرَةَ وَبِهِ جُودٌ تَوَابٌ رَحْمَةً لَكَ لِيَسْئَلُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا أَوْهُمْ بِعَذَابٍ بَلِيغٍ لِيَجْزَلَ
الْأَعْلَانِ فِي عِقَابِهِمْ وَهُمْ عَلَى أَعْمَالِهِمْ يَنْدِمُونَ إِنَّا بَشَرْنَا لَكَ بِرَبِّهِ الصَّالِحِينَ وَإِنَّهُمْ لَكَاظِمُونَ
خَلِفُونَ فَعَلَيْهِمْ مَنِي صَلَوَاتٍ وَرَحْمَةٍ أَجْبَاءً وَأَمْوَانًا يَوْمَ يُعْتَبُونَ وَعَلَى الَّذِينَ يُبْغُونَ عَلَيْهِمْ
مِنْ بَعْدِ لِنَغْفِيَهُمْ إِنَّهُمْ يَوْمَ سَوْءٍ خَائِرِينَ وَعَلَى الَّذِينَ سَلَكُوا مَسْلَكَهُمْ مَنِي رَحْمَةٍ وَهُمْ فِي الْغُرَفَاتِ
آمِنُونَ وَاحْمَدِ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ طَلَبَ دَلَامَهُ أَحَدُهَا مِنْ كِبَالِ الشَّيْخَةِ وَلَمْ أَحْدِهَا أَمَّا
فِيهَا غَيْرُ الشَّيْخِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَهْدِيٍّ شَوْكًا زَادَ فِي ذِكْرِهِ كِتَابُ الْمَثَالِ عَلَى مَلِكِي عَسَلَهُمْ
اسْطُوعُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثَمَامَ سُورَةِ الْوَلَايَةِ وَنَعْلَهَا هَذِهِ السُّورَةُ وَاللَّهُ الْعَالِمُ السُّطْحُ عَلَى عِلِّيِّ الْأَرْبَى
كَشَفَ الْغَمَّ عَنْ طَرِيقِ الْعَارِ غَيْرَ يَدْرِي عَدَدُ لَدُنَّ كِتَابِ عَهْدِ سَوْلَا اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِآيَاتِهَا

الْحَقُّ عَلَيْهِ مَا أَمَرَ بِالْإِيمَانِ مِنْ تِلْكَ أَنْ عَلَّمَ سَوِيَّ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ مَا بَلَّغْتَ مَا لَكَ بِاللَّهِ
عَسَلَهُ مِنْ الْأَرْبَى سَمِعَ الشَّيْخَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ شَوْكًا زَادَ فِي ذِكْرِهِ كِتَابُ الْمَثَالِ عَلَى مَلِكِي عَسَلَهُمْ

اشخاص یا پارٹی کو مسلمان کہا جاسکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ حاشا وکلاً، ایسی حرات تو مشرکین تکہ کو بھی نہیں ہوتی۔ انہوں نے اگر کچھ کوشش بھی کی تو قرآن کے مقابل کوئی بلیغ کلام مرصع کرنے کی، مگر قرآنی چیلنج نے انہیں ریت کے محل کی طرح پست کر دیا۔ فرقہ شیعہ اپنے کو مسلمان کہلاتے ہوئے بھی اسلام اور روح اسلام کو ذبح کرنے والی ایک نہایت خطرناک سازش کے سوا کچھ نہیں۔ جس کی داغ بیل یہود نژاد ابن سببا نے رکھی ہے۔ جس کی تاریخ ہم اسی کتاب میں مناسب مقام پر پیش کریں گے۔ یہاں گفتگو کا عنوان مسئلہ امامت ہے۔ جس سے ہم انحراف نہیں کرنا چاہتے۔

مقام حیرت ہے کہ جس فرقہ کے بانیوں نے قرآن مجید کو ناقابل اعتبار، محرف، اور نہ

خلافت صدیقی اور حضرت علی

جلنے کیا کیا کہا۔ اور خود اپنی مرضی کا قرآن اختراع بھی کر لیا۔ وہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر یہ اتہام بھی لگاتے ہیں کہ معاذ اللہ انہوں نے نص قرآنی کی مخالفت کی۔

(کشف الاسرار، خمینی)

اس فرقہ کا سنجیدہ سنجیدہ ذمہ دار بھی اتنا متروک کتا ہے کہ خلافت حضرت علی کا حق تھا۔ جو ان سے غضب کیا گیا۔ پھر جب ان کے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ اگر ایسا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کیوں کی۔ اور اس سلسلہ میں ان کی بنیادی کتابیں مختلف جوابات دیتی ہیں مسلمان اہل علم اگر صرف شیعہ روایات کے تضادات کا محاسبہ کریں تو اس فرقہ کا باطل اور من گھڑت ہونا اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔

ہم اس کی تفصیل میں گئے بغیر محض جوابی روایات کے حوالوں پر اکتفاء کرتے ہیں۔ اور پھر اپنی اور ان کی کتابوں کے حوالوں سے صورت واقعہ دکھاتے ہیں۔

- حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت جبراً کی / تبقہ کے طور پر کی۔ متضاد روایات کے لئے دیکھئے۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۶۲)
- حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت

- جبراً کی / تقیہ کے طور پر کی۔ متضاد روایات کے لئے دیکھئے۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۶۲)
- حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت جبراً کی / تقیہ کے طور پر کی۔ متضاد روایات کے لئے دیکھئے۔ (کافی، کتاب لروضہ ص ۱۲۹)
- حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت جبراً کی / ہاتھ سے کی دل سے نہیں کی۔ دیکھئے۔ (ناسخ التواریخ ج ۲، حصہ ۲ ص ۲۸، ۲۹)
- مگر اس کو کیا کچھ گا کہ حضرت علی کے خطبہ سے خود ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھ دینے سے بھی بیعت ہو جاتی ہے۔ (ناسخ التواریخ ج ۲، حصہ ۲ ص ۲۸، ۲۹)

جلیل القدر محدثین کرام نے متعدد طرق
اور کثیر اسناد سے روایت کیا ہے کہ دو

خود سیدنا علی کیا فرماتے ہیں؟

شخصوں نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے ان کے دور خلافت میں، خلافت ہی کے بارے میں سوال کیا۔ جس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے واضح فرما دیا کہ بخدا میرے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عہد اور قرار داد نہیں عطا کی۔ • اگر ایسا ہوتا تو میں ابوبکر و عمر کو منبر شریف پر حجت نہیں کرنے دیتا۔ بلکہ ان سے قتال کرتا۔ اگرچہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی اپنا ساتھی نہ پاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ کچھ قتل نہیں ہوئے نہ آپ نے یکایک انتقال فرمایا، بلکہ کئی دن رات حضور کو مرض میں گزرے۔ مؤذن آتا، نماز کی اطلاع دیتا حضور ابوبکر کو امامت کا حکم فرماتے۔ حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود ہوتا۔ پھر مؤذن آتا اطلاع دیتا حضور ابوبکر ہی کو نماز کا حکم فرماتے، حالانکہ میں کہیں غائب نہیں تھا۔ • پس جب حضور نے وصال فرمایا ہم نے اپنے کاموں میں تفرق کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اسے پسند کر لیا جسے حضور نے ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا تھا۔ لہذا ہم نے ابوبکر سے بیعت کی اور وہ اس کے اہل تھے۔ پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا۔ اور ان کی اطاعت لازم جانی۔ اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جہاد کیا۔ جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لیتا۔ اور جب لڑائی پر بھیجتے میں جاتا۔ اور ان کے سامنے اپنے تازیانے سے جد جاری کرتا۔ • اسی طرح حضرت عمر

حضرت عثمان کے عہد سے متعلق فرمایا ۱۲

جارا اللہ ز محشری رقمطراز ہیں — مولاے کائنات نے فرمایا۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد ہم نے اپنے معاملہ میں غور کیا۔ تو ہماری کجھ میں یہ آیا کہ نماز اسلام کا ستون ہے، اور دین کی بنیاد ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس شخص کو ہمارے دین کی امامت کا حکم فرمایا تھا۔ ہم نے اسی کو اپنی دنیوی رہنمائی کے لئے منتخب کر لیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کو اپنا امیر بنالیا۔ جب انہوں نے جہاد کا اعلان کیا ہم نے ان کے حکم پر جہاد کیا۔ جو انہوں نے عطا کیا اسے بخوشی قبول کیا۔ اور ان کے حکم سے حدود اللہ قائم کیں کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ اور باہم ہمیشہ متفق و متحد رہے مختصر یہ کہ اب کوئی ہمارے متعلق کسی قسم کی برائی اور گمراہی نہ پھیلائے ۱۳

ہنچ البلاغۃ کی روشنی میں | ہنچ البلاغۃ حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ

کے خطبات، مکتوبات اور کلمات کا مجموعہ ہے

جسے مرتضیٰ شیعہ نے مرتب کیا ہے۔ اور اسے اکثر شیعہ ہی طبع کراتے اور اس کی من مانی شرح کرتے ہیں۔ مگر اس میں بھی یہی بات ملتی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے وقت جو لوگ حضرت علی کی خلافت کے خواہشمند تھے ان کو مخاطب کر کے اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ نے کیسا طبع اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔

”مجھے خلیفہ بنانے کی خواہش ایک مکرر پانی کی طرح ہے۔ یا ایسا لقمہ ہے جو کھانے

والے کے گلے میں پھنس جائے، میرے خلیفہ بننے کا سوال ایسا ہے جیسے کوئی کچے پھل کو قبل از وقت توڑے، یا جیسے کوئی دوسرے کی زمین میں کھیتی باڑی کرنے لگے۔ پس اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق خلافت کا دعویٰ کر دوں، تو فتنہ باز لوگ کہیں گے کہ اس نے ملک کے لالچ کے لئے کیا ہے۔ اگر چپ رہوں تو یہی کہیں گے کہ موت سے ڈر گیا۔ افسوس کہ خوفِ موت میری شان سے کتنا بچ ہے۔ واللہ علی ابن ابی طالب موت کو ماں کے دودھ کی رغبت

کرنے والے بچے سے زیادہ پسند کرتا ہے“ ۱۴

خود باب مدنیۃ العلم تو حضور کے متعلق بعد خلافت کو اپنے لئے قبل از دت توڑ ہوا خام پھل فرمائیں۔ اور ردائش اسی کو بنیاد بنا کر اجلہ صحابہ کو سب دشمتم کریں۔ اور اپنے من مانے عقیدہ کو اسلام ثابت کرنے کے لئے خود قرآن تصنیف کریں۔ حدیث وضع کریں۔ اور اسی من گھڑت قرآن و حدیث کی بنیاد پر ساری امت مسلمہ کو گمراہ کہیں۔ صد بار معاذ اللہ! اگر ایسوں ہی کو مؤمن کہتے ہیں تو بتایا جائے کہ مرتد، زندیق اور دشمن اسلام کسے کہتے ہیں۔

باب خلافت ہی میں حضرت علی کے ایک خطبہ کا یہ حصہ بھی قابل توجہ ہے۔ خطبہ کا یہ طور بتا رہا ہے کہ کچھ فاسد عناصر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بیعت خلافت لیجئے۔ اس کے جواب میں آپ نے ان مفسدوں کا منہ بند کرنے کے لئے یہ شیرانہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں واضح کر دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ کی مخالفت کرنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ فرماتے ہیں۔

کیا تم میرے متعلق یہ گمان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولوں۔ اور بخدا سب کے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تھی۔ تو سب سے پہلے حضور کو جھٹلانے والا میں نہیں ہو سکتا۔ میں نے اپنی خلافت کے متعلق خوب غور خواص کر لیا ہے۔ پس میرا اطاعت کرنا بیعت لینے پر مقدم ہے اس لئے کہ حضور کا عہد دوسرے کی اطاعت کے سلسلہ میں مجھ پر لگ چکا ہے۔

اقرانی اکذب علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واللہ لا نا اول من صدقہ
فلا اکون اول من کذب
علیہ فنظرت فی اموری فاذا
طاعتی قد سبقت بیعتی و
اذا المیثاق فی عنقی
لغیری۔

شیعوں کے علامہ ابن قیم بھی خطبہ کے اس حصہ کی تشریح کرتے ہوئے یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا عین منشاء رسول کے مطابق ہوا اور حضور نے اس باب میں وعدہ لے لیا۔

”مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اس قوم کے ساتھ بیعت کرنے میں پہلے

ہی سے واجب ہو چکی تھی۔ تو مجھے ان کے ساتھ بیعت نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اور حضرت علی کا یہ فرمانا کہ میرے ذمہ دوسروں کی اطاعت کا وعدہ پہلے ہی سے لگ چکا ہے۔ اس کا یہ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی مخالفت نہ کروں۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت کرنے کا وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا۔ تو اس لازم شدہ وعدہ کے بعد تو میرے لئے ممکن نہ تھا کہ میں ان کی مخالفت کروں ۱۵

زمانہ شیخین رضی اللہ عنہما میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کس طرح رہے، ان دونوں بزرگوں کو کس طرح خلیفہ اور امیر المومنین تسلیم کیا شیعوں کے مجتہد اعظم صاحب تاریخ التواریخ کے حوالے سے دیکھیں۔ اگرچہ روایت میں کتر بیوت ہے، مگر مقصود حاصل ہے۔ روایت کی ابتداء اس طرح ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما خلافت کے مستحق نہیں تھے تو آپ نے ان کی بیعت کس طرح کی۔ اور اگر وہ مستحق خلافت تھے تو میں ان سے کم نہیں ہوں۔ (معاذ اللہ) تو آپ میرے ساتھ بھی اسی طرح ہو کر رہیں۔ جیسے ان دونوں کے ہمراہ رہے۔ اس پر حضرت علی کا جواب،

دifferend اندازی، تو اللہ مجھے اس کا دروازہ کھولنے سے بچائے اور اس بات سے محفوظ رکھے کہ فتنہ کا راستہ آسان کروں، میں آپ کو صرف اس چیز سے منع کرتا ہوں جس سے اللہ و اس کے رسول نے منع فرمایا ہے۔ اور میں آپ کو راہِ رشد و ہدایت دکھاتا ہوں ۱۶

لیکن ابوبکر صدیق عقیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ	واما عقیق و ابن الخطاب
عنہما کا معاملہ تو اگر انہوں نے اس چیز (خلافت)	فان کانت اخذا ما جعله
کو مجھ سے غصب کیا ہوتا جس کو رسول اللہ صلی اللہ	رسول الله صلى الله عليه وسلم
علیہ وسلم نے میرے لئے خاص کیا تھا تو آپ اور باقی	لی فانت اعلم بذلك

والمسلمون۔ مسلمان اس کو زیادہ جانتے ہوں گے۔ اور مجھے اس خلافت سے واسطہ ہی کیا ہے۔ میں نے تو خلافت کے خیال کو ذہن سے نکال دیا ہے۔ خلافت کے بارے میں دو ہی احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ حضور کے بعد خلافت میرا حق نہ تھا۔ بلکہ سارے صحابہ برابر اس کے حقدار تھے تو اس صورت میں حق بحق دار رسید، دوسری صورت یہ تھی کہ

واما ان یکون حقّی دونہم
فقد ترکک لہم طبت نفساً
ونفست یدی عنہ
استصلاحاً لہ
خلافت صرف میرا حق تھا باقی کسی کا حق نہیں
تھا۔ تو اس صورت میں میں نے خوشی رضا مندی
سے بطیب خاطر انہیں بخش دیا۔ اور صلح صفائی کے
طور پر ان کے حق میں دستبردار ہو گیا۔

تولائے اہل بیت کے خود ختہ
زعم میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی

خلفائے ثلاثہ کے فضائل شیعہ روایات میں

اللہ عنہ کے لئے خلافت بلا فصل کا راگ الاپنے والے خود اپنی کتابوں کی ان روایات کی روشنی میں بے نقاب نظر آتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ مولا تعالیٰ انہیں اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو کر سچے مرتضوی عقائد ایمان کی توفیق بخشے۔ آمین۔

شیعوں کی معتبر قدیم کتاب میں ان کے معتبر عالم ابن بابویہ قمی کے ذریعہ حضرات خلفائے ثلاثہ کے فضائل کی ایک روایت میں ہے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان ابابکی منی بمنزلۃ السبع
وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان
عثمان منی بمنزلۃ الفؤاد کتہ
بشک ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے کان، عمر رضی اللہ عنہ میری آنکھ اور عثمان رضی اللہ عنہ میرے دل کی جگہ ہیں۔

شیعوں کی اکثر اہمات الکتاب میں فضائل خلفائے ثلاثہ اہمات المومنین وبنات طاہرات کی روایات بھی پائی جاتی ہیں۔ مگر اس خائن اور بد باطن فرقہ کے اجتہاد یوں نے ہر ممکن خرد برد اکثر بیونت کر کے اپنے قلبی غلّ و غش کا ثبوت دیا ہے۔ ایسی ہی طویل روایت کے ایک

حصہ کا خلاصہ ہم نقل کرتے ہیں۔

فضائل صدیق شیعہ تفسیر میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت جب غار کی طرف تشریف فرما ہوئے تو اپنے

صحابہ اور امت کو یہ وصیت دہائی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیج کر فرمایا کہ اللہ آپ پر (صلوٰۃ) سلام بھیجتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ابو جہل اور کفار قریش نے آپ کے خلاف منصوبہ بنایا ہے۔ اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ علی مرتضیٰ کو اپنے بستر مبارک پر شب باشی کا حکم دیں۔ اور فرمایا کہ ان کا مرتبہ آپ کے نزدیک ایسا ہے جیسا اسحق ذبیح کا مرتبہ، حضرت علی اپنی زندگی اور روح کو آپ پر فدا کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ ہجرت میں ابو جہل کو اپنا ساتھی مقرر فرمائیں۔ کیونکہ اگر وہ حضور کی اعانت و رفاقت اختیار کر لیں اور حضور کے عہد و پیمان پر پختہ کار ہو کر ساتھ دیں تو آپ کے رفقاء جنت میں ہوں گے۔ اور جنت کی نعمتوں میں آپ کے مخلصین سے ہونگے۔

لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی! کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ دشمن مجھے تلاش کرے تو نہ پائے۔ اور تمہیں ڈھونڈے تو تم اسے مل جاؤ۔ اور شاید جلدی میں تیری طرف پہنچ کر بے خبر لوگ تجھے (شبہ میں) قتل کر دیں۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس بات پر راضی ہوں کہ میری روح حضور کی تقدس روح کے لئے سپر ثابت ہو۔ اور میری زندگی حضور کی زندگی پر قربان ہو۔ بلکہ میں اس بات پر بھی راضی ہوں کہ میری روح اور میری زندگی حضور پر اور حضور کے ساتھی پر اور حضور کے بعض حیوانات پر فدا ہو۔ حضور امتحان فرمائیں۔ میں زندگی کو پسند ہی اس لئے کرتا ہوں کہ حضور کے دین کی تبلیغ کروں۔ اور حضور کے دوستوں کی حمایت کروں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں۔ اگر یہ نیت نہ ہوتی تو میں دنیا سے ذبیح تو سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ البتہ یہود و نصاریٰ کے نزدیک حضرت اسحق کے ذبیح ہونے کا نظریہ پایا جاتا ہے۔ کیا عجب کہ کئی ایک یہودی نظریات کی طرح ابن سبائے یہ نظریہ بھی یہود سے مستعار لے کر اپنے اس نئے مذہب میں شامل کیا ہو۔ منہ

میں ایک ساعت بھی زندگی پسند نہ کرتا۔ یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے سر کو بوسہ دیا۔۔۔ اور فرمایا اے ابوالحسن! تیری یہی تقریر مجھے فرشتوں نے لوح محفوظ سے پڑھ کر سنائی ہے۔ اور اس تقریر کا جواہر اللہ نے تیرے لئے آخرت میں تیار فرمایا ہے وہ بھی پڑھ کر سنایا ہے۔ وہ ثواب جیسا نہ سننے والوں نے سنا، نہ دیکھنے والوں نے دیکھا اور نہ انسانی عقل و فہم میں آسکتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا۔

ارضیت ان تكون معي
يا ابا بکر تطلب كما اطلب و
تعرف بانك انت الذي تمهني
على ما ادعيه فتحمل عنى انواع
العذاب قال ابوبكر يا رسول
الله اما انالو عشت عمر الدنيا
اعذب في جميعها اشد عذاب
لا ينزل على موت صريح ولا فرج
مسيح وكان ذلك في
محبته لكان ذلك احب
الى من ان اتعم فيها وانا
مالك لجميع ممالك ملوكها
في مخالفتك واهل انا و مالي
وولدي الا فداؤك
فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا جرم ان اطلع الله
على قلبك ووجد موافقا لما

اے ابوبکر تو میرے ہمراہ چلنے کے لئے تیار ہے؟
کبھے بھی لوگ اسی طرح تلاش کریں جیسے مجھے،
اور تیرے متعلق دشمنوں کو یقین ہو جائے کہ تو نے
مجھے ہجرت پر، اور اعداء کے مکر و فریب سے بچ
نکلنے پر آمادہ کیا۔ کیا تجھے میری وجہ سے مصائب
آلام گوارا ہے؟۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا،
یا رسول اللہ! اگر میں قیامت تک زندہ رہوں
اور اس زندگی میں سخت عذاب اور مصائب میں
بتلا رہوں جس مصیبت و الم سے بچانے کے لئے
تجھے موت آئے نہ کوئی اور تجھے آرام دے سکے
اور یہ تمام حضور کی محبت میں ہو تو مجھے بطیب خاطر
منظور ہے۔ اور یہ مجھے منظور نہیں کہ لمبی زندگی
ہو اور دنیا کے بادشاہوں کا بادشاہ بن کر رہوں
اور تمام نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہوں۔ لیکن
حضور کی موت سے محرومی ہو اور میں اور میرا
مال اور اولاد حضور پر فدا اور قربان ہے۔ پس
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

جبرئیل علی لسانک جعلت
منی بمنزلۃ السمع والبصر
والدأ من من الجسد
الی آخذہ ۶۹

تیرے دل پر مطلع ہے۔ اور جو کچھ تو نے کہا اللہ تعالیٰ
نے اس کو تیری دلی کیفیت کے مطابق پایا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے کان اور میری آنکھ کی طرح
کیا ہے اور جو نسبت سر کو جسم سے ہے اللہ تعالیٰ
نے تجھے اس طرح بنایا ہے۔

جسٹس امیر علی کا بیان ہے۔

حضرت ابوبکر اپنی زندگی اور اپنے اثر و رسوخ کی بناء پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے جانشین منتخب ہوئے۔ آپ کی دانائی فراست اور اعتدال پسندی مسلم
تھی۔ اس لئے ابوبکر کے انتخاب کو حضرت علی اور آں حضرت کے خاندان
نے تسلیم کر لیا: ۶۹

غزوہ تبوک میں تشریف لے جاتے ہوئے سرکار
نے حضرت علی کو اپنا نائب بنایا۔ اس پر حضرت

علی نے عرض کیا۔ حضور کیا مجھے آپ عورتوں اور بچوں پر خلیفہ مقرر فرماتے ہیں۔ اس پر
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا۔ اما ترضی ان تکون منی
بمنزلۃ ہارون من موسیٰ (کیا تو اس سے راضی نہیں کہ میرے لئے موسیٰ کے نائب
ہارون کی طرح ہو) وافض حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کے بارے میں اس
مشابہت کو دلیل بناتے ہیں۔ حالانکہ اس کو دلیل بنانا قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ حضرت
ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ کی حیات مبارکہ ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اور بعد وفات
موسوی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیابت نہیں فرمائی۔ اور وہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
بعد زندہ ہی نہیں تھے تو خلیفہ کس طرح بنتے۔ البتہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشیر و معاون
اور ان کے کوہ طور پر تشریف لے جانے کے زمانے میں ان کے خلیفہ رہے تھے۔ جس طرح
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں روانگی کے وقت مدینہ
طیبہ میں اپنا عارضی نائب اور جانشین بنایا۔ خود شیعوں کی کتب تاریخ التواتر بخ، حیات القلوب

کے باعث خود اشد کا اقرار سمجھنے لگے۔ ان کی دانست میں حضرت علیؑ اور ان کی اولاد جو امام ہوئے وہ انسانی صورت میں خدا تھے، یا خدا کا کلام تھے جسے یہ لوگ قرآن ناطق کہتے ہیں یعنی بوتا ہوا قرآن، ایک اور فرقہ کا قول ہے کہ حضرت جبریلؑ نے غلطی سے پیغمبر اسلام کو علیؑ سمجھ لیا۔ ورنہ وحی دراصل حضرت علیؑ پر آئی تھی، ۱۷

اسلام کو داخلی فتنوں، رفض و خروج وغیرہ نے جتنا شدید نقصان پہنچایا۔ خارجی دشمنوں سے دین و ملت کو اتنا نقصان ہرگز نہیں ہوا۔

دوستوں سے اس قدر صدمے ملے ہیں جان کو

دل سے دشمن کی جفاؤں کا گلہ حبس تار با ۱۸

شیعیت کی نئی لہر | امام خمینی صاحب کے دم قدم سے شیعیت آج بہت ترقی پر ہے شیعوں کے متعدد فرقوں میں سے خمینی صاحب کا تعلق اثنا عشری گروہ سے ہے۔ اور یہی گروہ آج شیعوں میں غالب اکثریت رکھتا ہے۔ ایران، عراق، اور ہندو پاک میں جو شیعہ ہیں وہ اکثر اسی خیال کے ہیں۔ شیعہ فرقوں کی صحیح تعداد اور باہم مختلف عقائد کے لئے ملاحظہ کریں تحفۃ اثنا عشریہ، اور غنیۃ الطالبین اور آیات بنیات وغیرہ علیؑ گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا، شیعہ تھیالوجی ڈیپارٹمنٹ کی انچارج پروفیسر رشیدہ رضیہ جعفری نے خود شیعہ فرقوں کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

● غالی، وہ فرقہ ہے جو حضرت امیر المومنین کو خدا مانتا ہے ۱۹

● مفوضہ اس فرقہ کا یہ مذہب ہے کہ خدا نے صرف جناب محمد مصطفیٰؐ اور حضرت علیؑ کو پیدا کیا۔ پھر وہ بیکار ہو گیا۔ اور اس نے تمام دنیا کا انتظام ان ہی دو بزرگوں کے سپرد کر دیا ہے۔ وہی جسے چاہتے ہیں مالتے ہیں۔ انہوں نے ہی سارے عالم کو پیدا کیا۔ یہی دونوں رزق دیتے ہیں ۲۰

● علویہ ان کا عقیدہ ہے کہ وحی پہنچانے میں جبریلؑ سے غلطی ہوئی۔ علیؑ کے بجائے محمد مصطفیٰؐ کو پہنچا دی ۲۱

شیعہ فرقہ اثنا عشریہ کی رو سے بارہ ائمہ کی ترتیب یہ ہے - ۱۱ حضرت علی بن ابی طالب (متوفی ۲۱ رمضان سنہ ۶۶۱ھ) | بارہ امام

(۲) سیدنا امام جس بن علی (متوفی ۲۸ صفر سنہ ۲۷ مارچ سنہ ۶۶۷ھ)

(۳) سیدنا امام حسین بن علی سید الشہداء (م ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ اکتوبر سنہ ۶۸۰ھ)

(۴) سیدنا علی بن حسین زین العابدین (م ۲۵ محرم سنہ ۹۵ ۳۱ ستمبر سنہ ۷۱۲ھ)

(۵) سیدنا محمد بن علی باقر (م ۷ ذوالحجہ سنہ ۱۱۴ ۲۸ جنوری سنہ ۷۲۳ھ)

(۶) سیدنا جعفر بن محمد الصادق (م ۱۰ شوال سنہ ۱۲۸ ۱۰ جولائی سنہ ۷۴۶ھ)

(۷) سیدنا موسیٰ بن جعفر کاظم (م ۲۵ رجب سنہ ۱۸۳ یکم اکتوبر سنہ ۷۹۹ھ)

(۸) سیدنا علی بن موسیٰ رضا (م ۲۳ ذی القعدہ سنہ ۲۰۳ ۲۲ مئی سنہ ۸۱۹ھ)

(۹) سیدنا محمد بن علی تقی (م ۳۰ ذی القعدہ سنہ ۲۲۰ ۲۵ نومبر سنہ ۸۳۵ھ)

(۱۰) سیدنا علی بن محمد تقی (م ۵ رجب سنہ ۲۱۳ ۹ ستمبر سنہ ۸۲۹ھ)

(۱۱) سیدنا حسن بن علی عسکری (م سنہ ۲۶۱ ۲۷ مارچ سنہ ۸۷۳ھ)

(۱۲) سیدنا محمد بن حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

آخر الذکر محمد بن حسن ہی کو اہل تشیع مہدی زماں کہتے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۵

شعبان سنہ ۲۵۵ بمطابق ۳۰ جولائی سنہ ۸۶۸ھ کو ہوئی۔ شیعہ حضرات کا خیال ہے کہ سنہ ۲۶۱ھ میں آپ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ جس کے بعد سنہ ۲۲۹ھ تک کا

زمانہ غیبت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ جس دور میں چار نائبین خاص کے ذریعہ قوم

سے آپ کا رابطہ رہا۔ ان چاروں کو وکلاء اربعہ کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد غیبت کبریٰ

کا دور شروع ہوا۔ اب ان وکلاء اربعہ کے ذریعہ علماء و مجتہدین کا دور چل رہا ہے

اور انہی شیعوں کے فرقہ کیسانہ کے نزدیک حضرت محمد بن الحنفیہ کو رضوی پر اپنی

قبر میں زندہ ہیں۔ اور اپنے وقت پر خرد چ کریں گے۔

اسما عیسیٰ کے نزدیک سات اماموں کے بعد امام غائب کے ظاہر ہونے تک

جو لوگ امامت کے فرائض انجام دیں گے وہ نائب امام ہوں گے۔ مگر ان کو منتخب کرنے

کا عوام کو حق نہیں۔ نائب امام کا سب سے بڑا بیٹا امامت کا حقدار ہوتا ہے ۱۷۷
اسلامی نقطہ نظر سے امام مہدی کون ہیں؟ — اور ان کا کیا مقام ہے؟ اس
سے واقفیت کے بغیر امام مہدی، اور شیعوں کے مہدی منتظر کا فرق سمجھنا دشوار ہے۔ اس
لئے اب ہم اس پر قلم اٹھاتے ہیں۔

نظہور مہدی کی چند احادیث | اس باب میں ہم سب سے پہلے حضرت امام مہدی
کے بارے میں وارد چند احادیث کے ترجمے
لکھتے ہیں۔

• ابو داؤد کی سنن میں ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرماتی
ہیں کہ ایک خلیفہ کے انتقال کے بعد کچھ اختلاف ہوگا۔ اس وقت مدینہ طیبہ کا ایک باشندہ
بھاگ کر مکہ مکرمہ آئے گا۔ مکہ مکرمہ کے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ اور اسے مجبور
کر کے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت کریں گے۔ پھر شام سے اس
کے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجا جائے گا۔ اور وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک ہفت
میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ ان کی یہ کرامت دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور
عراق کے لوگ بھی آکر ان سے بیعت کریں گے۔ اس کے بعد پھر قریش میں ایک شخص ظاہر
ہوگا جس کے ماموں قبیلہ کلب کے ہوں گے۔ وہ ظاہر ہو کر ان کے مقابلہ کے لئے لشکر
روانہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس (امام مہدی) کو ان کے اوپر غالب فرمائے گا۔ اور یہ
بنو کلب کا لشکر ہوگا۔ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو اس قبیلہ کلب کی غنیمت میں شریک نہ
ہو۔ — کامیابی کے بعد وہی شخص (امام مہدی) اس مال کو تقسیم کرے گا۔ اور
سنت کے مطابق لوگوں سے عمل کرانے کا۔ — اور اس کے عہد میں روئے
زمین پر اسلام ہی اسلام پھیل جائے گا۔ اور سات برس تک وہ زندہ رہے گا۔ اس
کے بعد اس کا انتقال ہو جائے گا۔ اور مسلمان اس کی نماز پڑھیں گے ۱۷۸

• ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
بڑی آزمائش کا ذکر فرمایا۔ — جو اس امت کو پیش آنے والی ہے۔ ایک

وقت اتنا شدید ظلم ہوگا کہ پناہ ملنا دشوار ہوگا۔۔۔۔۔ اس وقت اللہ تعالیٰ میری اولاد میں ایک شخص (امام مہدی) کو پیدا فرمائے گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ زمین و آسمان کے سب باشندے اس سے خوش ہوں گے۔ آسمان اپنی تمام بارش موسلا دھار برسائے گا۔ اور زمین اپنی سب پیداوار نکال کر رکھ دے گی۔ حتیٰ کہ زندہ لوگ اس بات کی تمنا کریں گے کہ جو لوگ ان سے پہلے ظلم اور تنگی میں گزر گئے کاش اس وقت ہوتے۔ اسی بابرکت انداز میں وہ (امام مہدی) سات یا آٹھ یا نو سال زندہ رہیں گے۔

● حضرت ثوبان جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم دیکھو کہ سبیاہ جھنڈے خراسان کی جانب سے آرہے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا۔ اگرچہ برف کے اوپر گھٹنوں کے بل کیوں نہ چلنا پڑے

فَاتَّ فِيهَا خَلِيفَةُ اللَّهِ

کیوں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوگا

(احمد و بیہقی)

المہدی

● حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تم کو مہدی کی بشارت دیتا ہوں۔ جو ایسے دور میں ظہور پذیر ہوں گے۔ جب لوگوں میں بڑا اختلاف ہوگا۔ اور بڑے زلزلے آئیں گے۔ وہ آکر زمین کو عدل و انصاف سے پھر اسی طرح بھر دیں گے، جس طرح وہ ان کی آمد سے قبل ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ آسمان کے فرشتے اور باشندگان سب ان سے راضی ہوں گے۔ اور وہ مال لغیم کریں گے صحاحاً۔ سوال کیا گیا۔ صحاح کا کیا مطلب ہوا۔ فرمایا۔۔۔۔۔ انصاف کے ساتھ، اور امت کے دل غنا سے بھر دیں گے۔ ان کا انصاف عام ہوگا۔ (فراغت کا یہ حال ہوگا) کہ وہ ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیں گے۔ وہ اعلان کرے گا کہ کیا کسی کو مال کی حاجت باقی ہے تو محض ایک شخص کھڑا ہوگا۔ اسی حالت پر سات سال گزریں گے۔

(احمد ابویعلیٰ)

● حضرت ابوامامہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے

اور روم کے درمیان چار مرتبہ صلح ہوگی۔ چوتھی صلح ایسے شخص کے ہاتھ پر ہوگی جو آل ہارون سے ہوگا۔ اور یہ صلح سات سال تک قائم رہے گی۔ حضور سے دریافت کیا گیا اس وقت مسلمانوں کا امام کون ہوگا۔ فرمایا وہ شخص میری اولاد میں سے ہوگا۔ جس کی عمر چالیس سال ہوگی۔ چہرہ ستاروں کی طرح چمکدار ہوگا۔ دائیں رخسار پر سیاہ تل ہوگا۔ اور دو قطوانی عجائبات زیب تن کئے ہوگا۔ ایسا معلوم ہوگا جیسا بنی اسرائیل کا کوئی شخص دس سال حکومت کرے گا۔ زمین سے خزانوں کو نکالے گا۔ اور مشرکین کے شہروں کو فتح کرے گا۔ اللہ

• ذی مخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم روم سے صلح کرو گے کامل صلح، اور دونوں مل کر اپنے دشمن سے جنگ کرو گے اور تم کو کامیابی ہوگی، اور مال فینت ملے گا۔ حتیٰ کہ جب ایک خطہ زمین پر لشکر آکر اترے گا۔ جس میں ٹیلے ہوں گے اور سبزہ، تو ایک شخص نصرانیوں میں سے صلیب بلند کر کے کہے گا۔ صلیب کا بول بالا ہو۔ اس پر ایک مسلمان کو غصہ آجائے گا۔ وہ اس صلیب کو توڑ ڈالے گا۔ اور اس وقت نصاریٰ فدااری کریں گے۔ اور جنگ عظیم کے لئے سب ایک محاذ پر جمع ہو جائیں گے ۸۲

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تمہارے اندر عیسیٰ بن مریم اتریں گے۔ اور اس وقت تمہارا امام وہ شخص ہوگا جو خود تم میں سے ہوگا۔ اور اس وقت کی نماز میں تمہارا امام وہی ہوگا ۸۳

• حضرت حذیفہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہدی انتظار میں ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ ان کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوگا گویا ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اس وقت امام مہدی ان کی طرف مخاطب ہو کر عرض کریں گے۔ تشریف لائیے اور لوگوں کو نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے اس نماز کی اقامت تو آپ کے لئے ہو چکی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ نماز میری اولاد میں سے ایک شخص کے پیچھے ادا فرمائیں گے ۸۴

• حضرت ابوامامہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ اور دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ _____ دینہ گندگی کو اس طرح دور کر دے گا، جسے بھی لوہے کی گندگی کو دور کر دیتی ہے۔ اور یہ دن یوم الخلاص کہلائے گا۔ ام شریک نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عرب کہاں ہوں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت ان کی تعداد کم ہوگی۔ ان میں کے بیشتر بیت المقدس میں ہوں گے۔ اور ان کے امام ایک مرد صالح مہدی ہوں گے۔ وہ ایک روز نماز صبح کی امامت کے لئے آگے بڑھیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ اور یہ (امام مہدی) اٹھے پاؤں لوٹیں گے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام امامت کریں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ ان کے شانوں کے درمیان رکھ دیں گے اور فرمائیں گے کہ آپ آگے بڑھئے یہ امامت آپ ہی کے لئے کہی گئی ہے۔ اور ان کے امام ہو کر نماز پڑھائیں گے ۵۵

• حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
مِنَّا الَّذِي يُصَلِّي عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ (اُخْرَجَ ابْنُ نَحِيمٍ) مريم جس کی اقتدا فرمائیں۔

ان احادیث کا معنوی تواثر ثابت ہے | حضرت امام مہدی کے متعلق اسلامی ذخیرہ احادیث سے ہم نے دس حدیثوں کے ترجمے نقل کر دیئے ہیں۔ یہ اور اسی قسم کی اور متعدد روایات ہیں۔ جن کی بنیاد پر مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ قرب قیامت کے وقت ایک مہتمم بالشان ہستی روئے زمین پر ظہور پذیر ہوگی۔

ابن خلدون اور اس کے اتباع کا یہ گمان فاسد ہے کہ مسلمانوں میں ظہور مہدیؑ کا عقیدہ روافض کی روایات کے زیر اثر پیدا ہوا ہے۔ بلکہ سلف سے آج تک امام مہدی کے بارے میں مسلمانوں کے عقائد متواتر ہیں۔ حضرت علی، ابن عباس، ابن طلحہ، ابن عمر، عبد اللہ بن مسعود، ابن ہریرہ، انس، ابوسعید، اہبات المومنین ام حبیبہ، ام سلمہ، ثوبان، قرہ بن ایاس، علی البلالی، اور عبد اللہ بن الحارث، رضی اللہ عنہم سے امام مہدی کے بارے

میں حدیثیں مروی ہیں۔ ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں اس بارے میں حدیثیں بیان کی ہیں۔ امام ترمذی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے تو اپنی کتابوں میں امام مہدی کے متعلق مستقل باب باندھے ہیں۔ شارح عقیدہ سفارینی نے لکھا ہے کہ

”خروج امام مہدی کی روایات اتنی زیادہ ہیں کہ اسے معنوی تو اتر کا درجہ حاصل ہے۔ اور علمائے اہل سنت کے نزدیک یہ بات اس قدر مشہور ہے کہ عقائد میں ایک عقیدہ کی حیثیت سے شمار کی جاتی ہے“

اسی طرح علامہ سیوطی، قاضی شوکانی، اور شیخ علی متقی وغیرہ نے امام مہدی کے بارے میں کافی مواد اکٹھا کیا ہے۔

احادیث ظہور مہدی کا واقعائی خاکہ | حضرت امام مہدی کا نام سید محمد، تدلیا بدن چسب، رنگ کھٹا ہوا، چہرہ روئے

انور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ، اور عادات و خصائل شائل نبوی میں ڈھلے ہوئے والد ماجد کا نام عبد اللہ، والدہ کا نام آمنہ، زبان میں قدرے لکنت، دوران گفتگو کبھی کبھی ران پر ہاتھ ماریں گے۔ علم لدنی سے نوازے ہوئے ہوں گے۔

آپ کے ظہور کے وقت دنیا ظلم سے لبریز ہوگی۔ اسی دور میں عرب و شام میں یوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا۔ وہ شام و مصر کا حکمران ہوگا۔ اس عرصہ میں روم کے بادشاہ کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے سے صلح ہوگی۔ لڑنے والا فریق قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے گا۔ بادشاہ روم دارالسلطنت چھوڑ کر ملک شام چلا جائے گا۔ اور عیسائیوں کے دوسرے فریق کی مدد سے اسلامی فوج فریق مخالف پر فتح حاصل کرے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد ہوائی فوج میں سے ایک شخص نعرہ لگائے گا کہ صلیب فتح ہو گئی۔ یہ سنکر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے لڑ پڑے گا۔ اور کہے گا نہیں۔ اسلام غالب ہوا۔ یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے۔ جس کی وجہ سے باہم جنگ ہوگی۔ بادشاہ اسلام شہید ہوگا۔ عیسائی شام پر قابض ہوں گے اور دونوں عیسائی گروہوں کی صلح ہو جائے گی۔ باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے جائیں گے۔

عیسائیوں کی حکومت خیر تک ہو جائے گی۔ اس وقت مسلمان امام مہدی کے منتظر ہوں گے۔ امام مہدی اس وقت مدینہ طیبہ میں موجود ہوں گے۔ انہیں کوئی پہچانتا نہ ہوگا۔ وہ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ چلے آئیں گے۔ اس زمانے کے اولیاء و ابدال آپ کو تلاش کرتے ہوں گے۔ مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے درمیان طواف کرتے ہوئے ایک جماعت آپ کی شناخت کرے گی۔ اس سے قبل کے ماہ رمضان میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگ چکا ہوگا۔ لوگ آپ سے بیعت کا تقاضا کریں گے۔ اس وقت آسمان سے آواز آئے گی۔

هذا خلیفۃ اللہ المہدی فاستمعوا یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں۔ ان کی بات لے دو اطیعوا۔ سنو اور اطاعت کرو۔

شرف بیعت | یہ آواز دہاں کے سب خاص و عام سنیں گے۔ بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال ہوگی۔ آپ کی خلافت کی خبر عام ہوتے ہی مدینہ منورہ کی فوج مکہ معظمہ چلی آئے گی۔ شام عراق، اورین کے ادیبائے کرام اور ابدال آپ کے ہمراہ اور ملک کے بشار لوگ آپ کی فوج میں شامل ہوں گے۔ اسلامی دنیا میں امام مہدی کے خروج کی خبر سن کر خراسان سے ایک بڑی فوج آپ کی اعانت کے لئے روانہ ہوگی۔ جو راستہ میں بد دینوں کا صفایا کرنے ہوئے مدینہ اور مکہ کے درمیان دامن کوہ میں دھنس جائے گی۔ صرف دو آدمی زندہ بچیں گے۔ ایک امام مہدی کو خبر دے گا اور دوسرا سفیان کو۔ عرب فوجوں کے اجتماع کی خبر پا کر عیسائی بھی فوجیں جمع کریں گے اور شام میں اکٹھا ہوں گے۔ ان کی فوج کے سر عظم ہوں گے۔ اور ہر ایک علم کے نیچے ۱۲ ہزار سپاہی ہوں گے۔ (کل ۸ لاکھ چالیس ہزار)

جہاد و فتح | حضرت امام مہدی مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرمائیں گے۔ اس کے بعد مع لشکر شام کی طرف نکلیں گے۔ دمشق کے پاس عیسائیوں سے مقابلہ ہوگا۔ اس وقت امام مہدی کے لشکر میں تین گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ عیسائیوں کے خوف سے راہ فرار اختیار کرے گا۔ (اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول

نہیں فرمائے گا۔ — دوسرا گروہ جہاد کرتے ہوئے شہادت پا کر بدر و احد کے شہداء کا درجہ پائے گا۔ تیسرا گروہ قنیاب ہوگا۔ چار روز تک مقابلہ ہوگا۔ چوتھے روز فتح ملے گی اور ہتھیار ہٹائے جائیں گے۔ اس کے بعد امام مہدی مال غنیمت تقسیم فرمائیں گے۔ — مگر کسی کو لینے کی خوشی نہیں ہوگی۔ اس کے بعد امام مہدی بلا دایسلام کے انتظام و انصرام پر متوجہ ہوں گے۔ اور چاروں جانب اپنی فوج پھیلا دیں گے۔

فتح قسطنطنیہ | اور اس سے فراغت کے بعد فتح قسطنطنیہ کے لئے روانہ ہوں گے۔ قبیلہ بنو اسماعیل کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے استنبول کی آزادی کے لئے مقرر فرمائیں گے۔ جب یہ لوگ فیصل کے قریب اشد اکبر کا نعرہ بلند کریں گے تو ام جلال کی برکت سے فیصل گر جائے گی۔ اور مسلمان فاتح ہوں گے۔ اس کے بعد امام مہدی ملکی انتظام میں ہوں گے کہ دجال کے نکلنے کی افواہ اڑے گی۔

طلیحہ امام مہدی | اس بات کو سن کر حضرت امام مہدی ملک شام کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور خروج دجال کی تحقیق کے لئے پانچ یا نو سوار (باختلاف روایت) آگے روانہ فرمائیں گے۔ جو پتہ لگا کر خبر دیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ یا نو کے بارے میں فرمایا۔ ان کے ماں باپ اور قبیلوں کے نام اور ان کے گھوڑے کے رنگ تک جانتا ہوں۔ وہ اس دور میں تمام روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔

خروج دجال | اس کے بعد امام مہدی مہلت کے بجائے اطمینان سے مصروف سفر ہوں گے اس کے کچھ دنوں بعد دجال ظاہر ہو جائے گا۔ مگر حضرت امام مہدی اس وقت تک دمشق پہنچ کر جہاد کی تیاری فرما چکے ہوں گے۔ حتیٰ کہ لوگوں کو ہتھیار دیا جا چاہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری | عصر کا وقت ہوگا۔ مؤذن اذان دے گا۔ لوگ نماز کی تیاری میں

ہوں گے۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی کنارے پر دو فرشتوں کے کاندھوں کے سہارے رونق افروز ہوں گے۔ اور آواز دیں گے کہ سیرھی لاؤ۔ سیرھی حاضر کی جائے گی۔ آپ نیچے تشریف لا کر امام مہدی سے ملاقات کریں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع سے پیش آئیں گے اور کہیں گے۔ اے اللہ کے بنی امامت فرمائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ امامت آپ ہی کریں کیونکہ اس امت محمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے بعض بعض کے امام ہیں۔ امام مہدی نماز پڑھائیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدار کریں گے۔ نماز کے بعد امام مہدی عرض کریں گے۔ یا بنی اللہ! اب یہ لشکر کا انتظام ہی فرمائیں اور حکم جاری فرمائیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں، یہ کام آپ ہی کریں۔ میں تو صرف قتل و قتال پر مامور ہوں۔ اللہ کی ساری زمین حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف سے بھر جائے گی۔ رشتہ دار و تائبانک ہو جائے گی۔ ظلم و ستم کا کہیں نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ ہر طرف عبادت و اطاعت کا زور و شور ہوگا۔ آپ کی خلافت کا زمانہ ۸ یا ۹ سال ہوگا۔ علماء نے لکھا ہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنے دفع کرنے اور انتظامات ملکی میں لگیں گے۔ آٹھواں سال دجال سے جنگ کی تیاریوں میں اور جنگ میں۔ اور نوواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت میں گزاریں گے۔

وفات امام مہدی | اس طرح ۴۹ سال کی عمر میں وفات پائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز جنازہ پڑھا کر ان کی تدفین فرمائیں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور مسعود ہوگا۔

امام غائب کون ہیں؟ | شیعوں کتابوں کی روشنی میں امام غائب امام حسن عسکری بن علی کے صاحبزادے ہیں۔ جو پیدا ہونے کے کچھ ہی دنوں بعد منصب امامت پر فائز ہو گئے۔ ایک روایت کی رو سے ۲۵۵ھ، دوسری روایت کی رو سے ۲۵۶ھ میں اپنے والد کے انتقال سے چار یا پانچ سال پہلے تولد ہوئے۔ مگر ان کے حقیقی چچا کا بیان ہے کہ حسن عسکری لا ولد فوت ہوئے ۲۵۹ھ

انہی کی کتب میں ہے کہ انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ یا ان کا جسم کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ اس
 کسبی میں آپ اپنے والد کی وفات سے دس دن پہلے ایک فار میں روپوش ہو گئے تھے
 امام غائب کی والدہ مسیحی شاہ روم کی پوتی تھیں۔ جو حیرت انگیز طور پر اپنے دو
 بچا زاد منگیتروں کے عقد میں جاتے جاتے صلیب ٹوٹ کر گرنے اور مجلس شادی درہم برہم ہونے
 کی وجہ سے بچ رہیں۔۔۔۔۔ پھر خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی وغیرہ کی
 زیارت کر کے مشرف باسلام ہوئیں۔ اور ان حضرات کی موجودگی میں ان کا رشتہ امام حسن
 عسکری کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد روم پر اسلامی لشکر کے حملے ہوئے۔ اور یہ باندی بنا کر اور
 دوسری عورتوں کے ساتھ بغداد لائی گئیں۔ اور امام حسن عسکری نے ادھر ان کو بغداد سے لانے
 کے لئے اپنے ایک مصاحب بشیر بن سلیمان کو کچھ رقم دے کر قبل از وقت ہی بغداد بھیج رکھا تھا
 جو جو نشانیاں بی بی ملیکہ کی بیان کی تھیں وہ سب دیکھ کر بشیر نے انہیں خریدا۔ اور اپنے ساتھ
 شہر سمرن رائی لائے۔ جہاں وہ رہیں ان سے امام غائب پیدا ہوئے۔ (جلال العیون)
 امام غائب کے بارے میں ملاحقا قرعہ کی کتاب حق البیقین میں یہ دلخراش روایت
 بھی ہے۔

جب قائم آل محمد (امام مہدی) ظاہر ہوں گے تو خدا فرشتوں کے ذریعہ
 ان کی مدد کرے گا۔ اور سب سے پہلے ان سے بیعت کرنے والے حضرت محمد
 ہوں گے۔ اور ان کے بعد حضرت علیؑ

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شیعہ بغض و عناد کی منظر یہ عبارت بھی دل پر حیرت کے
 دیکھتے چلیں۔

امام قائم جب ظاہر ہوں گے تو وہ عائشہ کو زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے
 اور ان سے قاتلہ کا انتقام لیں گے۔۔۔۔۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
 إِلَّا بِاللّٰهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ خُلُوتِ

امام غائب کے بارے میں عقل و نقل سے بعید شیعہ روایات خود ان کی تکذیب کا منہ
 بولنا نمونہ ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ ائمہ کی غیبت کا عقیدہ انہی شیعہ فرقوں نے حضرت

محمد بن حسن سے پہلے بھی کئی لوگوں کے بارے اختراع کیا تھا۔ مثلاً حضرت محمد بن الحنفیہ کی وفات کے بعد ان کو بھی ہمدی مستور مان لیا گیا تھا۔ اس شیعہ گروہ کا نام کیسانہ ہے۔ اسی طرح حضرت امام جعفر صادق انتقال فرما گئے تو کچھ لوگوں نے ان کی ہمدویت اور غیبت کا عقیدہ ظاہر کیا۔ انہیں شیعوں میں کانادوسی فرقہ کہا گیا۔ پھر امام موسیٰ کاظم کی شہادت کے بعد ان کے ہمدی ہونے اور نظر سے غائب ہو کر دوبارہ ظہور کا عقیدہ جس طبقہ میں آیا۔ اسے واقف یا واقفہ کہا جاتا ہے۔ — یہ تمام فرقے شیعوں ہی کے اندر ابھرے۔ گویا اس نامراد قوم میں عقیدہ غیبت کے جراثیم ان کے شروع دور ہی سے چلے آرہے ہیں۔ اپنی بد نصیبی سے کیسانہ، نادوسیہ اور واقفہ کو تو پھونکے پھونکے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ اثنا عشریہ باقی رہ گئے۔ اور مردِ ایمان کے ساتھ بعد والوں میں پہلے والوں کی ہر بات خواہ وہ خالص کذب افتراء اور اختراع کیوں نہ ہو سند بنتی گئی۔ اور وہ صریح قرآن عظیم کے مخالف کیوں نہ ہو۔ اسی کو عین اسلام سمجھنے لگے۔

امام غائب اور شیعہ روایات | مجلسی کی کتاب بحار الانوار، طبع جدید، جلد ۱۵ باب ہفتم، ص ۱۰۹ سے ۱۲۲ تک روایات پھیلی ہوئی ہیں۔ اس عنوان پر ان کے شیخ صدوق کی کتاب اکمال الدین و اکمال السنۃ اور محقق طوسی کی "الغیبتہ" اور اسی نام کی نعمانی کی کتاب میزان کے شیخ مفید کی کتاب الاختصاص "ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ — تنہا شیخ مفید نے امام غائب کے متعلق پانچ رسالے لکھے ہیں۔ اسی طرح تقیہ، مستعد، اور قرآن مجید کے خلاف بائیان مذہب نے بڑی بڑی کاوشیں سرانجام دی ہیں۔ امام غائب کے بارے میں ان کی روایتوں کے چند خاص حصے ملاحظہ کریں۔

"کبیل بن زیاد نخعی را دی کہ میں امیر المومنین کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ وہ زمین پر کچھ نشان کھینچ رہے ہیں۔ (کبیل کے پوچھنے پر فرمایا) میں حسین کی نسل سے نویں فرزند کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جب کہ وہ ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ اس کے لئے ایک (طویل)

غیبت ہوگی۔ جس دوران جھوٹے لوگ اس کے وجود کے بارے میں شک میں پڑ جائیں گے۔ اے کیل بن زیاد! ہر زمانے میں زمین میں ایک حجت کا وجود ضروری ہے۔ چاہے وہ ظاہر اور مشہور ہو یا مخفی اور ستور..... ۹۴
امام علی رضائے شاعر و عہد میں سے فرمایا۔

تیسرے بعد میراجیا محمد امام ہوگا۔ محمد کے بعد ان کا بیٹا علی امام ہوگا۔ علی کے بعد ان کا بیٹا حسن امام ہوگا۔ اور حسن کے بعد ان کا بیٹا حجت قائم امام ہوگا۔ جس کا اس کی غیبت میں انتظار کیا جائے گا۔ ۹۵

شیعوں کے عقیدہ کی رو سے امام غائب غیبت کی حالت میں رہتے ہوئے بھی اپنے شیعوں کی ہدایت کرتے ہیں۔ اس بارے میں یہ لوگ حضور انور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اس بات کو منسوب کرتے ہیں کہ آپ نے اولوالامر کی تعیین کرتے ہوئے اگیارہ اماموں کے نام لئے اور بارہویں امام کا نام لے کر اس طرح کہا۔

..... حسن بن علی (اگیارہویں امام) کے جانشین ان کے فرزند ہوں گے۔ جن کا نام میرزا نام ہوگا۔ اور کنیت میری کنیت ہوگی۔ اور وہ روئے زمین پر حجت خدا اور لوگوں کے درمیان بقیۃ اللہ ہوں گے۔ وہ اتنے طویل عرصہ تک پوشیدہ رہیں گے کہ ان کی امامت کا عقیدہ صرف انہی دلوں میں باقی رہ جائے گا کہ جن کا اللہ نے ایمان کے سلسلہ میں امتحان لے لیا ہوگا۔ لوگ ان کی غیبت میں ان کی روشنی سے فیضیاب ہوں گے۔ جیسے لوگ بادلوں میں چھپنے والے آفتاب سے فیضیاب ہوتے ہیں الخ ۹۶

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ احادیث ہیں تو اسلامی ذخیرۂ احادیث میں ان کا سراغ کیوں نہیں ملتا؟ اور اگر یہ خاص ائمہ کی باتیں بھی ہیں جب بھی سلسلہ سے پہلے پہلے حضرت محمد بن حنفیہ، امام جعفر صادق، اور امام موسیٰ کاظم کو امام غائب ماننے والے شیعوں کو ان روایات کا علم ضرور ہونا چاہئے۔ مگر انہوں نے شیعہ عقیدہ امامت رکھنے کے باوجود اپنے اپنے وقت میں ان تینوں بزرگوں کو امام غائب مانا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ

۲۴۲	الحکومت الاسلامیہ للامام خمینی ص ۱۱۳۱	۲۴۲	الاصول من الکافی، للکلینی، ص: ۲۷۹	
۲۴۳	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۱۹۸	۲۴۳	والصافی جز ۳، حصہ دوم، ص: ۱۵۹	
۲۴۵	الوسیلہ ج ۱، ۔ ۔ ۔ ص ۹۵	۲۴۳	الاصول من الکافی، للکلینی، ص: ۱۳۲، ۱۳۱	
۲۴۶	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۷۶	۲۴۴	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۲۳۶	
۲۴۷	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۹۲	۲۴۵	حیات القلوب ج ۳، ص: ۱۰	
۲۴۸	ہماری ائمہ اور سیاسی جدوجہد، علی خامنہ	۲۴۶	الاصول من الکافی، ص: ۲۳۸	
ای، مجلہ توحید، قم ایران، ج ۴، شمارہ ۶،	۲۴۷	القرآن الکریم، احزاب، آیت ۷۲،	۲۴۷	الاصول من الکافی، ص: ۲۶۱
ص: ۱۱۸	۲۴۸	مجلہ توحید، قم ایران، ج ۶، شمارہ ۱،	۲۴۹	مختصر تفسیر ابن کثیر، للصابونی ج ۳ ص ۱۱۷
ص: ۴۳	۲۴۹	مجلہ توحید، قم، ج ۷، شمارہ ۲، ص ۳۳	۲۵۰	تفسیر ضیاء القرآن، شیخ کرم شاہ الازہری
۲۵۰	مقالہ امامت ائمہ اطہار کی نگاہ میں	۲۵۰	ج ۴ ص ۱۰۳	
۲۵۱	مجلہ توحید، قم، ج ۷، شمارہ ۲، ص ۳۳	۲۵۱	القرآن الکریم، نکہ، آیت، ۱۱۵	
۲۵۲	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۳۴	۲۵۲	الاصول من الکافی، ص: ۲۶۳	
۲۵۳	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ج ۶، شمارہ ۱، ص ۵۲، ۵۳	۲۵۳	القرآن الکریم، بقرہ، آیت ۲۲	
۲۵۴	الاصول من الکافی، للکلینی ص: ۱۰۳	۲۵۴	خزائن العرفان علی کنز الایمان ص: ۸	
۲۵۵	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص: ۱۰۳	۲۵۵	الاصول من الکافی، ص: ۲۶۴	
۲۵۶	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۱۰۵	۲۵۶	القرآن الکریم، شعراء، آیت ۱۹۵	
۲۵۷	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۱۰۶	۲۵۷	الاصول من الکافی، ص: ۲۶۱	
۲۵۸	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۲۷۶	۲۵۸	القرآن الکریم، مائدہ، آیت ۶۶	
۲۵۹	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۱۱۷	۲۵۹	الاصول من الکافی، ص: ۲۶۲	
۲۶۰	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۱۱۰	۲۶۰	نہ الصورۃ، فصل الخطاب فی تحریف کتاب	
۲۶۱	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۱۱۰	۲۶۱	رب الارباب، للنوری الطبرسی ص ۱۸۰، ۱۸۱	
۲۶۲	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ص ۱۱۰	۲۶۲	الاصول من الکافی، ج ۲، ص: ۱۰۶، الکافی	

صحابہ کرام

اسلامی موقف، جناب خمینی اور شیعیت

نمبر	مندرجات
۶۲	جن کی شان قرآن میں ہے
۶۵	جنہیں رسول نے تزکیہ بخشا اور تعلیم دی
۶۵	بامراد لوگ
۶۶	خدا ان سے وہ خدا سے راضی
۶۶	دور غربت میں اسلام کے مددگار
۶۶	بیعت رضوان سے مشرف ہونے والے
۶۷	ایمان میں سبقت اور رضا حق پانے والے
۶۷	وفا شعار صحابہ
	صفات حسنہ والے صحابہ
۶۸	بے غرض اور سچے صحابہ
۶۹	جنت کی بشارت پانے والے صحابہ
۶۹	تقویٰ میں منتخب صحابہ
۷۰	کفر و فسق اور گناہوں سے متنفر صحابہ
۷۰	فضائل صحابہ بزبان رسالتآب

صفحہ	مندرجہ ذیل
۷۳	صحابہ، رسول عام امت کے درمیان واسطہ
۷۷	عدالت صحابہ پر ہمارا ایمان
۸۰	امام احمد رضا قادری کا ارشاد
۸۱	مگر جناب خمینی اور شیعیت کیا کہتی ہے؟
۸۱	خمینی وصیت میں تو ہمیں صحابہ
۸۳	دلخراش اہانتیں
۸۴	ایک طرف قرآن دوسری طرف جناب خمینی
۸۹	خمینی صاحب کو قائد اسلام سمجھنے والے مسلمان متوجہ ہوں
۸۹	جناب خمینی کو اپنے غالی شیعہ ہونے پر فخر
۹۱	اہانت شیعیت کی بنیاد میں شامل ہے
۹۲	شیعی تفسیر کے قابل نفرت نمونے
۹۴	بغض و عناد کی کچھ اور چنگاریاں
۹۷	مگر سیدنا علی مرتضیٰ کیا فرماتے ہیں؟
۹۹	اہانت شیخین کرنے والے کو شیر خدا نے سزا دی
۹۹	خلافت صدیقی پر شیر خدا کا اطمینان
۱۰۲	شان صحابہ کا مجرم اسلام کی نظر میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اسلامی موقف، جناب خمینی اور شیعیت

صرف امام خمینی نہیں، پورے فرقہ شیعہ نے اکابر صحابہ کرام اور صحابیات عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اہانت میں دفر کے دفر سیاہ کئے ہیں۔ اسلام کے دور غربت میں سر پر کفن باندھ کر جن جاں باز ہستیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اسلام کے لئے بے مثال ایثار و قربانی کی مثالیں قائم کیں۔ مالک ذوالجلال کے مقدس کلام میں جن برگزیدہ لوگوں کی تعریف نازل ہوئی۔ فرقہ اہل تشیع نے ان کی شان میں گستاخی کرنا اپنے ایمان و عقائد کا جز بنایا۔ اور جن نورانی دامن والی اہانت المومنین کے جہرات میں رسول خاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وہی ربانی اترتی رہی۔ اور جو قیامت تک کے لئے تمام مسلمانوں کی مائیں قرار پائیں انہیں کافرہ اور منافقہ کہنے اور لکھنے کی جسارت کی۔

قرآن مجید اصحاب رسول کو باہم نرم خواہ اور
جن صحابہ کی شان قرآن میں ہے دشمنان اسلام کے حق میں سخت نیز خلوص قلب

سے راکع و ساجد، روشن جبیں، شجر اسلام کی خون سے آبیاری کرنے والا قرار دے رہا ہے۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ وَرُحَمَاءُ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ وَرُحَمَاءُ

نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل اور رضا چاہتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے، سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں، جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھان کالا، پھر اسے طاقت دی، پھر دبیز ہوئی، پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھی بھلی لگتی ہے، تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں، بخشش اور بڑے ثواب کا۔

يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَ
رِضْوَانًا سَبَّأَهُمْ فِي وَجُوهِهِمْ
مِنْ أَثَرِ الْجُودِ ذَلِكِ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ
كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْطًا فَازْدَهَرَ
فَاسْتَفْظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوَاءٍ
يُعْجِبُ الزُّرْعَ لِيُخْضِطَ بِهِمُ
الْكَافِرَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ
مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

جنہیں رسول نے تزکیہ بخشا اور تعلیم دی | اور سورہ آل عمران کی آیت کریمہ
وَيَذَكِّرُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
کے مطابق جن نفوس قدسیہ کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی۔ اور ان کے
قلوب کو پاک صاف فرمایا۔ بھلا ان لوگوں کی شان کا کیا کہنا، قرآن مجید تو انہیں فلاح
پانے والا تبار ہے۔

تو وہ جو اس پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس
کی تعلیم کی اور اسے مدد دی۔ اور اس نور
کی پیردی کی — جو اس (نبی) کے ساتھ
اترا — وہی کامیاب و بامراد
ہوئے۔

بَا مَرَادُ لَوْگ | فَالَّذِينَ
آمَنُوا بِهِ
وَعَزَّزْنَاهُ وَنَصَرْنَاهُ وَاتَّبَعُوا
النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

كَرِهِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی

خدا ان سے راضی وہ خدا سے راضی

جب اسلام دور غربت میں تھا۔ اس
وقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

دور غربت میں اسلام کے مددگار

وہم کی رفاقت کا حق ادا کرنے والے صحابہ ہیں۔

بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی
خبریں بتانے والے، اور ان مہاجرین و انصاری
پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ
دیا۔ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ
لوگوں کے دل پھر جائیں۔ پھر ان پر رحمت سے
متوجہ ہوا۔ بیشک ان پر نہایت مہربان، اور
رحم والا ہے۔

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ
وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ
اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ
مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ
فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ
إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

بیعت رضوان کرنے والے صحابہ
کے بارے میں قرآن ناطق ہے

بیعت رضوان سے مشرف ہونے والے

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب
وہ پیر کے بچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ تو اللہ
نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے، تو ان پر طمان
آمارا۔ اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا
اور بیش بہا نعمتیں جنہیں ملیں۔ اور اللہ عز
و حکمت والا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ
إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ
فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ
السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ
فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً
يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

ایمان میں سبقت اور رضائے حق سے سرفراز | ایمان لانے میں سبقت کرنے والے

صحابہ کرام کو قرآن مجید رضائے الہی اور جنت ابدی کی بشارت دیتا ہے۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ
مِنَ الْمُهْجَرِينَ وَالْأَنْصَارِ
وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اور سب میں اگلے، پہلے ہاجرین اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ، جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

اور لیجئے اس آیت مبارکہ میں صحابہ رسول کی وفا شکاری کا جلوہ زیب نظر کیجئے۔

وفا شعار صحابہ

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ
صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ
فَنَهُمُ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُمْ
مَنْ يَنْتَظِرُ مِنْهُمْ وَابَدًا
لَيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ
بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ
إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ
اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔ تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا۔ اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے۔ اور ذرا نہ بولے تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے۔ اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ دے۔ — بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور آیات ذیل میں صحابہ رسول کی صفات عالیہ اللہ پر کامل اعتماد، معاصی سے اجتناب، بیخیالی

صفات حسنہ والے صحابہ

سے کنارہ کشی، عفو و درگزر، رب تعالیٰ کی اطاعت، قیام صلوٰۃ، باہمی مشاورت، سخاوت اور جذبہ جہاد کا ذکر ملاحظہ کریں۔

نہیں جو کچھ ملا وہ جتنی دنیا میں برتنے کا ہے
اور وہ جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے۔ اور زیادہ
باقی رہنے والا ان کے لئے جو ایمان لائے اور
اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور وہ جو بڑے
بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں۔
اور جب غصائے معاف کر دیتے ہیں۔ اور وہ
جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا۔ اور نماز قائم رکھی
اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے
ہے۔ اور ہمارے دینے سے کچھ ہماری راہ
میں خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ کہ جب انہیں
بغاوت کا سامنا کرنا پڑے بدلہ لیتے ہیں۔

وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ
فَتَنَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
خَيْرٌ وَأَبْقٰی لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
يَجْتَنِبُوْنَ كِبٰٓءَ اِلٰهٍ ثُمَّ اَلْفَوْا حٰثِ
وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ اَسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآمَرُوْهُمْ
بِالسُّلٰمِ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا اَصَابُهُمُ
الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ لَ

اور فقراء، ہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی دینی و اسلامی استقامت اور سخاوت و ایثار
کے بارے میں رب تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک کتنا عظیم ہے۔

بے غرض اور سچے صحابہ

اُن فقیروں بھرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے
گھر والوں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل
اور اس کی رضا چاہتے۔ اور اللہ اور رسول
کی مدد کرتے۔ وہی سچے ہیں۔ اور
جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ
اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ
اَمْوَالِهِمْ يُنْفِقُوْنَ فَضْلًا مِّنْ
اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهُ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُودُقِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِنْ يُشْجَعْ نَفْسُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

بنالیا۔ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے۔ اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔۔۔۔۔ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچا یا گیا۔۔۔۔۔ تو وہی کامیاب و کامراں ہے۔

جنت کی بشارت پانے والے صحابہ

رب کائنات سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ الحسنیٰ

(جنت) کا وعدہ فرما چکا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مَنكَرٌ مِّنَ النَّفَقِ مِنْ قَبْلِ الْفَيْحِ وَقَاتِلٌ أُولَٰئِكَ أَكْثَرُ دَرَجَةٍ مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا وَلَا وَعَدَ اللَّهُ لِمَنِ

تم میں برابر نہیں وہ جس نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔۔۔۔۔ وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں، جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔ اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کرام کے دلوں کو تقویٰ کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

تقویٰ میں منتخب صحابہ

إِنَّ الَّذِينَ يَعْصُونَ أَمْرًا تَهُمُّ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ

جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ کے حضور پست رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا۔

کفر و فسق اور گناہوں سے متنفر صحابہ | اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے دلوں میں کفر و فسق اور معاصی سے

نفرت ڈال دی ہے۔۔۔ فرمایا ہے۔

وَكُنَّا إِلَيْكُمْ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفُسُوقِ ۖ
وَأُتِينَا أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۖ

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان کی پاکیزگی اور شانِ برات کے لئے قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

أُولَٰئِكَ مَبَرَّاتٌ مِّمَّا
يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۚ
رِزْقٌ كَرِيمٌ ۚ

وہ پاک ہیں ان الزاموں سے جو یہ کہہ رہے
ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کی
روزی ملے گی۔

فضائل صحابہ بزبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم | رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی

شان اور ان کا مرتبہ خود بیان فرمایا ہے۔ جس سے کتب حدیث برزید ہیں۔ فرمایا۔
• مسکے صحابہ کو برا نہ کہو، کون کہ تم میں سے کوئی اگر اچھا پھاڑ کے برابر سونا بھی اللہ تعالیٰ کی راد میں خرچ کرے تو صحابی کے ایک مد (تقریباً ایک کلو گرام سے کچھ زیادہ) بلکہ آٹھ مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

• اللہ کا خوف کرو، اللہ کا خوف کرو، مسکے صحابہ کے معاملہ میں، میرے بعد انہیں اپنی بدزبانی کا نشانہ نہ بناؤ، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے بغض و عناد رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض رکھا۔

لے القرآن الکریم، الحجرات، ۴۹/۷ لے القرآن الکریم، النور، ۲۴/۲۶

لے جمع الفوائد، مطبوعہ، ج ۲، ص ۴۹۰

اور جس نے انہیں ایذا پہونچائی، اس نے مجھے ایذا پہونچائی۔ اور جس نے مجھے ایذا پہونچائی، اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہونچائی۔ اور جو اللہ کو ایذا پہونچائے تو عنقریب اللہ اس کو عذاب میں گرفتار کرے گا۔

• جنت کی بشارت پانے والے صحابی سیدنا سعید بن زید سے روایت ہے۔ جسے ابو داؤد اور ترمذی نے بھی نقل کیا ہے۔ انہوں نے سنا کہ بعض لوگ امرار کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا۔ افسوس ہے میں تم لوگوں کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برائی کرتے دیکھتا ہوں اور تم اس پر مخالفت نہیں کرتے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے (پھر بیان حدیث سے پہلے یہ بھی بتا دیا کہ) اور مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات نہ فرمائی ہو، وہ ان کی طرف منسوب کروں کہ قیامت کے دن جب میں حضور سے ملوں تو سرکار اس کا مجھ سے مواخذہ فرمائیں۔ (اس کے بعد حدیث بیان کی)

ابوبکر جنت میں ہیں — عمر جنت میں ہیں — عثمان جنت میں ہیں۔
 علی جنت میں ہیں — طلحہ جنت میں ہیں — زبیر جنت میں ہیں۔
 سعد بن مالک جنت میں ہیں — عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہیں۔
 ابوجبہ بن جراح جنت میں ہیں۔ (یہ نو اسماء اپنے کے بعد تو اضعا غاموش ہو گئے) تو لوگوں نے دریافت کیا۔ دسواں کون ہے؟ —
 تو اپنا نام لیا کہ سعید بن زید جنت میں ہیں۔ (اور فرمایا) خدا کی قسم صحابہ میں سے کسی کا کسی جہاد میں شریک ہونا ایسا ہے جس سے اس کا چہرہ گرد آلود ہو کسی غیر صحابی کی زندگی بھر کی عبادت سے افضل ہے۔ خواہ اسے عمر نوح عطا ہو جائے۔“

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — اللہ تعالیٰ نے سوائے نبیوں اور رسولوں کے تمام عالمین سے میرے صحابہ کو منتخب فرمایا۔ اور پھر ان میں سے میرے لئے چار کو منتخب فرمایا۔ یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور علی، پس انہیں میرا صحابی بنا دیا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — میرے جملہ اصحاب میں خیر ہی خیر ہے، اے

- ارشاد فرمایا — اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا، اور میرے لئے اصحاب چنے، اور انہیں میں سے اقربا و دربار اور اصحاب بنائے۔

فَمَنْ سَبَّهَمْ فَقَلْبِي لَعْنَةُ اللَّهِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ اور سب کی لعنت ہے۔

اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس شخص کو درگزر نہ فرمائے گا۔

- ارشاد فرمایا — میرے بعد تم میں سے جو رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا۔ اس وقت تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اس کو دانتوں سے مضبوط ٹھامو — اور دین میں اختراع شدہ چیزیں بدعت ہیں۔ ان سے بچو، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں — اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم کو گالی نہ دو، ان کا ایک گھڑی کا قیام تمہاری تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔

۱۔ مجمع الزوائد، ص: ۱۰، ۱۱۔ مجمع الزوائد، ص: ۱۰، ۱۱۔

۲۔ سنن ابوداؤد، فتن، ۱۲۔ سنن ابوداؤد، فتن، ۱۲۔

عہ یہ اور اس کے بعد کی متواتر تین روایتیں الشرف الموثب لہل محمد سے ماخوذ ہیں۔ جو علامہ یوسف بن اسماعیل بنہالی علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف ہے۔ اور جس کا نہایت ایمان افروز ترجمہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی کے قلم سے اردو میں ہوا ہے۔

• حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں -
 میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُننا - لوگ زیادہ ہوں گے اور میرے
 صحابہ کم ہوں گے - تم انہیں گالی نہ دینا - اللہ تعالیٰ انہیں گالی دینے والے
 پر لعنت فرمائے -

• حضرت ابن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی — سرکار نے
 ارشاد فرمایا -

”روز قیامت سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا - جس نے انبیاء کو
 گالی دی - پھر اس شخص کو جس نے میرے صحابہ کو گالی دی - پھر اسے جس نے
 مسلمانوں کو گالی دی“

• ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے -
 ”اللہ تعالیٰ جب میرے کسی امتی کی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل
 میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے“
 جب تم ان لوگوں کو دیکھو، جو میرے صحابہ کو گالی دے رہے ہوں - تو کہو
 تمہارے شریک خدا کی لعنت ہو“

• حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں — جو اقتدا کرنا چاہے اسے چاہئے
 کہ اصحاب رسول کی اقتدا کرے - کیونکہ یہ حضرات قلوب کے لحاظ سے ساری
 امت سے زیادہ پاک، اور علم کے اعتبار سے عمیق، تکلف اور بناوٹ
 سے دور، عادات کے اعتبار سے معتدل، اور حالات کے لحاظ سے بہتر
 ہیں - یہ وہ حضرات ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی مصاحبت، اور اپنے

ادریک کا شہل محمد کے نام سے جون ۱۹۸۱ء میں رضا پبلی کیشنز لاہور سے عربی، اردو دونوں
 کتابیں ساتھ ساتھ زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہیں - زیر نظر مضمون میں الشرف الموبد سے ہم علامہ
 شرف قادری کے پُر مجتہد قلم کے ذریعہ ہی استفادہ کریں گے - سب

دین کی اقامت کے لئے پسند فرمایا۔ تو تم ان کی عزت پہچانو! اور ان کے آثار کا اتباع کرو، کیونکہ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں لے

● انہی سے روایت ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے سب بندوں کے دلوں کو دکھا تو قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب قلوب میں بہتر پایا۔ انہیں اپنی رسالت کے لئے معین فرما دیا۔ پھر قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے بندوں کے قلوب دیکھے تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو سب بندوں کے قلوب سے بہتر پایا۔ تو انہیں اپنے نبی کی رفاقت اور دین کی مدد کے لئے منتخب فرما دیا لے

صحابہ وہ مقدس جماعت ہے جس کو صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا واسطہ اپنا مخاطب بنایا۔ گویا خدائی امانتیں جن کے سپرد کیں۔ اور حکم فرمایا کہ **يَقْبَلُوا عَنِّي وَفَايَةً** میری حدیثیں امت تک پہنچاؤ، خواہ ایک آیت ہی ہو۔۔۔ اور **حُجَّةُ الْوَدَاعِ** کے موقع پر فرمایا۔ **قَلِيلٌ بَلِّغِ الشَّاهِدَ الْفَائِضَ**۔ حاضرین میری یہ باتیں غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دیں۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جانوں کا تذرا نہ تھیلیوں پر رکھ کر بارگاہ رسول میں آنے والے صحابہ، وضو کے گونے والے پانی کو تبرک کے طور پر اپنے سینوں اور رخساروں پر ملنے والے صحابہ، موئے مبارک کو جان سے زیادہ قیمتی دولت سمجھنے والے صحابہ، آقا و مولا کے ارشاد کے بعد قرآن کی حفاظت و اشاعت اور حدیث کی حفاظت و اشاعت میں کس طرح لگ گئے ہوں گے۔ انہیں دورِ حاضر کے سیاست باز ملاؤں پر قیاس کرنا ان کی سراسر توہین ہے۔

صحابہ، رسول اور عام امت کے درمیان واسطہ ہیں | امتِ اسلامیہ کا اس بات پر قرونِ اولیٰ سے اتفاق چلا آ رہا ہے کہ انبیائے کرام کے بعد سب سے برگزیدہ اور مقدس گروہ

صحابہ کرام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور عام امت کے درمیان خدائی واسطہ اور وسیلہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہی کے واسطے سے دنیا کو قرآن اور سنت کی تعلیمات میر آئیں۔ ان کی سیرتیں سیرت نبوی کا جز، اور ان کے کارنامے اور خدمات رسول خدا کے ادائے فرائض نبوی کا ایک حصہ ہیں۔ ان کے مبارک دامنوں پر کتب تاریخ کی چند غیر ثقہ روایات کی بنا پر کچھ اچھا لٹا یا تو روح اسلام سے نابلدہ لوگوں کا شیوہ ہے۔ یا اسلام دشمن تحریکوں کا، مسلمان تاریخی روایات سے پہلے ان کی شان میں قرآنی نصوص، اور حدیث و سیر رسول کے روشن دلائل دیکھتا ہے۔ ————— دور حاضر کے غریبی علماء میں بھی بے لگام تنقید پھیلنے کے کئی اسباب ہیں۔ ایک یہ کہ اہل مغرب کے مستشرق قلمکاروں نے تحقیق کے نام پر مسلمانوں کی عظیم شخصیات کو نشانہ بنایا۔ اور تحقیق کا یہی بے لگام طریقہ جدید پسندوں کو سب سے انوکھا اور ماڈرن لگا۔ اور انہوں نے بھی تحقیق اور ریسرچ کے نام پر طوفان بدتمیزی پا کر ناشروع کر دیا۔ ————— کہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے یزید کی حمایت میں سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد، نیز بنی ہاشم کو ہدف ملامت بنایا جانے لگا۔ ————— اور کہیں حضرت امیر معاویہ اور سیدنا عثمان غنی اور ان کے اجاب داعوان اور ساتھیوں پر تیر و نشر چلنے لگے۔ اور انفس یہ ہے کہ ان کاموں کو اسلام کی خدمت سمجھ کر سرانجام دینے والوں نے اسلامی جرح و تعدیل کے تمام عادلانہ اور حکیمانہ اصولوں کو پامال کر کے محض تقلید مغرب کے طور پر یہ کارنامے دکھائے۔ ————— اور لوگوں میں بے باک قلمی کی وبا بھوٹ پڑی۔ ادھر ایرانی سیاسی انقلاب کے بعد قرن اول سے ہی اسلامی امت سے الگ ہو جانے والے شیعہ فرقہ کو ابھرنے کا موقع ملا۔ اور اس نے شیعیت کے فروغ کی تحریک چلائی شروع کی۔ اور دنیا کے مطالعہ کی میز پر شیعیت کا لٹریچر اسلام کے نام پر پیش کرنا شروع کیا۔ یہ وہی فرقہ ہے جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف اسلام کے دور عروج ہی میں علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ آگے چل کر جب احادیث رسول کی تدوین ہوئی تو باطل فرقوں نے حدیث کے وقار کو مجروح کرنے کے لئے جھوٹی حدیثیں گھڑنی شروع کی۔ اس

کے بعد فن تاریخ رجال کی ابتداء ہوئی۔ اور جرح و تعدیل کے ذریعہ سنت نبویؐ کے صاف و شفاف ذخیرہ کو بدباطنوں کے فتنہ التباس سے محفوظ کیا گیا۔ حضرت سفیان ثوری کا قول ہے۔

جب راویوں نے جھوٹ سے کام لیا تو ہم نے ان کے مقابلہ میں تاریخ کو سامنے کر دیا۔

اسلامیات کے ذخیرہ کو خون جگر پور کر محفوظ کرنے والوں نے فن اسما رجال ایجاد کیا۔ اور لاکھوں نساہوں کی زندگیاں لکھ کر محفوظ کر لیں۔ اور محدثین نے حدیث کی کتابیں لکھتے وقت تمام راویوں کے نام لکھنا لازم گردانا ہے۔ جس طرح متن حدیث لکھا جاتا، اسی طرح راویوں کے اسما لکھے جاتے۔ اور راویوں پر اسلامی اصول تنقید کے مطابق کھل کر تلاش و جستجو ہوتی۔ اور ابن کاثقہ، غیر ثقہ، ضعیف، بدس، کذاب ہونا بیان کر دیا جاتا۔ اس حق گوئی کی راد میں نہ کسی حاکم کی حکومت آٹے آتی، اور نہ کسی اہل ثروت کا مال و زر، اور نہ اس میں کسی قرابت اور رشتہ داری کی پرداہ کی گئی۔ امام ابن مدینی نے خود اپنے والد کو ضعیف کہا ہے

اللہ تعالیٰ کر دے کہ وہ رحمتیں اور برکتیں نصیب کرے ان جاں باز محدثین کو جنہوں نے لومۃ لائم کی پرداہ کئے بغیر ذخیرۃ احادیث کو بدباطنوں کے فتنوں سے محفوظ کر دیا۔ بڑی پیاری بات فرمائی امام جرح و تعدیل شیخ یحییٰ بن سعید قطان رضی اللہ عنہ نے، جب ان سے کہا گیا کہ آپ رواد کو ضعیف غیر ثقہ اور کذاب کہتے ہوئے خوت نہیں کھاتے کہ وہ روزِ حشر آپ کا دامن پکڑیں، انہوں نے جواب دیا۔

میں ان کی پرشش سے زیادہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مجھ سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ میری حدیث میں جب لوگ حذف و اخاذ کر رہے تھے تو، تو نے مدافعت کیوں نہیں کی تھے

۱۔ الاعلام بالتوزیع لمن ذم التوارخ سماوی ص: ۹

۲۔ الاعلام بالتوزیع لمن ذم التوارخ ص: ۶۶، ۳۔ الاعلام بالتوزیع لمن ذم التوارخ ص: ۵۳

والذی اجمع علیہ اهل
السنة والجماعة انه يجب علی کل
احد تزکیة جمیع الصحابة باثبات
العدالة لهم والكف عن الطعن
فیهم والثناء علیهم له

نتولہم جمعاً ولا من ذکر ہم اہل سنت کبھی صحابہ سے محبت کرتے اور انہیں الصحابۃ الاخییرہ خیر ہی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔
حضرت ملا علی قاری اس کی شرح (فتا کبر) میں لکھتے ہیں۔

وان صدر من بعضہم بعض
ما صدر فی صورۃ شیخ فافہ کان
عن اجتہاد ولم یکن علی
وجه فساد

اگرچہ بعض صحابہ سے وہ باتیں صادر ہوئیں، جو
ظاہری صورت میں فساد لگتی ہیں۔ لیکن وہ سب
اجتہاد سے تھیں ————— فساد کے طور
پر نہیں تھیں۔

علامہ ابن ہمام مسایرہ میں رقم طراز ہیں۔
 ”اہل سنت و جماعت کا عقیدہ، تمام صحابہ کرام کو پاکیزہ ماننا ہے۔ اس طرح کہ ان

سب کے مدول ہونے کو ثابت کیا جائے، اور ان پر ہر طرح کے طعن سے
پرہیز کیا جائے، اور ان کی مدح و ثنا کی جائے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی
تعریف فرمائی ہے
عقائد نسفہ میں ہے۔

ویکت عن ذکر الصحابة اور صحابہ کا ذکر سوائے خیر کے نہ
الا بخیر۔ کرے۔

شرح مواقف میں سید شریف جرجانی لکھتے ہیں۔
تمام صحابہ کی تعلیم کرنا اور ان پر اعتراض سے بچنا واجب ہے۔ اس لئے کہ اللہ
پاک عظیم ہے۔ اور اس نے صحابہ کی قرآن مجید کے اندر بہت مقامات پر تعریف
فرمائی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات سے محبت فرماتے
تھے۔ اور حضور نے کثیر احادیث میں صحابہ کی تعریف کی ہے؛
حدیث کے بہت بڑے امام علامہ ابن صلاح علوم الحدیث میں فرماتے ہیں۔
تمام صحابہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سے کسی کے عادل ہونے کا سوال
کرنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسئلہ مستند ہے۔ قرآن و حدیث کی نصوح قطعہ
اور اجماع امت جن کا قابل اعتبار ہے، ان کے اجماع سے ثابت ہے۔ حق
تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہو بعض
علماء نے فرمایا ہے کہ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت اصحاب رسول کی
شان میں آئی ہے۔

علامہ حافظ ابن عبد البر نے فرمایا۔

حضرات صحابہ ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں۔ اور وہ بہترین امت
ہیں۔ جسے اللہ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے پیدا فرمایا۔ ان سب کی عدالت

اس طرح ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی تعریف فرمائی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی، اور ان حضرات سے زیادہ مال کون ہو سکتا ہے، جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی محبت اور نصرت کے لئے منتخب کر لیا ہو۔ اس شہادت سے بڑھ کر کسی کے حق میں عدالت و ثقاہت کی شہادت ہو نہیں سکتی۔

امام نووی تقریب میں لکھتے ہیں۔

”صحابہ سب کے سب بالا جماع عدل ہیں۔ جو اخلاقات کی بلا میں پڑے وہ بھی اور جو ان کے علاوہ ہیں وہ بھی۔“

علامہ جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی میں عدالت صحابہ پر طویل بحث لکھنے کے بعد آخر میں فیصلہ دیا ہے۔

”کمال عدل کا صحابہ میں ہونا ہی قول جمہور ہے۔ اور وہی معتبر ہے۔“
حضرت امام مسلم کے استاذ ابو زرعہ عراقی کا قول ہے، جو تمام مسلمانان اہل سنت کا دور نبوی سے تا امروز عقیدہ ہے۔ نہایت دو ٹوک ہے۔ انہوں نے کہا۔
”جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام میں کسی کی تنقیص میں مبتلا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے۔ کیونکہ قرآن حق ہے، رسول حق ہیں، حضور جو تعلیمات لے کر آئے وہ حق ہیں۔“

وما دئی ذلک الینا الّا	اور یہ سب چیزیں ہم تک پہنچانے والے صحابہ
الصحابۃ فمن جرحهم انما اداد	کرام کے سوا کوئی نہیں، تو جو شخص ان حضرات
ابطال الکتاب والسنۃ فیکون	کو مجروح کرتا ہے، گویا وہ کتاب و سنت کو باطل
المجروح بہ الیق والحکم علیہ	کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے خود اس کو مجروح کرنا
بالزندقۃ والضلال اقوّم	زیادہ مناسب ہے۔ اور اس پر گمراہی و زندقہ

کام لگاتا حق وانصاف کے عین مطابق ہے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس
سرہ کا ارشاد ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ کی ارشاد

اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے سورہ حدید میں صحابہؓ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے اور راہِ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد پھر فرمادیا **وَكُلَّاهُ وَعَدَّ اللّٰهُ الْحُسْنٰی** دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا، ان کو فرماتا ہے۔

اُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ
لَا يَمْمُوْنَ حَيْثُهَا قَعَسْنَ فِیْ مَا
اَسْتَفْتِ اَنْفُسُهُمْ خِلْدُونَ
يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَلْقٰهُمْ
اَلْمَلٰئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِیْ
كُنْتُمْ تُوعَدُونَ
وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ اس کی بھٹک
تک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں
میں ہمیشہ رہیں گے۔ قیامت کی وہ سب بڑی
گھبراہٹ انہیں ملگین نہ کہے گی، فرشتے ان کا
استقبال کریں گے۔ یہ کہتے ہوئے کہ
یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتا رہا ہے۔ تو جو
کسی صحابی پر طعنہ کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر
حکایات کا ذبہ ہیں، ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل
نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔ **وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ** اور اللہ کو خوب خبر
ہے جو کچھ تم کر دو گے، بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے،
اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے گا۔

مگر جناب خمینی اور شیعیت کیا کہتی ہے؟ | ایک طرف دنیا کے تمام مسلمانوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

بارے میں یہ عقیدہ اور تمام ایمان والوں کے قلوب میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا اور ساتھیوں کے بارے میں ادب و احترام اور تعظیم کی یہ بنیادیں ہیں۔ جنہیں آپ نے قرآن و حدیث اور عقائد کی کتابوں کے ذریعہ حاصل کیا۔ دوسری طرف ایران میں شیعہ انقلاب کے محرک جناب خمینی صاحب اور ان کا گروہ ہے۔ جو ان مقدس صحابہ کو بر سرعام گالیاں دیتا ہے۔ ان کی توہین و تذلیل کرتا ہے۔ اسی کے ساتھ خود کو مسلمان ہی نہیں مسلمانوں کا نجات دہندہ بھی سمجھتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

جناب خمینی صاحب کی موت کے بعد صحیفہ انقلاب کے نام سے مجلہ توجید جلد ششم شمارہ نمبر ۵ میں ص ۲۱۰ سے ۸۸ تک یعنی ۶ صفحات پر پھیلا ہوا خمینی صاحب کا وصیت نامہ طبع ہوا ہے۔ مترجم نے صحیفہ انقلاب کے بعد بطور تعارف جو جملہ لکھا ہے وہ ہے۔

امام خمینی رضوان اللہ علیہ کا الہی، سیاسی وصیت نامہ

اس کے بعد ایک جو کھٹے میں جناب خمینی صاحب کو قرن جدید کی عظیم ترین تاریخ ماں شخصیت "مرجع عالم اسلام قرار دینے کے بعد یہ بتایا ہے کہ نمائندہ مجتہدین کی کونسل مجلس خبرگاہ کے ایک جلسہ میں اس وصیت نامہ کی مہر نوڑی گئی۔ اور خمینی صاحب کے جانشین جناب خامنہ ای صاحب نے اسے پڑھ کر سنایا۔ تو یہ ایک سیاسی وصیت نامہ، مگر مدبر توحید کے لکھنے کے بموجب یہ امام کی جانب سے عقیدہ و عمل کی صراط سے گزرنے کے لئے عالم اسلام کو پیش کیا جانے والا آخری تحفہ ہے، جو دنیا و آخرت دونوں کے لئے صحیفہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

خمینی وصیت میں توہین صحابہ | اب ہم قارئین کرام کے سامنے وصیت نامہ کے کچھ اقتباسات لائیں گے۔

سب سے پہلے تو وہ خطبہ ملاحظہ کریں جس میں حمد و تسبیح کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود و سلام کے ساتھ ہی کچھ لوگوں پر لعنت بھی شامل ہے۔

الفاظ یہ ہیں۔

وَاللَّعْنُ عَلَى ظَالِمِهِمْ أَصْلُ الشَّجَرَةِ الْحَيَّةِ وبعده اہل علم خوب جانتے ہیں کہ اس سے یہ حضرات کسے مراد لیتے ہیں۔ (ایضاً دیکھو) آگے چل کر خمینی صاحب نے اپنے خطبہ میں استعمال کردہ لفظ ثقلین (قرآن اور اہل بیت) کے بارے میں تشریح کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

”یہاں یہ مقصود نہیں جو ان دونوں (کتاب اللہ اور اہل بیت) پر خدا کے دشمنوں اور بازیگر طاغوتوں کے ہاتھوں گزری ہے“ انہوں نے اسی بات کو آگے اور وضاحت سے لکھا کہ

”اتنا ضرور کہنا چاہیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دو امانتوں (قرآن اور اہل بیت) پر طاغوتی طاقتوں نے جو ستم ڈھائے ہیں وہ درحقیقت امت مسلمہ بلکہ عالم بشریت پر ظلم ہے۔ جنہیں بیان کرنے سے قلم عاجز ہے“ وہ مقدس صحابہ جن سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ خمینی صاحب اور ان کی امت پر لعنت بھیجنا اپنا مذہب سمجھتی ہے۔ اور انہیں دشمن خدا اور بازیگر طاغوت کے گندے الفاظ کے ساتھ یاد کرتی ہے۔

دنیا کے بھولے بھالے مسلمان تو یہ سمجھتے ہیں کہ خمینی مسلمانوں کا نجات دہندہ ہے اور یہاں حالت یہ ہے کہ مرتے مرتے بھی ان جناب کی زبان اور قلم صحابہ پر لعنت و طامت اور سب دشتم میں مصروف ہے۔ دیکھا آپ نے یہ وہی آیت اللہ، روح اللہ اور نہ جانے کن کن الفاظ کے پیرہن میں چھپی ہوئی روح ہے جس کے اندر بغض صحابہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

لیجئے اسی وصیت نامہ کا آگے کا حصہ پڑھئے اور دل آزاری و بدزبانی کا منظر دیکھئے

۱۔ امام خمینی کا الہی سیاسی وصیت نامہ مطبوعہ مجلہ توحید قم ایران جلد ۶، شمارہ ۵، ص ۲۲۱

۲۔ وصیت نامہ ص ۲۲: کہ وصیت نامہ ص ۲۲۱

آئیے یہ دیکھیں کہ اس الہی امانت، خدا کی کتاب اور پیغمبر اسلام
صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ پر کیا گزری۔ وہ افسوسناک مسائل جن

دخراش اہانتیں

برخون کے آنسو رونے چاہئے، حضرت علی کی شہادت کے بعد شروع ہوئے خود غرضوں
اور طاغوتوں نے قرآن کریم کو قرآن مخالف حکومتوں کے لئے ذریعہ وسیلہ بنایا۔ اور
قرآن کے حقیقی مفسروں، اور اس کے حقائق سے باخبر ہستیوں کو جنہوں نے پورا قرآن
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا۔ اور انہی تارِ ثقیل کی آدائی
جن کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔ مختلف بہانوں اور پہلے سے تیار سازشوں کے ذریعہ
پس پشت ڈال دیا۔ اور درحقیقت قرآن کے ذریعہ قرآن کو جو حوضِ یک پہونچنے کے
لئے مادی و معنوی زندگی کا عظیم ترین دستور تھا اور ہے۔ میدان سے دور کر دیا۔ اور
حکومت عدل جو اس مقدس کتاب کا ایک اہم مقصد تھا اور ہے۔ اس پر خط بطلان کھینچ دیا
دین خدا اور الہی کتاب و سنت سے انحراف کی بنیاد ڈال دی۔ اور معاملہ اس حد کو
پہونچ گیا جس کو بیان کرنے میں قلم کو شرم آتی ہے۔ اور یہ ٹیڑھی بنیاد جیسے جیسے آگے
بڑھی اس کے انحرافات اور کجیوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک
کہ وہ قرآن کریم جس نے سارے عالم کے رشد و ارتقاء اور تمام مسلمانوں بلکہ پورے خاندان
بشریت کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لئے مقامِ شامخِ احدیت سے کشفِ تام محمدی تک تنزیل
کیا تھا۔ تاکہ بشریت کو اس درجہ تک پہونچائے جہاں تک اسے پہونچنا چاہئے۔ اور اس ولید
علم الاسما کو شیطانوں اور طاغوتوں کے شر سے آزاد کرے۔ دنیا کو عدل و قسط سے معمور
کرے۔ اور حکومت کو معصوم اولیاء اللہ علیہم صلوات اللہ علیہم والآخرین کے سپرد کرے۔
تاکہ وہ انسانیت کے مصالح پیش نظر رکھتے ہوئے جسے چاہیں سوئپ دیں۔ ان طاغوتوں
نے اس قرآن کو اس طرح میدانِ عمل سے دور کر دیا کہ گویا مہدایت درمنہائی سے اس کا
کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ اور یہ معاملہ یہاں تک پہونچا کہ قرآن کو ظالم و ستمگر حکومتوں
اور طاغوتوں سے بھی برتر خبیث ملاؤں کے ہاتھوں، ظلم و ستم اور فساد قائم کرنے اور
ستمگروں نیز حق تعالیٰ کے دشمنوں (کی بد اعمالیوں) کی توجہ کرنے کا ذریعہ بنالیا

کو فدا در عراق کی قوم سے بہتر ہیں۔ یہ اہل حجاز ہیں کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمین بھی آپ کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔ اور مختلف بہانوں سے محاذ پر جاتے کتراتے تھے لے

حضرات ناظرین کرام یہ نہ بھولیں کہ یہ وہی خمینی صاحب ہیں جنہوں نے سیاست کے میدان میں قدم رکھنے سے بہت پہلے اپنے مذہب شیعیت کے بارے میں کم و بیش تین سو کتابیں لکھی ہیں۔ اور جن کی کتاب کشف الاسرار کی بحث امامت میں دل کھول کر حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر سب و شتم لکھا ہوا ہے۔ ان لوگوں کی گمراہی کا بنیادی عنوان مسند امامت ہے۔ خمینی صاحب اپنی کتاب میں خود سوال قائم کرتے ہیں۔ ہم ان میں سے تین آخری جوابات نقل کرتے ہیں۔

اے کہ فرضاً در قرآن اسم امام
را ہم تعیین می کرد از کجا کہ خلاف بین
مسلمانہا واقع نمی باشد آنہا کہ
سالہا در طبع ریاست خود را بدین غیر
جسمانہ بودند و دستہ بند ہوا
می کردند ممکن نہ بود بگفتہ قرآن از کار
خود دست بردارند با ہر حیلہ بود کار
خود انجام می دادند بلکہ شاید درین
خلاف بین مسلمانہا طورے می شد
کہ بانہدام اصل اسلام منتهی می شد
زیرا ممکن بود آنہا کہ در صدر ریاست
یہ بات اگر فرض کرنی جائے کہ قرآن امام کا نام
متعین کر دیتا تو بھی یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ مسلمانوں
میں اختلاف نہ پڑتا۔ وہ لوگ جنہوں نے ملک گیری
کی طمع میں سالہا سال خود کو دین محمدی سے چپکا
رکھا تھا اور گردہ سازی میں لگے تھے۔ ان سے
کہاں ممکن تھا کہ قرآن کے فرمان پر اپنے منصوبے
سے ہاتھ کھینچتے۔ وہ لوگ تو ہر ممکن جلد کے
ذریعہ اپنے مقصد کو پورا کرتے۔ بلکہ ہو سکتا ہے
اس صورت میں مسلمانوں کے درمیان اس قسم
کا شدید اختلاف پیدا ہو جاتا، جو اسلام کی بنیاد
اکھڑ کر ہی ختم ہوتا۔ کیونکہ ممکن ہے جو لوگ

خطبہ جمعہ ایران میں کہا۔ ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں ان کی کوئی مثال نہیں ہے۔ عراق کے ساتھ
لے امام خمینی کا الہی سیاسی وصیت نامہ، مجلہ توحید ایران، جلد ۶، شمارہ ۵، ص: ۴۵،

حصول ریاست کے درپے تھے، جب دیکھتے کہ
اسلام کا نام لے کر مقصود تک ان کی رسائی نہیں
ہو رہی ہے — تو مجبوراً اسلام کے خلاف
ایک گروہ تشکیل دے ڈالتے۔

یہ تو تھا خمینی صاحب کا تیسرا بغض و عناد سے بھرا ہوا جواب، اس کے بعد چوتھا
جواب بھی پڑھ لیجئے۔

قرآن کے اندر امام کا نام ذکر کرنے کی صورت
میں ممکن تھا کہ وہ لوگ جو سوائے دنیا اور ملک
گیری کے اسلام و قرآن سے کوئی سروکار نہیں
رکھتے تھے اور جنہوں نے قرآن کو اپنے فاسد
ارادوں کے لئے ذریعہ بنا رکھا تھا۔ ان آیتوں
ہی کو قرآن سے نکال ڈالتے، اور کتاب
آسمانی کی تحریف کر ڈالتے۔

بودند، چوں دیدند کہ با اسم
اسلام نمی شود بہ مقصود برسند
بگرد حیزبے برضد اسلام
تشکیل می دادند لہ

آں کہ ممکن بود در صورتیکہ
امام را در قرآن ثبت می کردند
آنهاں کہ جز برائے دنیا در ریاست
با اسلام و قرآن سروکار نداشتند
و قرآن را وسیلہ اجرائے نیات
فاسدہ خود کردہ بودند آں آیات
را از قرآن برداشتند و کتاب آسمانی
را تحریف کنند لہ

فرض کیجئے اوپر کی ذکر کی ہوئی باتوں میں سے کوئی
بات پیش نہ آتی تو پھر بھی مسلمان اس کی مخالفت
سے بیٹھ نہ رہتے۔ اس لئے کہ ریاست پر قبضہ

اور یہ ہے پانچواں جواب،
فرضا کہ ایچ یک ازیں امور
نی شد باز خلاف ازیں مسلمانہا
بر نمی خواست زیرا کہ ممکن بود آں

طوائف میں ایرانی فوج نے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی ایسی قربانی
پیش نہیں کی۔ کیوں کہ کفار کے ساتھ طوائف میں جب حضور اپنے رفقاء کو بلاتے تو وہ جیلے بہانے کرتے تھے

(روزنامہ جنگ کراچی، نومبر ۱۹۸۲ء)

لے کشف الاسرار ص ۱۱۳

لے کشف الاسرار ص ۱۱۳

marfat.com

Marfat.com

حزب ریاست خواہ کہ ازکار خود ممکن نہ بود دست بردارند فوراً ایک حدیث ز پیغمبر اسلام نسبت دہند کہ نزدیک رحلت گفت امر شہما یا مشورہ باشد علی ابن طالب را خدا ازین منصب خلع کردلہ

کی حریص پارٹی جسے اپنے مقصد سے دست بردار ہونا ممکن نہیں تھا ہو سکتا ہے فوراً پیغمبر اسلام سے منسوب کر کے ایک حدیث تراش لیتی۔ (اور کہتی کہ) رحلت کے وقت حضور نے فرمایا کہ تمہارا معاملہ مشورہ سے طے ہوگا۔ علی ابن طالب کو اللہ تعالیٰ نے امانت کے منصب سے برطرف کر دیا ہے۔

اہل بیت اور قرآن پر کن لوگوں نے ظلم کیا۔ اور خینی صاحب کی وصیت میں کن لوگوں پر لغت ہے۔ اور کن بزرگ ہستیوں کو مخالف قرآن گردانا گیا ہے انہی کی کتاب کشف الاسرار کے عنوانات،

”مخالفہائے ابوبکر بالنس قرآن“ مخالف عمر باقرآن۔

اور اس کے مندرجات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔ میرے پیارے مسلمان بھائیو! ذرا صبر و ضبط کے دامن کو مضبوطی سے تھامو، اور حضرات شیخین کربین کی شان میں تبرا بکنے والے شیعہ امام کی حقیقت کو سمجھو، اور صرف یہی نہیں بلکہ بر ملا کشف الاسرار میں یہ بھی لکھ مارا کہ تمام صحابہ بھی خلفائے ثلاثہ کی ریاست طلب سازش میں شریک و ہم تھے۔ نقل کفر، کفر نہ باشد، آپ بھی دیکھئے۔

مخالفت کردن شیخین از قرآن
در حضور مسلمانان یک امر خلیہم بود
مسلمانان نیز یا داخل در حزب خود
آنها بودہ و در مقصود با آنها ہمراہ
بودند و یا اگر ہمراہ نبودند جرأت حرف
مسلمانوں کے سامنے شیخین کا قرآن کی مخالفت
کوئی اہم بات نہیں تھی۔ (کیونکہ) مسلمان جملہ
صحابہ یا تو خود ان کی پارٹی میں شامل تھے او
حصول اقتدار کے مقصد میں ان کے شریکار
تھے یا اگر ان کے شریک اور ہم نوا نہیں تھے تو

زوں در مقابل آہنا کہ با پیغمبر خدا
 و دستہ را و این سلوک می کردند
 نداشتند و یا اگر گاہے یکے از آہنا
 یک حرف میزد بسخن او ارجے
 نمی گزاشتند و جملہ کلام آن کہ اگر
 در قرآن ہم این امر با صراحت لہجہ
 ذکر می شد باز آن با دست از
 مقصود خود بر نمی داشتند و ترک
 ریاست برائے گفتہ خدا نمی
 کردند منتہا چون ابو بکر ظاہر
 شائش پیشتر بود با یک حدیث
 ساختگی کار را تمام می کرد چنانچہ
 راجع بآیات ارشاد دیدید
 و از عمر استبعادے نداشت کہ
 آخر امر بگوید: خدا یا جبرئیل
 در فرستادن یا آوردن این
 آیت اشتباہ کردند و مہجور
 شدند آن گاہ سُنِّیاں نیز از
 جائے بری غاستند و متابعت
 اورای کردند لہ

ایسے ستم پیشہ افراد کے مقابلہ میں جو خود رسول
 خدا اور آپ کی نعت جگر فاطمہ کے ساتھ ظالمانہ
 سلوک کر چکے تھے۔ ایک حرف بھی زبان پر لانے
 کی جرأت نہیں رکھتے تھے یا اگر ہمت کر کے کبھی
 کسی نے کچھ کہہ بھی دیا تو یہ (شیخین) اس کی ہلک
 پرواہ نہیں کرتے تھے۔ حاصل کلام یہ کہ اگر قرآن
 میں بحیثیت امام کے حضرت علی کے نام کی صراحت
 کر دی گئی ہوتی جب بھی یہ لوگ اپنے منصوبے
 سے دست بردار نہ ہوتے اور خدا کے کہنے سے
 ریاست طلبی سے باز نہ آتے۔ اور ابو بکر جنہوں
 نے پہلے ہی خفیہ منصوبہ تیار کر رکھا تھا ایک
 حدیث گھڑ کے پیش کر دیتے اور معاملے کو ختم
 کر دیتے۔ جیسا کہ آیت وراثت کے بارے میں
 انہوں نے کیا۔ اور عمر سے بھی یہ بعید نہ تھا کہ
 وہ یہ کہہ کر معاملہ ختم کر دیتے کہ یا تو خدا سے
 اس آیت کے نازل کرنے میں یا جبرئیل، یا
 رسول خدا سے اس کی تبلیغ میں غلطی ہو گئی۔
 اس وقت سنی لوگ بھی اس کی تائید میں کھڑے
 ہو جاتے اور خدا کے مقابلے میں انہیں کی بات
 مانتے

امام خمینی کو قائد اسلام سمجھنے والے مسلمان متوجہ ہوں | کشف الاسرار کی
مُسند درجہ بالا

عبارات اور اس کے بعد ص ۱۳۴ کی عبارات میں شیعوں کے اس رہنمائے حضرات خلفاء
راشدین کی شان میں جو تازیبا کلمات کہے ہیں، ان کا شمار کرنا اگرچہ کوئی کارِ ثواب
نہیں ہے۔ پھر بھی اپنے سادہ لوح مسلمان بھائیوں اور سادات کے ان ناواقف افراد
کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جن کی نظروں میں خمینی صاحب مجاہد اسلام، ولی کامل،
عارف باللہ اور نہ جاننے کیا کیا بنا کر پیش کئے گئے ہیں۔ ان کی نگاہوں سے پردہ اٹھانے
کی غرض سے اس غلاطت کو کریدنا گوارہ کر رہا ہوں۔

ط شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مریبات

کشف الاسرار کی ان عبارتوں میں حضرات صحابہ کرام کو جن تازیبا اور آتش فگن
سب و شتم کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

پوری جماعت صحابہ حصول ریاست کے لئے قرآن و حدیث کے خلاف مستعد
اسلام مخالف، قرآن دشمن، حدیث دشمن، خطاکار، خائن، دروغ گو،
حریص، لالچی، ظالم، ذاتی مفاد کی طالب تھی۔ اور دین کی مخالفت پر کمر بستہ
تھی (استغفر اللہ ربی)

جناب خمینی کو اپنے خالی شیعہ ہونے پر فخر ہے | میرے اسلامی و ایمانی بھائیو!

تم خمینی صاحب کے اسلامی

اتحاد کے نعروں سے مسحور ہو، آؤ ذرا اندرونِ خانہ بھی دیکھو، قرونِ اولیٰ ہی سے جو
فرقہ امتِ اسلامیہ سے کٹ کر جدا ہو چکا ہے۔ منصوصاتِ قرآنیہ کے خلاف اپنے عقائد
بنا کر ربِّ ذوالجلال اس کے مقدس پیغمبروں، صحابہ و اہل بیت، مسلمانوں اور ملائکہ کی
لعنتوں کا مستحق ہو چکا ہے۔ خمینی صاحب کا تعلق اسی رافضی فرقہ سے ہے۔ اب بھی
یقین نہیں آتا تو خود ان کی وصیت کا یہ پیرا گراف پڑھو۔

ہمیں فخر ہے کہ ہم اس مذہب کے پیرو ہیں، جس کی بنیاد خدا کے حکم سے

رسول خدا نے رکھی ہے۔ اور انسانوں کی غلامی کی زنجیر سے آزاد کرانے کی ذمہ داری، ہر قسم کی قید و بند سے آزاد (خدا کے بندے) امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو سونپی گئی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ نبی ابلاغہ جو قرآن کے بعد مادی و معنوی زندگی کا عظیم ترین دستور اور انسانوں کو آزادی بخشنے والی اعلیٰ ترین کتاب ہے۔ اور اس کے حکومتی اور معنوی احکام و فرامین بہترین راہ نجات ہیں۔ ہمارے معصوم امام سے تعلق رکھتی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ ائمہ معصومین علی ابن ابی طالب سے منجی بشریت حضرت مہدی صاحب زماں علیہم آلاف التحیات والسلام تک جو خدائے قادر کی قدرت و توانائی سے زندہ اور تمام امور کے نگران ہیں۔ ہمارے امام ہیں۔ ہم کو فخر ہے کہ حیات بخش دعائیں جنہیں قرآن صاف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ہمارے ائمہ معصومین کی تعلیم کردہ ہیں۔ ہمیں ناز ہے کہ ائمہ کی مناجات شعبانہ، حسین ابن علی علیہما السلام کی دعائے عرفات، زبور آل محمد صحنہ سجادیر اور زہرائے مرضیہ پر خدا کی جانب سے اہام شدہ کتاب صحیفہ فاطمیہ ہم سے تعلق رکھتی ہے ہمیں افتخار ہے کہ باقر العلوم (امام محمد باقر) جو تاریخ کی عظیم ترین شخصیت ہیں اور ان کے مقام و منزلت کو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے سوا نہ کوئی درک کر سکا ہے اور نہ ہی درک کر سکتا ہے۔ ہمارے ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارا مذہب جعفری ہے۔ اور ہماری نفع جو ایک بے کراں سمندر ہے اس مذہب کے آثار میں سے ایک ہے۔ ہمیں اپنے تمام ائمہ معصومین صلوات اللہ وسلامہ علیہم نے دین اسلام کی سر بلندی اور قرآن کریم کو، جس کا ایک پہلو عدل و انصاف پر مبنی حکومت کی تشکیل ہے۔ جامہ عمل پہنانے کی راہ میں قید اور جلا وطنی میں زندگی گزاری۔ اور آخر کار اپنے زمانہ کی ظالم و جابر طاغوتی حکومتوں کو نابود کرنے کی راہ میں شہید ہو گئے۔

آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ مرتے مرتے بھی کتنی صراحت سے جناب خمینی صاحب نے اپنی پختہ شیعیت کا برملا اعلان کیا ہے۔ اور آپ پچھلے صفحات میں اپنی کے الفاظ میں مقدس صحابہ اور تابعین کی شان میں طاغوت اور اسلام دشمن جیسے درجنوں تہرانی الفاظ پڑھ آئے ہیں۔ اب آئیے میں آپ کو بتاؤں کہ جناب خمینی صاحب اور ان کے ہم مذہب جہاں سینہ کو بی اور مرثیہ خوانی کو جزو مذہب سمجھتے ہیں۔ وہیں اپنے لحاظ سے جن لوگوں کو مخالف اسلام سمجھتے ہیں ان پر لعنت و ملامت کرنا بھی ان کے مذہب کا لازمہ ہے۔ چنانچہ خمینی صاحب نے اپنی قوم کو اس بارے میں بھی وصیت کی ہے۔

منجملہ ان کے ائمہ اطہار اور خاص طور سے مظلوموں کے سید و مرشد و شہیدوں کے سرور و سالار حضرت ابو عبد اللہ حسین کی عزاداری ہے۔ اس عزاداری کی طرف سے کبھی بھی غافل نہ ہوں۔ اور یاد رکھیں کہ اسلام کے اس عظیم تاریخی حماسہ کو زندہ رکھنے اور اس کی یاد منانے کے سلسلے میں ائمہ علیہم السلام کے جتنے بھی احکام و فرامین ہیں، اور اہل بیت پر ظلم و ستم کرنے والوں کے سلسلہ میں جتنی بھی لعن و نفری ہے یہ سب کچھ ابتداء تاریخ سے قیامت تک کے ظالم و ستمگر، سرغنوں کے خلاف قوموں کی شجاعتانہ آواز و فریاد ہے۔

یہ معاملہ کچھ خمینی صاحب کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ

اہانت شیعیت کی بنیاد میں شامل ہے

شیعہ مذہب کا بنیادی عقیدہ امامت ہے۔ اور اس کے لازمہ کے طور پر حضرات خلفائے ثلاثہ (سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق و سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین) کو نہ صرف یہ کہ برا بھلا کہا جاتا ہے۔ بلکہ انہیں بدترین دشمن اسلام اور کفار سے بھی بدتر خیال کیا جاتا ہے۔ اور شیعی تفاسیر سے ثابت کیا جاتا ہے کہ ان حضرات کے خلاف قرآن مجید میں آیات بھی نازل ہوئی ہیں۔ (العیاذ باللہ)

۱۔ امام خمینی کا الہی سیاسی وصیت نامہ، مجلد توحید اران، جلد ۶، شمارہ ص: ۲۹، ۳۰

marfat.com

Marfat.com

مسلمانوں کو ان کے غلط ترین عقائد سے واقف کرانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی طبیعت اور مزاج پر جبر کرتے ہوئے چند حوالے سپرد قلم کریں۔ بطور اگلا ہی ایک بات خیال میں رہے کہ اگر آپ شیعہ حدیث و تفسیر کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور ان میں فلاں و فلاں کا لفظ دیکھیں تو سمجھ لیں کہ ان سے شیخین کو یمن کی ذات مراد ہے۔ اور اگر کہیں تیسری بار بھی فلاں مل جائے تو اس سے مراد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہے۔ شیعوں کے دل میں ان اساطین و مجسین امت سے اس قدر نفرت ہے کہ وہ ان کے اسمائے گرامی لکھنا اور زبان پر لانا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ دور عالمگیری کے ملا سوتری کی بات تو اہل علم میں بہت مشہور ہے کہ وہ کہا کرتا تھا

ظ ز عمر خویش بزارم کہ اود نام عمر دارد

یعنی میں اپنی عمر بے محض اس لئے متغیر ہوں کہ اس کا نام عمر ہے۔ یہی حال پوری شیعہ قوم کا ہے۔

شیعی تفسیر کے قابل نفرت نمونے | لیجئے پہلے سورۃ نساء کی آیت کریمہ اس کا اسلامی ترجمہ اور اسلامی تفسیر

بڑے لیجئے۔

ان الذین آمنوا ثم کفروا	بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر
ثم آمنوا ثم کفروا فاما	ایمان لائے پھر کافر ہوئے۔ پھر اور کفر میں بڑھے
ازدادوا کفرا لکم یکن اللہ لیغفر	اللہ ہرگز نہ انہیں بخشے۔ اور نہ انہیں راہ
کم ولا یہدیہم سبیلاً	دکھائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ پھر کھڑا پوج کر کافر ہوئے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر کے کافر ہو گئے۔ پھر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور

قرآن کا انکار کر کے کفر میں اور بڑھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ ایمان۔ کہ بعد پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ یعنی انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا تاکہ ان پر مومنین کے احکام جاری ہوں۔ پھر کفر میں بڑھے یعنی کفر پر ان کی موت واقع ہوئی۔

اب دیکھئے اس آیت کی تفسیر شیعوں کے نزدیک کیا ہے۔

یہ آیت فلاں فلاں اور فلاں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اور جب ان کے سامنے حضرت علی کی امامت پیش کی گئی اور نبی نے فرمایا۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً، فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاً (جس کا میں مولا ہوں یہ علی اس کے مولا ہیں) تو یہ لوگ اس سے انکار کر کے کافر ہو گئے۔ پھر نبی کے کہنے سے انہوں نے بیعت کر لی (اور ایمان لائے) پھر جب نبی کا وصال ہوا تو یہ امیر المومنین کی بیعت توڑ کر کافر ہو گئے۔ پھر یہ کفر میں اور آگے بڑھ گئے۔ جب انہوں نے امیر سے بیعت کرنے والوں سے اپنی بیعت لے لی تو یہ لوگ ایسے ہو گئے کہ ان میں ذرا بھی ایمان باقی نہ رہا۔ سورۃ محمد میں ارشاد رب العالمین ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ
بیشک وہ لوگ جو کہ اپنے پیچھے پلٹ گئے، بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی۔

قائد کا بیان ہے کہ یہ کفار اہل کتاب کا حال ہے۔ جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانا اور آپ کی نعت و صفت اپنی کتاب میں دیکھی۔ پھر باوجود جاننے پہچاننے کے کفر اختیار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وضاہک وصدی کا قول ہے کہ اس سے منافق مراد ہیں۔ جو ایمان لا کر کفر کی طرف پھر گئے۔ مگر شیعوں کی کتاب اصول کافی میں ہے کہ

خزائن العرفان علی کثر الايمان ص: ۱۳۶ ۱۷ اصول کافی ص: ۲۶۵

القرآن الکریم سورۃ محمد آیت ۲۵ کہ خزائن العرفان ص: ۲۷۷

اس سے مراد فلاں فلاں اور فلاں (خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم) ہیں۔ یہ یمنوں میں المومنین حضرت علی کی ولایت و امامت چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے۔
سورہ حجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ
الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ
وَكَزَّاهُ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ
وَالْعِصْيَاءَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ
لیکن اللہ نے ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے
تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا۔ اور کفر اور
حکم عدولی، اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے
ہی لوگ راہ پر ہیں۔

یہ آیت مبارکہ مقدس صحابہ کرام کی شان گرامی کا قصیدہ پڑھ رہی ہیں۔ اور ان کے
ایمان کی خوبی، اور کفر و نفاق، اور گناہ کی باتوں سے ان کے مبارک قلوب میں جو
نفرت اور ناگوار ی ہے اس کی تعریف بیان فرما رہی ہے۔ مگر شیعوں کے مذہب میں اس
آیت کی تفسیر کچھ اور ہی ہے۔ دیکھئے۔

محبت ایمانی کا مطلب حضرت علی، کفر کا مطلب خلیفہ اول، فسوق سے مراد خلیفہ
ثانی، اور عصیان کا مفہوم خلیفہ ثالث ہے۔

بغض و عناد کی کچھ چنگاریاں
ملا باقر مجلسی شیعہ قوم کے علامہ ہیں۔ انہوں نے
اپنے اصول و معارف دین کے بیان میں
حق الیقین نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں حضرات صحابہ بالخصوص سیدنا ابو بکر صدیق
سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی، حضرت امیر معاویہ اور امہات المومنین (رضی اللہ عنہم)
سے اپنے بغض و عناد کا کھل کر اظہار کیا ہے۔ اور اس کے لئے ایک سے ایک ایمان سُبُباتیں
جو بانیان مذہب کی گھڑی ہوئی ہیں لکھی ہیں شیعوں کی اسلام دشمنی کو سمجھنے کے لئے ان
دغرائش باتوں کو پڑھیں۔

لے اصول کافی ص: ۲۵۶ لے القرآن الکریم سورہ حجرات ۲۹ آیت، لے اصول کافی ص: ۲۶۹

جہنم کے اندر فلق، ایک آتشیں کنواں ہے۔ اہل جہنم جس کی بے پناہ گرمی سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس کنویں نے خدا سے سانس لینے کی اجازت مانگی۔ جب اس نے سانس لیا تو جہنم کو جلا ڈالا۔ اسی کنویں کے اندر آگ کا ایک صندوق ہے کہ کنویں والے اس صندوق کی بے پناہ سوزش اور حرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس صندوق کے اندر گزشتہ امتوں کے چھ آدمی اور اس امت کے چھ آدمی بند ہیں۔ ————— • آدم علیہ السلام کا بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ • فرود جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈلوایا۔ • فرعون • سامری جس نے بچہ پڑے کی پوجا کو اپنا دین بنایا۔ • اور وہ دو آدمی جنہوں نے یہودیوں کو ان کے پیغمبر کے بعد گمراہ کر دیا۔ ————— اور چھ دوسرے۔ • ابوبکر • عمر • عثمان • معاذیہ • نہروانی فارابیوں کا پیشوا۔ • ابن طہم

غیض المنافقین امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے شیعوں نے حد جلتے ہیں اور بغض رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے خاص انہوں نے بہت سی باتیں خراع کی ہیں۔ جو شیطانی کذب و افتراء کے سوا کچھ نہیں۔ ————— شیعہ تفسیر کے حوالے سے اسی کتاب میں ہے۔

جہنم کے اندر ایک دادی ہے۔ جو آگ کی ہے۔ اس دادی کی آگ نہیں بھڑکتی۔ اور کسی کو قبول نہیں کرتی۔ مگر شقی ترین انسان کو جو عمر ہے۔ جنہوں نے رسول خدا کی تکذیب کی۔ ولایت علی کے باب میں، اور ان کی ولایت سے منہ موڑا۔ اور قبول نہیں کیا، (اس کے بعد کہا کہ) آگ کا بعض حصہ بعض سے پست ہے۔ مگر اس دادی کی آگ اونچی اور مخصوص ہے۔ (الباذ بائد، نقل کفر، کفر نہ باشد)

اسی طرح اسی کتاب کے ص ۲۱۲ پر آیت قرآنیہ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ..... الْآیۃ۔ وَنُرِىٰ فِرْعَوْنَ وَ

هَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ۔ (یعنی اور ہم دکھائیں، فرعون دہان
اور ان کے لشکروں کو.....) کے اندر فرعون اور ہامان کی تشریح کرتے ہوئے
لکھا ہے۔

وہم سائیم بفرعون دہامان اور ہم دکھائیں فرعون دہامان یعنی ابوبکر
یعنی ابوبکر و عمر و لشکر ہائے ایشاں و عسراوران کے لشکر کو.....
را..... لے

مسلمانان اہل سنت سے شیعوہ قوم کو بغض اور حسد رکھنا بھی فطری امر ہے۔ مقدس جماعت
صحابہ و خلفائے راشدین کے دشمن قداکاران صحابہ کو کب معاف کرنے والے ہیں۔ بغض و عناد
میں جلی بھنی تحریر دیکھئے اور اندازہ لگائیے۔

وہ خدا سو گند کہ میان بہشت اور بخدا میں قسم کھاتا ہوں کہ بہشت اور دوزخ
دو دوزخ نیز منزلی می باشد و من کے درمیان ایک جگہ ہوگی۔ اور میں نہیں چاہتا
نمی توانم از ترس مخالفان سخن بگویم کہ دشمنوں کے ڈر سے یہ بات کہوں۔ جس وقت
و تھے کہ قائم علیہ السلام ظاہر ہوں گے کفار سے پیشتر کہ قائم علیہ السلام ظاہر ہوں گے کفار سے پیشتر
پیش ازین کفار، ابتداء بہ سفیان سنیوں سے شروع کریں گے۔ ان
خواہد کرد، با علمائے ایشاں ایشاں کے علماء کو اور خود سنیوں کو قتل
را خواہد کشت لے کریں گے۔

ادبانِ سادہ کا معمولی شعور رکھنے والا انسان بھی مذہبِ شیعہ کی بنیادی کتابوں کو
دیکھ کر اندازہ کر لیتا ہے کہ یہ بغض و عناد کی آگ میں جل بھن کر دین اسلام کے خلاف ایک
دوسرا دین اختراع کرنے کی انسانی کوشش کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ اس مقالہ میں ہمارا
مقصود طولانی بحث چھیڑنا، اور عقائدِ شیعہ کے خلاف دلائل فراہم کرنا نہیں ہے۔ تاہم
خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور خود سیدنا اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات

لے حق یقین، مطبوعہ تہران ص: ۲۱۲ لے در بیان جماعتی کہ داخل جہنم می شوند or

مبارکہ پر اس مذہب کے بانیوں نے کیسے کیسے الزامات و اتہامات لگائے ہیں۔ مگر درطہ حیرت میں ڈوب جانے کی بات یہ ہے کہ خود انہی کی معتبر کتابیں ان کے باطل مذہب اور اختراع شدہ تحریک کی شہادت دیتی ہیں۔

مگر سیدنا علی مرتضیٰ کیا فرماتے ہیں | جناب خمینی صاحب، حضرات خلفائے

ثالثہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعا اللہ دنیا دار، حریص، ریاست طلب اور نہ جانے کیا کیا گردانتے ہیں۔ اور آپ نے خود ان کی وصیت کے بارے میں نہج البلاغہ میں پڑھا کہ

نہج البلاغہ جو قرآن کے بعد مادی و معنوی زندگی کا عظیم ترین دستور اور

انسانوں کو نجات بخشنے والی اعلیٰ ترین کتاب ہے۔ اور اس کے حکومتی اور

معنوی احکام و قوانین بہترین راہ نجات ہیں لہ

کیا خمینی صاحب اور دنیا کے شیعیت کو نہج البلاغہ میں مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ کا یہ خطبہ نظر نہیں آتا۔ جو انہوں نے اپنے دور خلافت میں اصحاب کرام کی صفت بیان کرتے

ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ ہم محض اس کا ترجمہ شیخ الاسلام علامہ قمر الدین سیالوی

علیہ الرحمہ کی کتاب کے حوالے سے مذرا ناظرین کرتے ہیں۔ جسے تفصیل اور اصل عبارت دیکھنی

ہو حضرت کی کتاب مذہب شیعہ کا مطالعہ کرے۔

مولائے کائنات فرماتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو میں نے دیکھا ہے۔ تم میں سے کسی کو بھی

ان کے مشابہ نہیں پاتا۔ وہ تمام شب مسجدوں اور نمازیں گزارتے۔ صبح کو

اس حالت میں ہوتے کہ ان کے بال پریشان اور غبار آلود ہوتے۔ ان کا

آرام دسکون پیشانیوں اور رخساروں پر طویل سجدوں سے ہوتا تھا۔ وہ اپنی

عاقبت کی یاد سے دہکتے کوئلے کے مانند بھڑک اٹھتے تھے۔ کثرت سجد،

اور طول سجدہ کی وجہ سے ان کے ماتھے دنیوں کے گھٹنوں کی طرح ہو گئے تھے۔ اللہ کا نام جب ان کے سامنے لیا جاتا تو وہ اشک بار ہو جاتے، آنسو بہ پڑتے، ان کے گریبان بھیگ جاتے، اور عذاب الہی کے خوف اور ثواب کی امید میں اس طرح کانپتے جس طرح سخت آندھی میں درخت کانپتا ہے۔ اپنے دور خلافت میں مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں السابقون الاولون صحابہ کی شان یوں بیان کی۔

فان اهل السبق بسبقهم (اسلام اور اعمال صالحہ میں) سبقت کرنے والے
و ذهب المهاجرون الاولون (اپنی سبقت کے ساتھ فائز المرام ہوئے اور ہجرت
بفضلہم نے) اولین اپنے فضل و کمال کے ساتھ گزر چکے۔

حضرت اسد اللہ الغالب، امام المشرق والمغرب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی مقدس ہستیوں کو اپنے ایک اور خطبہ میں یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

اے اللہ کے بندو! جان لو کہ متقی پرہیزگار وہی لوگ تھے جو دنیا و آخرت کی نعمتیں سمیٹ کر گزر چکے ہیں۔ وہ لوگ اہل دنیا کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک ہوئے۔ لیکن اہل دنیا ان کی آخرت میں ان کے ساتھ شریک نہ ہو سکے وہ مقدس ہستیاں دنیا میں یوں سکونت پذیر رہیں جیسے رہنے کا حق تھا۔ اور دنیا کی نعمتوں سے انہوں نے کھایا، جیسا حق تھا۔ اور دنیا کی ہر اس نعمت سے ان ہستیوں نے حصہ پایا۔ جس سے دنیا کے بڑے بڑے حکمران نے حصہ پایا۔ اور دنیوی مال و دولت، جاہ و حشمت جس قدر بڑے بڑے جاہلین و تکبرین نے لیا، اسی قدر انہوں نے بھی لیا۔ پھر یہ ہستیاں صرف زاد آخرت لے کر، اور آخرت میں نفع بخش تجارت کو ہمراہ رکھ کر دنیا سے

لہ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۹۶، مطبوعہ تہران، بحوالہ مذہب شیعوں ص: ۱۲۰، ۱۲۱

لہ خطبہ نمبر ۱

بے رغبت ہو گئیں۔ یہ لوگ دنیا کی بے رغبتی کی لذت کو اپنی دنیا میں حاصل کر چکے تھے کہ کل اللہ سے آخرت میں ملنے والے ہیں۔ یہ وہ حضرات تھے جن کی کوئی دعا نامتطور نہیں ہوتی تھی۔ اور ان کی آخرت کا حصہ دنیوی لذتوں کی وجہ سے کم نہیں ہو گا۔

اہانتِ شیخین کرنے والے کو شیر خدا نے سزا دی

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کے ان خطبات کو ممکن ہے کوئی شیعوں مجتہد صاحب اپنی تاویل بار و کائنات نہ بنائیں کہ ان خطبات میں وہ حضرات مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ہم جن کو مانتے ہیں وہ مراد ہیں۔ تو یحییٰ انہی کی نہایت معتبر کتاب الشافی کی روایت حاضر ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل ابوبکر و عمر ہیں۔ بعض روایتوں میں واقعہ یوں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علی کی خدمت میں اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی شان میں بدزبانی کی ہے۔ جس کے بعد امیر المومنین علی نے اس گالی بکنے والے کو بلایا۔ شہادت طلب کی اور شہادت گزرنے کے بعد (جب گالی دنیا ثابت ہو گیا تو) اسے سزا دی۔

ان علیا علیہ السلام قال فی خطبہ خیر ہذا الامۃ بعد نبیہا ابوبکر و عمر و فی بعض الاخبار انہ علیہ السلام خطب بذلک بعد ما انہی الیہ اث رجلان تاول ابابکر و عمر بالشیمۃ فدعی بہ و تقدم بعقوبہ بعد ان شہدا علیہ بذلک

اسی کتاب الشافی کے اسی صفحہ پر امام زین العابدین کی روایت

خلافتِ صدیقی پر شیر خدا کا اطمینان

ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو ابوسفیان حضرت علی کے پاس آئے۔

اور کہا کہ آپ ہاتھ بڑھائیں۔ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ اور بخدا میں آپ کی حمایت میں اس علاقہ کو سواروں اور پیدل سپاہیوں سے بھر دوں گا مگر آپ خوف کے باعث اعلان خلافت نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے چہرہ پھیر لیا۔ اور فرمایا۔

ويحث يا ابا سفيان هذه
من دوا هيئت قد اجتمع الناس
على ابي بكر ما ذلت قبتغي
الاسلام عوجاً في الجاهلية
والاسلام والله ما ضل الاسلام
ذلك شيئاً ما ذلت صاحب
الفتنة له

ابوسفیان! تیرے لئے سخت افسوس ہے۔ یہ سب تیری چالوں اور مصیبتوں سے ہیں۔ حالانکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کا اجماع متفقہ فیصلہ ہو چکا، تو کفر اور اسلام میں ہمیشہ فتنہ اور کج روی کا منشا رہا ہے۔ بخدا اس سے اسلام کو کوئی گزند نہیں پہونچے گا۔ اور تو ہمیشہ فتنہ گری رہے گا۔

ان تمام شیعہ روایات ہی نے خینی صاحب اور ان کے ہم مشربوں کی سفوات کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ اور مجدد تعالیٰ اگر شیعہ من گھڑت عقائد و نظریات کے خلاف خود ان کی کتابوں سے دیلوں اور ثبوتوں کی فراہمی کی حاجت ہو تو ان گنت ثبوت موجود ہیں۔

اب آئیے حضرت مولائے کائنات اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اسلامی ماخذ سے پیش کر کے مقالہ کا یہ صفحہ بند کریں۔ اوپر شیعہ کتاب اشافی کی روایت میں آپ نے پڑھا کہ سائب الشخین کو حضرت مولا علی نے سزا دی۔ اب آئیے ذرا یہ بھی دیکھیں شخین کرمین کی شان میں زبان درازی کرنے والے فرقہ کا اسلام اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کوئی ربط اور تعلق بھی ہے یا نہیں؟ خود انہوں نے فرمایا۔

عن علی قال يخرج في آخر
حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آخر

الزمان قوم لهم نبي يقال
لهم الرافضة يعرفون به
ينتعلون شيعتنا وليسوا من
شيعتنا وآية ذلك انهم
يشتمون ابا بكي دعما اينما
ادر كتموهم فاقتلوهم
فانهم مشركون له

۱۰۱
میں ایک فرقہ نکلے گا جس کا خاص لقب ہوگا جسے
رافضی کہا جائے گا۔ اسی لقب کے ساتھ ان کی
شناخت ہوگی۔ وہ لوگ ہمارے شیعہ ہونے کا
دعویٰ کریں گے۔ اور حقیقت وہ ہماری جماعت
سے نہیں ہوں گے۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ
وہ لوگ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گالی
بکھیں گے۔ انہیں جہاں پانا مار ڈالنا۔ کیونکہ وہ
مشرک ہوں گے۔

شیعوں کی معتبر کتاب کافی (کتاب الروضہ) میں بھی ملتا ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ
عنه نے ایک شیعوں ابوبصیر کے شکایت کرنے پر کہ لوگ ہیں ایسے لقب سے یاد کرتے ہیں
جس نے ہماری ریڑھ کی ہڈی توڑ دی ہے، ہم مردہ دل ہو گئے ہیں۔ اور اس لقب کی وجہ
سے امراء نے ہمارا خون مباح کر دیا ہے۔ وہ لقب ایک حدیث میں ہے جس حدیث کو ان
کے فقہاء نے روایت کیا ہے۔ امام جعفر صادق نے سنکر پوچھا۔ کیا وہ رافضہ والی حدیث
ہے۔ ابوبصیر نے کہا جی ہاں! وہی، تو فرمایا۔

لا والله ما هم سموكم
بل الله سماكم
نہیں، واللہ ان لوگوں نے تمہارا نام رافضی نہیں
رکھا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام رافضی رکھا۔

اسی طرح شیعوں کی معتبر کتاب ناسخ النوارینج میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے
احوال میں ہے کہ حضرت زید بن زین العابدین کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے کچھ کوفیوں نے
امام زین العابدین سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں
نے فرمایا۔

در بارہ ایشاں جز بخیر سخن نگنم
ان حضرات (شیعین کریمین) کے بارے میں مولائے

وازاہل خود سبزد درختی ایشاں کلمہ خیر کے کچھ نہیں کہتا۔ اور اپنے گھر اور خاندان
جسٹ سخن خیر نہ شنیدہ کے لوگوں سے بھی میں نے ان کے حق میں کلمہ حق
ام لے کے سوا کچھ نہیں سنا۔

اسی کتاب میں ہے کہ عراقی شیعوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے
حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف سنی تو کہنے لگے آپ ہمارے امام نہیں ہیں۔ اور امام
باقربھی ہمارے ہاتھ سے گئے۔ (کیونکہ وہ بھی حضرت زید کے ہمنوا تھے) شیعوں کی یہ باتیں
سُنکر حضرت زید نے فرمایا۔

زید سرود و قَضُونَا الْيَوْمَ حضرت زید نے فرمایا رَضُونَا الْيَوْمَ یعنی ان لوگوں
یعنی مارا امر دز گزاشتند وازاں ہجما نے آج ہمیں چھوڑ دیا۔ اسی وقت سے اس پارٹی
ابن جماعت رارافضیہ گفتند کہ کو رافضی کہتے ہیں۔

اب میں حضرت امیر المومنین، حضرت امام زین العابدین، امام باقر و جعفر رضی اللہ عنہم
کو فخر یہ اپنا آقا کہنے والوں اور ان تمام بزرگ ہستیوں کو اپنے باطل مذہب کے خانہ میں
فٹ کرنے والوں سے سوال کرتا ہوں کہ بتاؤ کیا نہیں ان پاکانِ خدا کی بارگاہ سے کسی قسم کا
کوئی تعلق ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور صحابہ کے مدح
اور واصلت، ان سے عقیدت و محبت رکھنے والے ہیں۔ اور تم ہو کہ اپنے
دلوں میں ان اللہ والوں سے خواہ مخواہ بغض و کینہ کی آگ اٹھائے پھر رہے ہو۔ حقیقی اسلام
وہ ہے جس کے متبع حضرات خلفائے راشدین، اہل بیت کرام، اور صحابہ عظام ہیں۔
اور السواد الاعظم آج تک جس کی پیروی کر رہے ہیں وہ جس کا علم جنابِ نبی نے کرائے
ہیں وہ رفض اور شیعیت ضرور ہے۔ اسلام ہرگز نہیں۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ
کر لیا کہ شیعوں کی معتبر کتابیں خود

شانِ صحابہ کا مجرمِ اسلام کی نظر میں

ان کے موهوم نظریات کی تغلیط کر رہی ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سبذنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام اہل خانوادہ اسی طرح عقیدت و محبت رکھتے ہیں جس طرح قرآن و حدیث کا مطلوب ہے۔ اب آئیے صحابہ کی شان میں بدگوئی کی جسارت کرنے والوں کے بارے میں آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس فرامین سے استفادہ کریں۔ سرورِ دو جہاں، باعثِ کن فکاں، خاتم النبیین، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”میری امت کے شریر ترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر بہت جری ہیں۔“
فرمایا۔

میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے بعد اپنے اصحاب کے اختلافات کے بارے میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی۔ آپ کے صحابہ میری بارگاہ میں آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں۔ ان سے بعض ایک دوسرے سے روشن تر ہیں۔ جس نے ان کے طریقہ کو اپنایا، وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔

فرمایا۔

”میری شفاعت جائز ہے ہر ایک کے لئے سوائے اس شخص کے جس نے میرے صحابہ کو گھالی دی۔“

فرمایا۔

جو میرا صحابی زمین کے جس خطہ میں وفات پائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت ان باشندگانِ زمین کا قائد، اور ان کے لئے نور بنا کر اٹھائے گا علامہ مناوی فرماتے ہیں۔

”اگر کوئی محمد ان صحابہ کرام کے درپے ہو، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو انعامات

عطا فرمائے ہیں۔ ان کا انکار کرے۔ تو اس کی جہات، محرومی، ناکہی، اور ایمان کی کمی ہے۔ کیونکہ اگر صحابہ کرام میں کوئی عیب پایا جائے تو دین کی بنیاد قائم نہیں رہے گی۔ اس لئے کہ وہ ہم تک دین کے پہونچانے والے ہیں جب ناقلین ہی مجروح ہو گئے تو آیات و احادیث بھی محل طعن بن جائیں گی۔ اور اس میں لوگوں کی تباہی اور دین کی بربادی ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور مبلغ کی تبلیغ کے صحیح ہونے کے لئے اس کا عادل ہونا ضروری ہے لہ

علامہ ابن حجر کی مہتمی اپنی تصنیف اسنی المطالب فی صلتہ الاقارب میں فرماتے ہیں مسلمان پر لازم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور اہل بیت کا ادب و احترام کرے، ان سے راضی ہو، ان کے فضائل و حقوق پہچانے، اور ان کے اختلافات سے زبان روکے، کیونکہ ان میں سے کسی نے بھی ایسے امر کا ارتکاب نہیں کیا۔ جسے وہ حرام سمجھتے ہوں۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک مجتہد ہے۔ پس وہ سب ایسے مجتہد ہیں کہ ان کے لئے ثواب ہے۔ حتیٰ تک پہونچنے والے کے لئے دس ثواب، اور خطا کرنے والے کے لئے ایک ثواب ہے۔ عقاب، ملامت، اور نقص ان سب سے مرفوع ہے۔ یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لے ورنہ پھسل جائے گا۔ اور تیری ہلاکت و مذمت میں کوئی کسر نہ رہ جائیگی لہ

علامہ موصوف کا جملہ قطفن لذلت والاذلت قدمت وحق هلاکت وندمت اس دور کے عام مسلمانوں کے لئے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل بنہانی علیہ الرحمہ اس عنوان کے اختتام پر انتباہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

میں نے علامہ سیوطی کا رسالہ اَلْعَامُ الْحَجَرِ لِمَنْ زَكِيَ سَابَّ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ عَنْهُمَا

گیا۔ مگر اس نے توبہ نہ کی۔ ایک مالکی عالم نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ امام سبکی نے اس فتوے کی تصدیق کی۔ اور اس کی تائید میں کتاب مذکور لکھی۔ اس میں قاضی حسین شافعی سے اُس شخص کے بارے میں دو قول نقل کئے ہیں جو خلفائے راشدین میں سے کسی کو بھی گالی دے۔

۱۱۔ اے کافر قرار دیا جائے گا اگرچہ گالی دینے کو حلال نہ جانے، کیونکہ ان کی امامت پر امت کا اجماع ہے۔

۱۲۔ اے فاسق قرار دیا جائے گا نہ کہ کافر، پھر اخلاف کی بہت سی روایات نقل کی ہیں بعض میں اے کافر قرار دیا گیا ہے، اور بعض میں گمراہ، پھر امام سبکی نے اے کافر قرار دینے کی توثیق کی ہے۔ اور اس پر دلائل دیئے ہیں۔ اس کے بعد حضرات مالکیہ اور حنابلہ کی متعدد روایات نقل کی ہیں لے

ان تمام ابحاث سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر مسلمانوں کے عقیدہ کا حصہ ہے۔ جس پر قرآن حدیث، اقوال صحابہ، تعامل اہل بیت و سادات کرام اور اجماع امت ہے۔ جو شخص بھی مسلمان ہے ان کے دل میں صحابہ اور اہل بیت سب کا احترام ہے۔ اور یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی کہ شیعوہ وہ فرقہ ہے جو صحابہ کرام کی توہین اپنا ایمان سمجھتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے خود جناب غینی کے اقوال پڑھ لئے اور جو بھی ان مقدس صحابہ کی گستاخی کا مرتکب ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ لہذا مسلمانوں کو جناب غینی کی انقلابی تحریکوں کو خبردار رکھی بھی اسلامی تحریک نہیں سمجھنا چاہئے۔ اس تحریک سے اگر فائدہ پہونچ سکتا ہے تو محض رخص اور شیعیت پہونچ سکتا ہے۔ جس سے اسلام کو کوئی فائدہ نہیں۔

قرآن اور صحابہؓ

(ایرانی رہنما امام خمینی کی نظر میں)

مولانا بدر القادری

اسلامک اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر ۱۹۱۴۲۔ ۲۵۰۰ سی سی
دی ہیگ، ہالینڈ

الحمد لله رب العلمین۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ
تم فرمادو، اے کتاب والو! اپنے دین میں ناحق زیادتی نہ کرو۔ اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے۔ اور بہتوں کو گمراہ کیا۔ اور سیدھی راہ سے بہک گئے۔

(المائدة ۵۔۔۔۔۔)

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ
اے کتاب والو! اپنے دین میں زیادتی نہ کرو، اور اللہ پر نہ کہو۔ سچ
(النساء ۴۔۔۔۔۔)

عرضِ اولین

زیر نظر کتابچہ دراصل مبلغ اسلام مولانا سید سعادت علی قادری صاحب کی کتاب ”ایران کا نام نہاد اسلامی انقلاب“ کے لیے بطور مقدمہ لکھا گیا تھا۔ جسے اہل خلوص کے جذبہ اشاعتِ حق نے، الگ ایک مستقل رسالے کی شکل دے دی۔

مقصود بھولے بھالے عوام اہل سنت کو جناب خمینی صاحب اور ان کی نام نہاد انقلابی اسکیم سے محفوظ رکھنا ہے۔ واللہ خیر حافظا و هو اسرارہم السلام

موسم نے پرندوں کو یہ بات بتادی ہے
اس جھیل پہ خطرہ ہے اس جھیل پہ مت جانا

بدر القادری

۳۳ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

باسمہ و حمدہ تعالیٰ و تقدس، والصلوة والسلام علی رسولہ والہ وصحبہ اجمعین

غلوا اور اہانت

فطرت انسانی کے امراض میں سے مہلک ترین بیماریاں "غلو" اور "اہانت" بھی ہیں۔ غلو غیر ضروری اظہارِ محبت کی پیداوار ہے اور اہانت نفرت کی پختی سطح کی ایج۔ اگر فرد یا قوم حقیقی خشیت الہی سے آزاد ہو کر کسی سے تعلق قائم کرتے ہیں تو عام طور پر یہ عارضہ انہیں اپنا شکار بنالیتا ہے۔ دین اسلام کے علاوہ ادیان کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے والا حقیقت پالیتا ہے کہ ان میں سے شاید ہی کوئی دین ایسا ہو جو افراط و تفریط کا شکار نہ ہوا ہو۔ اس وقت ہم اس سے بحث نہیں کرتے کہ ان کے پس پشت کون سے عوامل الگ الگ کارفرما ہوئے۔

مسیحیت میں خدا کے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ السلام کے "ابن اللہ" ہونے کا عقیدہ اور رہبانیت — یہود کے نزدیک حضرت عزیر علیہ السلام کے فرزند الہ ہونے کا تصور، نیز یہود کا پیغمبر آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کھلا عناد، اور ان کی امت سے جبلی بغض۔ بود دھرم کا انسانی سماج اور اس کے متعلقات سے بغاوت اور فرار، یہ سب افراط و تفریط کی کھلی تطبیروں ہیں،

اسی طرح کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرۃ اسلام میں داخل ہونے والوں میں سے بھی کچھ لوگ انسانی فطرت کے ان امراض میں مبتلا ہوئے۔

بزرگوار، حاکم اور ابویعلیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ تمہاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے اُن سے یہاں تک بغض و عداوت کی کہ ان کی ماں پر بہتان لگایا۔ اور نصاریٰ نے اُن سے محبت کی تو اتنی کہ جس کے وہ لائق نہ تھے۔ یا در کھو دو چیزیں انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ ایک تو اتنی محبت کہ وہ مجبور میں وہ باتیں سمجھنے لگے جو حقیقت میں اس کے اندر موجود نہ ہوں۔ دوسرے اس قدر شدید بغض و عداوت کہ بُرا کہتے کہتے تہمت لگانے سے بھی نہ چو کے؛ لے

۱۔ تاریخ الخلفاء (ترجمہ) مطبوعہ مدینہ پیشنگ کمپنی ص ۲۶

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی شخصیت سے غلو کی حد تک محبت کرنے والے روافض اپنے عمل محبت اور اس کی بے اعتدالی کے نتیجے میں تباہ و برباد ہوئے۔ اور خوارج مخالفت کو معاندت تک پہنچا کر طرح طرح کی الزام تراشیوں اور اتہام کو شیوں کا شکار ہو گئے اور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہو گیا کہ ذات حضرت علی سے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی طرح بے محابا محبت کرنے والے بھی ہوئے اور بغض و عناد رکھنے والے بھی ہوئے

فرقہ نیریدیتہ | حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح کچھ اور شخصیات بھی غلو اور اہانت کا نشانہ بنیں۔ جیسے حضرت امیر معاویہ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

سے غلو محبت کی مثال میں فرقہ نیریدیتہ کو پیش کیا جاسکتا ہے، اس فرقے کے بارے میں چوتھی صدی ہجری کے محقق سیداح علامہ مقدسی بشاری "حسن التقایم فی معرفۃ الاقالیم" میں روشنی ڈالتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"بغداد میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو محبت معاویہ میں غلو کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ایک بار جامع مسجد واسط میں لوگ ایک شخص کے گرد اگر جمع تھے، اور وہ ان کے مستند طور پر بیان کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہ کو اپنے پاس بلا کر پہلو میں بٹھائے گا اور اپنے دست خاص سے ان کی نقاب کشائی کر کے خلقت کے سامنے عروسِ نو کی طرح جلوہ گر کرے گا جب میں نے اس کو ٹوکا تو اس نے کہا اس رافضی کو پکڑو، اس کے کہنے پر لوگ مجھ پر چھپے مگر کچھ شناساؤں نے نینچ بجاؤ کر کے مجھے بچایا" لے

علامہ مقدسی اسی فرقے کا ایران میں بھی ایک واقعہ بیان کرتے ہیں

"مجھے اصفہان کے اندر ایک بڑے عابد و زاہد کی خبر دی گئی، میں زیارت اور حصولِ برکت کے لئے ارادے سے ان کے پاس گیا۔ باتوں باتوں میں میں نے پوچھا "صاحب" کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اس نے لغت بھیجی اور کہا اس نے ہمارے سامنے نیا مذہب پیش کیا ہے۔ صاحب کہتا ہے معاویہ رسول نہیں ہیں۔ میں نے کہا ان کے بارے میں

لے حسن التقایم مطبوعہ یوپی ص ۱۲۶

آپ کا کیا خیال ہے۔ اس نے جواب دیا میں تو وہی کہتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا لَا تَفْرُقْ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ (ہم رسولوں میں تفریق نہیں کرتے) ابو بکر رسول تھے، عمر رسول تھے، عثمان و علی رسول تھے اور معاویہ بھی رسول تھے۔ میں نے کہا ایسا نہ کہیے خلفاء اربعہ تو خلیفہ تھے اور معاویہ بادشاہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

الخلافت بعدی ثلاثین سنة ثم تكون ملكا (میرے بعد تیس سال خلافت ہے گی پھر بادشاہی ہو جائی گی) وہ شخص مسری بات سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ پر طعن و تشنیع کرنے لگا اور مجھے رافضی کہنے لگا۔ لہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت تو کیا کہنا بہت بلند ہے آپ یقیناً رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور کاتب بارگاہ ہیں یہ فرقہ نامر فیہ یزید کے بارے میں نبوت رسالت کا قائل اور ایک طبقہ (صد بار معاذ اللہ) اسے خدا تک مانتا تھا اس فرقہ کی تردید میں ایک رسالہ ”رسالہ عدویہ“ لکھا گیا تھا جس کا حوالہ المنتقی کے حاشیہ پر موجود ہے۔

حسب فرمان نبوی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ذات گرامی کو بھی شیعہ حضرات نے غلو کی نظر سے دیکھا اور ان سے ایسے اوصاف منسوب کیے جو حقیقتاً ان میں نہیں تھے اور ان کی تبعیت میں حضرات حسنین کریمین، خاتون جنت بی بی فاطمہ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ان کی اولاد اجداد ائمہ قدست اسرار ہم کے مراتب و مقامات عالیہ کے سلسلے میں غلو کا شکار ہو گئے۔

ایک طرٹ افراطیت ان حضرات کو حد سے بہت بڑھایا اور دوسری طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمہین کے بارے میں بتلائے تفریط ہو کر ان کی اہانت کے مرتکب ہو بیٹھے۔ اس طرح اپنا ایک نیا فرقہ بنا بیٹھے۔ جو

ما انا علیہ واصحابی (جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں) سے بالکل الگ تھلگ ڈگر پر چل پڑا۔ نئے انکار و خیالات کو نئی زمین پر نئے سنگ و خشت کی

لہ حسن التقایم ص ۳۸۹

لہ حاشیہ المنتقی مطبوعہ مصر ص ۲۸

مدد سے مدد نہ مرتب کیا جس کا اہلسنت و جماعت سے کوئی تعلق نہ رہا۔ گویا یہ اس جذبات کہ ہم پیروی کیس نہ فرما د کریں گے کچھ طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

ذیل میں ہم محض کلام الہی "قرآن مجید اور صحابہ رسول کے تعلق سے کل عالم اسلام اور غیر مسلم مفکرین کے متفقہ عقائد و خیالات — اور فرقہ شیعہ کے منفی نظریات کا جائزہ لیں گے اور ان سے ہم سنیوں کے تعلقات کی کیا نوعیت ہونی چاہیے۔ اس بارے میں عرضداشت پیش کریں گے۔

ورنہ ویسے تو شیعیت میں ان موضوعات کے علاوہ متعدد اہم معتقدات ہیں جو بلا واسطہ اسلام، قرآن اور اسلام کے حقیقی نظریات سے متصادم ہوتے ہیں۔

ائمہ ثلاثہ شیر خدا کی نظر میں | یہ بات مشہور عام ہے کہ شیعہ حضرات حضور سید عالم سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کرم اللہ

وجہ کو حضور کا خلیفہ جانشین اور امیر المؤمنین سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ حضور نے ان کو امامت و خلافت خود سونپ دی تھی، اور ہر لحاظ سے انہی کی نامزدگی فرمائی تھی۔ حالانکہ حقیقت حال بالکل اس کے برعکس ہے۔ احادیث و آثار اور تاریخ اسلام کی روشنی میں اس عنوان کے محققین نے اپنے اپنے مقام پر پیش کی ہیں۔ میرے نزدیک یہاں اس کی سب سے مناسب سند خود صاحب معاملہ کے فرمودات ہیں جو اپنے استناد اور تحقق کے لحاظ سے جبل شامخ سے ذری اور فولاد سے مضبوط تر ہیں۔

حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا (جسے بزرگ نے روایت کیا ہے)

ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی

تعالیٰ علیہ وسلم فاستخلف علیکم لہ کو خلیفہ بنایا ہی نہیں، کہ میں بناؤں

یہ وہ فرما رہے ہیں جن کی خلافت و امامت بلا فصل ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے۔ اور جن شخصین کرمین صدیق و فاروق اور ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے ایمان و اعمال کا دامن دودھ سے زیادہ اجلا، اور جن کے خلوص و ایثار فی اللہ کی چادر بدرِ کامل سے شفاف ہے اُن پر کچھ اچھالی جاتی

لہ الصواعق المحرقة، ص ۲۶

مسئلہ خلافت

خلافت نبوی حقداروں ہی کو پہنچے، اور رسول اکرم و اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسند مبارک پر حقدار ہی بیٹھیں، اس کی فکر بعد کے مسلمانوں سے زیادہ ان جاں نثار صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کو تھی جن کے ہوسے تاریخ اسلام کے ابواب لکھے گئے۔ چنانچہ وہ حضرات اس بارے میں خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض گزار ہوئے۔ اس تابناک حقیقت کو حدیث کے آئینے میں دیکھنے دار قطنی نے خود مولانا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے فرمایا

دخلنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله استخلف علينا قال لا ان يعلم الله فيكم خيرا يول عليكم خيرا
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ہم پر کسی کو خلیفہ فرمادیجئے ارشاد ہوا: نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تم میں بھلائی دیکھے گا تو جو تم سب میں بہتر ہے اُسے تم پر والی فرمادے گا۔

سہ کار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کو سب حاضرین صحابہ کرام نے منہ قبول کیا۔ خود مولانا علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے بعد کیا فرمایا وہ قابل ملاحظہ ہے۔ اور یہ ان کے دعویٰ دارانِ محبت کے بہتان و افترا کو بے نقاب کرتا ہے۔

قال علي رضي الله تعالى عنه فَعَلِمَ
اللَّهُ فِينَا خَيْرًا أَفُولِي عَلَيْنَا أَبَا بَكْرٍ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم میں بھلائی دیکھی تو حضرت ابو بکر کو ہمارا والی بنادیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ان کے دورِ خلافت میں امامت و خلافت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا کہ

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت و امامت کے بارے میں آپ کو کوئی عہد و قرار تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے میرے پاس کوئی عہد پڑتا تو میں ابو بکر و عمر کو منبر پر نہ جانے دیتا۔ اور ان سے قتال کرتا، چاہے

میری اس چادر کے سو کوئی میرا ساتھ نہ دیتا۔ لیکن بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کایک) قتل تو نہیں کیے گئے یا آپ کا اچانک انتقال تو نہیں ہوا۔ بلکہ کئی شب و روز حضور کو مرض میں گزرے۔ مؤذن آتا نماز کی اطلاع دیتا۔ حضور ابوبکر کو نماز کا حکم فرماتے۔ حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود ہوتا۔ پھر مؤذن آتا اطلاع دیتا۔ حضور ابوبکر ہی کو امامت کا حکم دیتے، حالانکہ میں کہیں غائب نہیں تھا۔ اور خدا کی قسم ازواج مطہرات سے ایک بی بی نے اس معاملے کو ابوبکر سے پھیرنا چاہا تھا مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں مانا۔ اور غضب کیا۔ فرمایا۔ تم وہی یوسف والیا ہو۔ ابوبکر کو حکم دو امامت کرے۔ پس جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لیے بھی اسے پسند کر لیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بررگی اور دین کی درستی تھی۔ فبايعنا ابا بكر رضي الله عنه و لهذا هم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کان لذك اهلهم يختلف عليها کر لی اور وہ اس کے لائق تھے ہم میں سے کسی نے اس بارے میں خلاف نہ کیا۔

پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا۔ اور ان کی اطاعت لازم جانی، اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جہاد کیا۔ جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لے لیتا۔ اور جب لڑائی کے لیے بھیجتے، میں جاتا۔ اور ان کے سامنے اپنے تازیانے سے ہد لگاتا۔ پھر آگے چل کر مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہی مضمون امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم اور امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس عنوان پر اپنے رسالہ مبارکہ غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق میں نفیس اور شافی بحث فرما کر موضوع کو منقح کر دیا ہے۔ دوران بحث ایک مقام پر لکھتے ہیں

لہ الصواعق المحرقة للإمام بن حجر المکی (م ۹۷۴ھ) مطبوعة مصر ۳۴ بحوالہ غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق مولانا احمد رضا خان البریلوی مطبوعة الجمع الاسلامی مبارکپور ص ۶۵

”اللہ عزوجل کی بے شمار رحمت و رضوان و برکت، امیر المؤمنین اسد حیدر، حق گو، حق داں، حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی پر کہ اس جناب نے مسئلہ نفیصل کو بغایت مفصل فرمایا، اپنی کرسی خلافت و عرش زبانت پر بر سر منبر مسجد جامع و مشاہدہ مجامع و جلوات عامہ و خصوصیات خاصہ میں بہ طریق عدیدہ، تائید دیدہ، پدید و صاف ظاہر و آشکار، محکم و مستقر، بے احتمال دیگر حضرات شیخین کریمین، وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذات پاک اور تمام امت مرحومہ سیدہ لاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انفس و بہتر ہونا، ایسے روشن و امین طور پر ارشاد کیا جس میں کسی طرح شائبہ شک و تردد نہ رہا۔ مخالف مسئلہ کو مفتری بتایا، اشی کوڑے کا ستی ٹھہرایا، اے

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے خود خلفائے ثلاثہ کی خلافت و افضلیت کو نہ صرف تسلیم فرمایا ہے بلکہ اس کے خلاف باتیں بنانے والوں کو افتراء کے جرم میں اشی کوڑوں کی سزا مقرر کی ہے۔ اور مولا علی کرم اللہ وجہہ کے ان اقوال کی روایت نہایت مستند مستحکم اور مضبوط ہے۔ صحابہ و تابعین میں سے اشی مبارک شخصیات ان کی روایت کرنے والے ہیں۔ امام ابن حجر المکی قدس سرہ لکھتے ہیں

قال الذہبی وقد تواتر ذلك عنه
في خلافته وكرسي مملكته وبين
الجم الغفير من شيعته ثم بسط
الاسانيد الصحيحة في ذلك قال
ويقال رواه عنه نيف وثمانون
نفسا و عدد منهم جماعة ثم قال
فبقي الله الرافضة ما اجهلهم
ذہبی نے کہا تو اتر سے ثابت ہے کہ حضرت
علی نے یہ بات اپنے دور خلافت و حکومت
میں کثیر معاصرین کے درمیان فرمائی، بعد
ازاں اس بارے میں صحیح سندوں کو نفیصل
سے ذکر کیا، اور کہا کہ محدثین کے نزدیک حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے اس امر کی روایت کرنے
والے اشی سے زیادہ صحابہ و تابعین ہیں۔ ان
میں سے ایک جماعت کا ذکر بھی کیا، اور کہا خدا
روا انفس کو ذیل سے کس قدر جاہل ہیں۔

لے غایۃ المتحقق

لے انصواعق الحرقۃ منت

ایسے دلائل قاہرہ باہرہ کے ہوتے ہوئے اگر کوئی فرد یا فرقہ نامراد ان اجلہ صحابہ کرام کو مطعون اور مورد الزام ٹھہراتا ہے تو وہ خود نگاہ مرتضوی میں کیا ہے۔ شیر خدا کا غضب حیدری اسے کہاں معاف فرمائے گا۔ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

— جن کی تائید میں ہم دارورسن تک پہنچے
خود وہی کہتے ہیں یہ تو کوئی دیوانہ ہے

جلال مرتضوی | خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم پر مولا علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت کی بانگ لگانے والے دیکھیں خود حضرت شیر خدا کا ایسے لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ ہے اور اپنے دور گرامی میں ایسی جسارت کرنے والوں کو آپ نے کس خانے میں ڈالا، ملاحظہ کریں

امام ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل بخاری کی کتاب السنۃ سے امام ابن حجر مکی نقل کرتے ہیں، علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر ملی کہ کچھ لوگ انھیں حضرت آئینہ (ابوبکر و عمر) رضی اللہ عنہما سے افضل بتاتے ہیں۔ آپ یہ سن کر منبر پر جلوہ فرمایا ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو ایسا کہنے والے کو یقیناً سزا دیتا۔ آج سے جسے ایسا کہنے سنوں گا وہ مغزی ہے۔ اس پر مغزی کی حد یعنی اسی کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا: بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل امت ابوبکر ہیں پھر عمر پھر خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کون سب سے بہتر ہے۔

علقمہ کہتے ہیں کہ مجلس میں سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انھوں نے فرمایا بخدا اگر تم میرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے (رضی اللہ عنہم اجمعین) ۱۷

دیکھا آپ نے دنیا نے رافضیت جن کے سلسلے میں غلو کا شکار ہو کر صحابہ کبار اور عشاق رسول کی عظمت کے منقوم پر خنجر زنی کرنا اپنا شعار بنا چکی ہے۔ خود وہ جلال و عظمت و سیادت و صداقت کے پیکر

لہ الصواعق المحرقة ص ۱۷

ایسے لوگوں پر کڑوں کی سزا جاری فرما رہے ہیں ۛ
 ۛ جن کی خاطر سب کچھ چھوڑا عالم ۛ پیکار کی
 وہ آشوب شہر کا باعث میری ذات بتاتے ہیں

خود انھوں نے فرمایا

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے قلب مبارک میں خلفائے ثلاثہ اور دیگر
 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کتنی عظمت تھی اور ان کے بارے میں وہ جن نظریات کے حامل تھے
 وہ بعد کے سنی خرافات سے کتنا بعد المشرقین رکھتے ہیں۔ اپنے ایک خطبے میں فرماتے ہیں
 ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی ایسی شان دیکھی ہے کہ تم میں
 سے کسی کو ان کا مشابہ نہیں پاتا۔ وہ صبح کو اس حال میں نظر آتے تھے کہ بال بکھرے، غبار
 آلود ہیں۔ رات انھوں نے سجدے اور قیام میں گزاری ہے۔ کبھی وہ اپنی پیشانیوں پر
 مجھکے ہوتے تو کبھی رخساروں پر، یاد قیامت سے ایسے بے چین نظر آتے تھے، گویا
 انگاروں پر کھڑے ہوں۔ ان کی پیشانی ایسی لگتی جیسے کثرتِ سجود سے سخت اور خشک
 ہو گئی ہو۔ بکری کی ٹانگ کے مثل۔ اللہ کا ذکر کیا جاتا تو ان کی آنکھیں یوں اشکبار ہو جاتا
 کہ گریبان اور دامن تر ہو جاتے۔ نر کے خون اور ثواب کی امید میں اس طرح لرزاں
 رہتے جیسے تیز آندھی میں درخت!“

متن خطبہ یہ ہے لقد رأیت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فما اری
 احداً یشبہہم منکم، لقد کاذبا یصمون شعناً غیراً وقد باتوا سجداً و قیاماً،
 برا وجون بین جباہم و خدودہم ویقفون علی مثل الحجر من ذکر معادہم کان بین
 اعینہم رقب المغزی من طول سجودہم اذا ذکر اللہ املت اعینہم حتی قبل جیوہم
 و ما داکما یمید الشجر یوم الریح العاصف خوفاً من العقاب و رجاءاً للثواب لہ
 حضرات شیعوں کے نزدیک چار صحابہ حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوذر غفاری، حضرت مقداد بن الاسود
 حضرت عمار بن ابی اسرہنی اللہ عنہم کے علاوہ تمام صحابہ کرام دمعاً اللہ عنہم کے بعد مرتد ہو گئے۔ اور

لذہج البلاغۃ تحقیق الدكتور صبحی الصالح، طبع دار الکتاب اللبنانی بیروت ۱۳۲

حال یہ ہے کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اپنے دورِ خلافت کے خطبہ میں اپنے سے پہلے صحابہ کرام کی توصیف اس انداز سے فرما رہے ہیں۔ بہ نگاہ انصاف دیکھئے کہ یہ کن صحابہ کرام کی تعریف ہو رہی ہے؟ صاف پتہ چل جائے گا کہ سیدنا باب مدینۃ العلم کے مدوح وہی صحابہ ہیں جو حضراتِ شیعہ کے نزدیک قابلِ لعنت و ملامت ہیں۔

اے چشمِ شعلہ بارِ ذرا دیکھ تو ہسی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

یہ کون کہہ رہا ہے؟ خلفائے راشدین کے مبارک عہد کی خیرات ہے کہ اسلام دنیا کے گوشے گوشے میں متعارف ہوا۔ وہ مقدس حضرات خود کو ذاتِ رسول میں فنا کر چکے تھے، اسی لیے اصولِ اسلام میں خلفاء راشدین کا طریقہ سنتِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد، اسلام کا اہم بیڑا اور ماخذ ہے۔ اور دنیا کے کسی ذی فہم انسان نے اس سے انکار نہیں کیا ہے۔ انگلش زبان میں اسلامی اسکا لری حیثیت سے جسٹس امیر علی کا نام کون نہیں جانتا۔ یہ خورشیدِ خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود جب اسلام کی تاریخ لکھنے بیٹھے تو انھیں خلفاء ثلاثہ کی بے داغ شخصیات اور کارناموں کو خراجِ تحسین پیش کرنا پڑا۔ ان کی انصاف پسندی، سادگی، اور محنت و مشقت، اور حسنِ کردار و عمل کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ لکھتے ہیں

”جس منصبِ نبی سے خلفاء راشدین نے خود کو عوام کی بھلائی کے واسطے وقف کر رکھا تھا اور جس قدر سادگی سے وہ زندگی گزارتے تھے وہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوہ کی پوری پوری تقلید تھی، انھوں نے خدم و حشم اور ظاہری شانِ شوکت کے بغیر محض اپنے حسنِ کردار اور علو سیرت کی مدد سے لوگوں کے قلوب پر حکومت فرمائی“

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسندِ خلافت پر بٹھانے والوں میں تمام مسلمانوں کے ساتھ اہل بیتِ رسول بھی شامل تھے، اس کا اعتراف کرتے ہوئے یہ رقمطراز ہیں

لے ترجمہ SPIRIT OF ISLAM روحِ اسلام ص ۱۱۹

”ابوبکر اپنی دانش مندی، واعتدال پسندی کے باعث خاص امتیاز کے مالک تھے، ان کے انتخاب کو حضرت علی اور خاندان نبوت نے اپنی روایتی دیادلی، اخلاص، اسلام سے شیفتگی، اور دلی وابستگی کی وجہ سے تسلیم کیا“ ۱۷

جسٹس امیر علی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لازوال کارناموں کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں جن کے چند جہرہ کے آپ نے ملاحظہ کیے۔ یوں ہی حضرت سیدنا فاروق اعظم (حق و باطل میں فرق کرنے والے فرزند اسلام) رضی اللہ عنہ کی بارگاہ ناز میں گلہائے تحسین لٹاتے ہوئے لکھتے ہیں

”حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مختصر دور خلافت ریگستانی قبیلوں میں امن امان قائم کرنے میں ہی صرف ہو گیا۔ انھیں صوبوں کی باقاعدہ تنظیم کی مہلت نہ ملی، لیکن حضرت عمر جو صحیح معنوں میں ایک عظیم انسان تھے مسند خلافت پر بیٹھے، تو اس وقت محکوم قوموں کی فلاح و بہبود کے بارے میں اتھک کوششوں کا وہ سلسلہ شروع ہوا جو ابتدائی مسلم حکومت کا طرہ امتیاز ہے“ ۱۸

اسلام کا وہ جیالاد لا اور اخلاق و کردار کی پختگی، انصاف و دیانت کی عظمت کا کتنا عظیم پیکر تھا اور حضرت عمر فاروق کا دور اسلام کا زرین دور تھا۔ اس اظہر من الشمس حقیقت کو شیعہ میں سے ایک غیر متعصب صاحبِ علم کے ذریعہ ملاحظہ کیجیے

”حضرت عمر کی جانشینی، اسلام کے لیے بڑی قدر قیمت کی حامل تھی، وہ اخلاقی طور پر ایک مضبوط طبیعت و سیرت کے آدمی، انصاف کے بارے میں نہایت با اصول اور حساس، بڑی قوتِ عمل اور پختہ کردار کے انسان تھے“ ۱۹

اسی کتاب میں آگے چل کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد عالم اسلام کے عظیم خسارے کا ذکر کرتے ہوئے نہایت فرائخ دلی سے اُن کے محاسن کو سراہتے ہیں

۱۷ A SHORT HISTORY OF THE SARACENS P.27

۱۸ روح اسلام ص ۳۳

۱۹ A SHORT HISTORY OF SARACENS P.27

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات اسلام کے لیے ایک بڑا سانحہ اور خسارہ تھا، آپ سخت لیکن منصف، دُور بین، اپنی قوم کی فطرت و مزاج کا وسیع تجربہ رکھنے والے، ایک ایسی قوم کی رہنمائی کے لیے بہت موزوں تھے، جو بے آئینی کی دلدادہ - اپنے منبہط ہاتھ میں تازیانہ رکھتے ہوئے خانہ بدوش قبائل اور ان نیم وحشی لوگوں کے فطری رجحانات کو انہوں نے قابو میں رکھا اور ان کو اس وقت اخلاقی گراؤٹ سے بچایا، جب ترقی یافتہ شہروں کے عیش و عشرت اور وسائلِ راحت، اور مفتوحہ ملکوں کی دولت سے اُن کا سابقہ پڑ رہا تھا.....

..... وہ اپنی رعیت کے ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کی دسترس میں تھے، رات میں لوگوں کی حالت معلوم کرنے کے لیے بغیر کسی محتاط یا مصاحب کے گشت کرتے۔ یہ اُس شخص کی حالت تھی جو اپنے وقت کا سب سے طاقتور حکمراں تھا لہ

صحابہ کرام غیروں کی نظر میں | الفضل ما شهدت بعد الاعداء کے مطابق اس وقت ایک مشہور مستشرق کی تحریر بھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

”رسول اللہ (سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد سے سلطنتِ اسلام میں سب سے بڑے شخص عمر تھے کیونکہ انہی کی فراست و استقلال کا نتیجہ تھا کہ محض دس سال کے عرصے میں شام، مصر، فارس کے غلطے جن پر اس وقت تک اسلام کا قبضہ رہا ہے - تسخیر ہو گئے..... مگر ایسی عظیم الشان سلطنت کے فرماں روا ہونے کے باوجود آپ کو کبھی اپنے فیصلے، دانائی اور متانت کی میزان میں پاسبانگ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ آپ نے سردارِ عرب کے سادہ اور معمولی لقب سے کسی زیادہ عظیم الشان لقب کے ساتھ اپنے کو لقب نہیں کیا۔ دور دراز صوبوں سے لوگ آتے، اور عین مسجدِ نبوی کے چاروں

طرف نظر دوڑا کر پوچھتے کہ خلیفہ کہاں ہیں حالانکہ خلیفہ سادہ لباس میں ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ۱۷

مستشرق فاضل کائناتی صحابہ کرام کے بارے میں پُر زور الفاظ کے ساتھ اظہار حقیقت کرتا ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے

”در حقیقت ان لوگوں (صحابہ رسول) میں ہر لحاظ سے بہترین تغیر ہوا تھا، اور بعد میں ان لوگوں نے جنگ کے مواقع پر شکل ترین گھڑیوں میں اس بات کی شہادت پیش کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول و افکار کی غم ریزی زرخیز زمین میں کی گئی ہے جس سے بہترین سلاخیوں کے انسان وجود میں آئے۔ یہ لوگ مقدس صحیفے کے امین اور اس کے حافظ تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لفظ یا حکم انھیں پہنچا تھا، اس کے زبردست محافظ تھے“ ۱۸

مشہور فرانسیسی اسکالر اپنی کتاب ”تمدن عرب“ میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم کے بارے میں لکھتا ہے

”غرض یہ کہ اس نئے دین کو بہتر سے مواقع پیش تھے۔ اور بے شک وہ اصحاب نبی کی خوش تدبیری کے باعث ان مواقع پر کامیاب ہوا، انھوں نے خلافت کے لیے ایسے ہی لوگوں کو منتخب کیا جن کی اہل غرض و غایت دین محمدی کی اشاعت تھی“

انگریز قلم کار گبن اپنی کتاب ”زوال و سقوطِ روما“ میں مقلدے راشدین کے متعلق لکھتا ہے

”پہلے چار خلفاء کے اطوار صاف اور ضرب المثل تھے، ان کی کوششیں، مسامی دلدہی اور اخلاص پر مبنی تھیں، دولت اور اختیار ہوتے ہوئے انھوں نے اپنی زندگیاں اخلاقی فرض کی ادائیگی اور مذہبی امور کی انجام دہی میں صرف کیں“ ۱۹

۱۷ آیات بقیات منہ ۲۱/۲

۱۸ JOL.N. P. 429 ANNAL IDEL ISLAM

۱۹ تمدن عرب ص ۱۳۳

صحابہ کرام سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ رسالت کے نتیجے میں ابھرنے والی اولین قوم تھے۔ صحبت رسالت نے سنگدل انسانوں کو حق کے لیے موم سے زیادہ نرم کر دیا تھا۔ صحابہ رسول کا اپنے ایمان کامل پر قائم رہنا خود رسالت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلیل بھی ہے۔ ان ہی مقدس نفوس کے وسیلے سے اسلام کا پیغام اقصائے عالم میں پھیلا۔ اس تناظر میں غیر مسلمین کے کچھ اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

اخبار نبی بجنور نے اپنی یکم جولائی ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں پنڈت بہاری لال شاستری کا ایک مفصل مضمون سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تذکار میں شائع کیا تھا جس میں ایک جگہ انھوں نے لکھا کہ

”دھرم کا ٹھیک ٹھیک روپ سمجھایا، ایشور ویشواس، آپس میں پریم، سب کے ساتھ بھلائی، آپ کی تعلیم تھی۔ حضرت محمد صاحب نے اپنے ملک کی دھارمک حالت ہی دہست نہیں کی، بلکہ ادینچ نیچ کا پاکھنڈ دور کر کے سب کو ایک کر دیا اور بکھری ہوئی اڑاکو عرب قوموں کو ایک مسلک کر کے، ان میں ایسا جوش بھر کہ خانہ بدوش برائیوں کے بھٹ ڈار، عرب لوگوں نے ملک میں ایسی زبردست حکومت قائم کی، جس کا عرب پاس پڑ دس کے تمام بادشاہوں پر جم گیا۔

سو سال کے اندر اندر عرب لوگوں کی حکومت، کابل، مصر، افریقہ، اور سندھ تک قائم ہو گئی۔ جاہل سمجھے جانے والے عربوں نے محمد صاحب کی بدولت، وہ قابلیت حاصل کی کہ یورپ میں تہذیب اور کئی اسلحاہوں کے پھیلانے کا انھیں فخر حاصل ہے“۔ لہ

بھئی کی بندہ وقلم کار کملا دیوی یوں خراج محبت پیش کرتی ہیں

اے عرب کے مہاپیش! آپ وہ ہیں جن کی شکشا سے مورتی پوجا مٹ گئی، اور ایشور کی بھگتی کا دھیان پیدا ہوا۔ بے شک آپ نے دھرم سیوکوں میں وہ بات پیدا کر دی کہ ایک ہی سنے کے اندر وہ جرنیل، کمانڈر، اور چیف جسٹس بھی تھے، اور آتما کے

سدا کا کام بھی کرتے تھے۔

کرشن سنگھ جو سکھ مکتب فکر کے رہنما ہیں ان کا قول ہے
 ”اس بعثت کے بعد صفحہ ارض پر ایک جدید تہذیب اور ترقی کا ظہور ہوا۔ پھر زیادہ تعجب خیز
 امر یہ ہے کہ اس تہذیب کے بانی وہی لوگ تھے، جو کچھ دنوں پہلے بالکل وحشی تھے،
 اور تہذیب کی ہوا ان کو چھوڑی نہیں گئی تھی۔ وہ لوگ دن رات شرابیں پیتے تھے اور آپس
 میں کشت و خون کے سوا، ان کا کوئی کام نہ تھا۔ معمولی بات پر بھی قبیلے کے قبیلے کاٹ مارتے
 تھے۔ لڑکی کی ولادت اس قدر رنگ خیال کی جاتی تھی کہ پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ دیا جاتا
 تھا۔ غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کی کوئی حد نہ تھی جہالت کی انتہا یہ
 تھی کہ دادا پر داد کا بدلہ پوتے پر پوتے لیتے تھے۔

ان حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی معمولی تعلیم کا اثر نہ تھا بلکہ حضرت محمد صاحب
 کو خداوند عالم کی طرف سے خدائی مدد اور ہدایتیں تھیں کہ باوجود ان کے غیر تعلیم یافتہ
 ہونے اور اس سوسائٹی میں نشوونما پانے کے۔ ایسی کاپلٹ کر دکھائی کہ جس سے ہم
 یہ مان لینے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد صاحب ضرور بندگانِ خدا کی ہدایت کے لیے خدا کے
 بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں۔

ایک دوسرے سکھ رہنما امر سنگھ نے اپنے اخبار شمشیر میں لکھا ہے کہ
 کارلائل نے حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-
 ”آپ نے خاکِ عرب کے ذرے ذرے کو ڈانٹا میٹ بنا دیا۔“

بلاشبہ اس سے دنیا بھر کی سلطنتوں، بادشاہتوں اور حکومتوں کی بنیادیں ہل گئیں، اور
 تمدن، تہذیب اور اخلاق کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ حضرت محمد نے تمام دنیا سے پس
 افتادہ عربوں میں کیا روح پھونکی جس سے وہ اس قدر طاقتور بن گئے۔ یہ روح

۱۔ بحوالہ الامان دہلی، جولائی ۱۹۳۲ء

۲۔ بحوالہ غازیان ہند ص ۱۱

”واگرو اکال پر کھسک سکتی مان“ کی ہستی و توحید میں ایمان و اعتقاد تھا۔ ۱۷

پنڈت شیو نرائن سے نقل ہے انھوں نے کہا

وحشی جنگ جو عربوں کو وحدت کی لڑی میں پروئے، اور انھیں ایک زبردست قوم کی صورت میں کھڑا کر دینے کے لیے ایک مہا پرش (عظیم انسان) کا ظہور ہوا۔ اندھی تقلید کے کالے پردے پھاڑ کر، اس نے تمام قوموں کے دلوں پر واحد خدا کی حکومت قائم کی۔ ۱۸

غیر متدن عرب کو صحبت رسالت کی برکت نے تاریخ انسانی کا کتنا قیمتی جز بنا دیا۔ اس کا اعتراف کرتے ہوئے لاہور کے مشہور ہندو ایڈوکیٹ پنڈت لالہ رام چند لکھتے ہیں:

پیغمبر اسلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے مشن کے رائج کرنے میں جو کامیابی ہوئی، وہ یک پلح حیرت انگیز ہے۔ ناشائستہ، خونخوار، کینہ پرور، جنگ جو عربوں کے قبیلوں کو جو بے پستی اور توہم میں غرقاب تھے، آپسی جھگڑوں اور جوا بازی میں محو تھے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم کے پاک اثر نے آنا فانا خدا پرست بنا دیا۔ تمام قبیلے ایک مزار کے جھنڈے کے نیچے آ گئے۔ اور ایک متحدہ قوم بن گئے۔ ۱۹

مسز اینی بسنت نے اپنے ایک لکچر میں کہا کہ:

”جو شخص ایسے ملک میں پیدا ہوا ہو، جس کا میں نے تذکرہ کیا جس کو ایسے لوگوں سے پالا پڑا ہو، جس کے ناگفتہ بہ حالات کا نقشہ کھینچا۔ اور جس نے ان کو مہذب ترین اور متقی بنا دیا ہو، ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا کا رسول نہ ہو“ ۲۰

ان ہندی نژاد غیر مسلمین کی چند آراء کے بعد قارئین کرام۔ اعجاز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم ظہور میں آنے والی مقدس نسل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سلسلے میں، جن کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر محافل سے کایا پلٹ دی تھی۔ اور جو رسالت محمدی کے اولین مخاطب اور اور قرآنی تعلیم کے صفت اول کے متعلمین تھے، ان کے بابے میں مستشرقین کے ادبیات و اختراعات

۱۷ تقدیر رسول نمبر ۳ ص ۲۸۴، صفحہ ۴

۱۸ حوالہ مذکورہ

۱۹ مدینہ بکسور جولائی ۱۹۳۳ء

۲۰ حوالہ بالا ص ۲۹۵

ملاحظہ کریں۔ یقیناً ایک بت پرست، خانہ بدوش، جھگڑالو، اور وحشی قوم کو ساری دنیا کے لیے معلم انسانیت بنادینا کوئی معمولی بات نہیں۔ جہلتوں کو بدل دینا، نبوت و رسالت کے معجزات میں سے ہے۔ اور اس معجزے کا ظہور اس طبقے پر ہوا تھا جسے ”صحابہ رسول“ کہا جاتا ہے۔

مسٹر گارس کا اعتراف ملاحظہ کیجیے

”عرب بت پرست تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو خدا پرست بنادیا۔ وہ لڑتے اور جھگڑتے اور جنگ و جدال کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ایک اعلیٰ سیاسی نظام کے ماتحت متفق کر دیا۔ وحشت و بربریت کا یہ عالم تھا کہ انسانیت شرماتی تھی، مگر آپ نے ان کو اخلاق حسنہ اور بہترین تہذیب و تمدن کے وہ درس دیئے جس نے نہ صرف ان کو بلکہ تمام عالم کو انسان بنادیا“ لے

فرینسکویر ولڈ بھی اسی مفہوم کو دہراتے ہیں

عرب جو بالکل مردہ ہو چکے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سرے سے تازہ رُوح پھونک کر ان کو اثرات ترین قوم بنادیا جس سے وہ بلند سے بلند مراتب پر جاگزیں ہو گئے۔ ایسے بلند کارنامے ان کے ہاتھوں ظاہر ہوئے جس نے دنیا کو اعتراف کرنا پڑا، لے

مشہور یورپین مورخ مسٹر ڈیلز نے لکھا ہے

”آپ نے ربع صدی سے بھی قبل عرصے میں دنیا کی تاریخ کو الٹ دیا۔ وحشی اور بالکل غیر مہذب قوم کو تہذیب و تمدن کے اوج فلک پر آفتاب بنا کر چمکادیا۔ کیا اب بھی کوئی آپ کے معجزات کا انکار کر سکتا ہے کہ وہ خداوندِ کریم کے عطا کردہ نہیں تھے؟“ لے

فرانس کا قلم کار سمیر لکھتا ہے

لے نقوش رسول مہرج ۳ ص ۳۹۳

لے حوالہ بالا

لے نقوش رسول مہرج ۳ ص ۳۹۲

جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت و رسپائی کا انکار کیا حقیقتاً وہ جاہل اور آپ کی ذات اور سیرت پاک سے نا آشنا ہے جب کہ لوگ ضلالت کی تنگ و تاریک گھاٹیوں سے گزر رہے تھے، خالق اور مخلوق کے تعلقات کو بالکل بھٹلا بیٹھے تھے، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کو ہدایت کے نور سے منور فرمایا، فطری و طبعی قوانین بنائے اور بجائے تثلیث کے لغو عقیدے کے وحدانیت کے پاک عقیدے کا اعلان فرمایا یہی چیز اسلام کی اصل اصول ہے اور آپ کی کاسیانی کی کنجی! لے

مسٹر لیڈ پول نے کہا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام منتشر و پرآگندہ قبائل کو اتفاق و اتحاد کے رشتے میں منسلک کر دیا۔ ان کا اصول دین اور مقصد ایک تھا۔ انھوں نے اپنی حکومت اور سلطنت کے بازو تمام اقطارِ عالم میں پھیلا دیئے۔ اور اپنی تہذیب و تمدن کے جھنڈے کو اس وقت بلند کیا، جب کہ یورپ جہالت کے عمیق غاروں میں غلطاں و پیچاں تھا! لے

امر کی مصنف لائل ٹائمز کا بیان ہے

کو لمبس نے جب نئی زمین دریافت کی اس سے ہزار سال قبل تکے میں ایک بچے کا ظہور ہوا، جس کو اللہ تعالیٰ نے تاریخِ عالم میں انقلاب برپا کرنے کے لیے چن لیا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اذل شخص ہیں جنھوں نے جزیرہ عرب کے تمام قبائل کو ایک کر دیا۔ آپ ایسے مناسب وقت میں تشریف لائے جب کہ عرب کو اجنبیوں کے ہاتھوں سے خلاصی کی سخت ضرورت تھی لے

مسٹر گاڈفری ٹنگس لکھتے ہیں

باوجودیکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی ابتدائی زندگی میں

لے نقوشِ رسول نمبر ج ۴ ص ۴۹۳

لے ایضاً

لے ایضاً ص ۴۹۱

کچھ مشابہت پائی جاتی ہے لیکن بہت سے امور بالکل مختلف ہیں۔ عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لانے والے بارہ حواری مآخوذانہ، بے سمجھ اور کم حیثیت لوگ تھے۔ اس کے برعکس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے والے سوائے غلام زید اور حبشی بلال کے سب کے سب معزز طبقے کے لوگ تھے۔ اور بعض ان کے خاندان کے بزرگ بھی تھے، جنہوں نے بحیثیت خلیفہ اور سپہ سالار اسلام کی وسیع سلطنت کا نظم و نسق بہترین طریقے سے انجام دیا۔ لے

ریمینڈ لیردگ کا قول سنئے

نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا۔ انہوں نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے تمام کرہ ارض پر پھیلنا تھا۔ اور جس میں سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو راجح نہیں ہونا تھا۔ ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات، باہمی تعاون اور عالمگیر اخوت تھی لے

فرانس کے عظیم جرنیل، پیرولین بوناپارٹ کے بارے میں روایت ہے کہ ایک بار اس نے کہا ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دراصل سرورِ اعظم تھے۔ آپ نے اہل عرب کو درہل متحد دیا۔ ان کے آپس کے مناقشات ختم کیے۔ تھوڑی مدت میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا۔ پندرہ سال کے قلیل عرصے میں، لوگوں کی کثیر تعداد نے بھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کر لی۔ لے

مشہور مصنف ہرگو بنجے اپنی کتاب ”دی مسلم ورلڈ آف ٹوڈے“ (THE MUSLIM- WORLD OF TODAY) میں رقم طراز ہیں

لے نقوش رسول نبرج ۳۷۱

لے ایضاً ۳۸۳

لے ایضاً ۳۸۸

”پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس جمعیۃ الاقوام کی بنیاد ڈالی، اُس نے قوموں کے اتحاد اور انسانوں کی اخوت کو ایسی وسیع بنیادوں پر قائم کر دیا، جس سے دوسری اقوام کو شرمندہ ہونا چاہیے حقیقت یہ ہے کہ جمعیۃ الاقوام کے تخیل کی طرف جس طریق سے مسلمان اقوام نے پیش قدمی کی ہے اس سے بہتر مثال اقوام پیش نہیں کر سکتیں۔“

آڈٹ لائن آف ہسٹری کے مصنف پروفیسر ایچ جی۔ ویلنز اظہار خیال کرتے ہیں ”پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کا یہی بڑا ثبوت ہے کہ جو آپ کو سب سے زیادہ جانتے تھے یہی آپ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز جھوٹے مدعی نہ تھے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور با عظمت صفات موجود ہیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس میں ظلم اور سفاکی کا خاتمہ کیا گیا۔“

کتاب ”لائف آف محمد“ کے مصنف مسٹر امیڈور منگیم کے خیالات ملاحظہ کریں ”آپ فطرتاً ہی اور سچے تھے۔ آپ کو حق کے علاوہ کچھ پسند نہ تھا۔ نہ تو حرص تھے نہ منکر، نہ متعصب نہ ہوائے نفس کے پیرو۔ بلکہ نہایت بردبار، نرم دل، اور بہت ہی بڑے کیر کمر کے مالک تھے۔ عرب جو بد نظمی اور پراگندگی کے عادی تھے، ان سب کو ایک دائرے میں لا کر ایک سلسلے میں منضبط کر دیا۔“

”لائف آف دی ہوولی پرائٹ“ کے مصنف ڈاکٹر کا بیان زیب نظر فرمائیں۔ وہ کس طرح انقلابِ اعظم برپا کرنے والے وحشیوں کو گلہ بانی، فقیروں کو دارائی، غلاموں کو آقا کی بخشش والے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی نذر گزارتے ہیں۔ لکھتے ہیں

۱۔ نقوش رسول نمبر جلد ۴ ص ۸۹

۲۔ ایضاً ص ۲۹

۳۔ ایضاً ص ۲۹

”اے شہر مکہ کے رہنے والے، بزرگوں کی نسل سے پیدا ہونے والے، اے آباد و اجداد کے مجد و شرف کو زندہ کرنے والے، اے سارے جہان کو غلامی کی ذلت سے نجات دلانے والے، دنیا آپ پر فخر کر رہی ہے۔ اور خدائی اس نعمت پر شکر ادا کر رہی ہے۔ اے ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے۔ اے وہ کہ جس نے عالم کے لیے اسلام کی نعمت بخشی۔ تمام لوگوں کے قلوب کو متحد کر دیا اور خلوص کو اپنا شعار بنایا۔ رسول گرامی و قار کے صحابہ نے اپنے آقا کی غلامی کا سچا ثبوت ان کی حیات ظاہری میں بھی قدم قدم پر دیا۔ غزوات و سریات اور امن کے ماحول میں گروہ صحابہ تیر رسالت کے گرد پروانہ وار تشار ہوتے تھے۔ جہاد میں سر و ہڑ کی بازی لگا کر اسلام کی سر بلندی کا سامان کرتے تھے۔ اہل عالم کی نظر میں وہ کسی سلطنت حکومت، اور ریاست کی زمام سنبھالے ہوئے تھے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر حال میں صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جاں نثاری، فداکاری اور اپنی حیات و متاع حیات کو قربان کر دینا ہی اپنا مقصد بنا چکے تھے۔ اس قرآن اور صاحب قرآن والی نسل نے اپنے سرچشمہ حقیقی سے استفادہ کر کے دنیا کو جو کچھ بخشا، اور ان مقدس صحابہ کرام کے قدوم مہمنت لزوم کی برکت دنیا میں جس طرح ابر رحمت بن کر برسی اس کا اعتراف چند غیر مسلمین سے سُنئے

ڈاکٹر و کٹر عثمانی ڈبوس کہتا ہے

”اس کتاب (قرآن) کی مدد سے عربوں نے سکندراعظم کی اور رومیوں کی سلطنتوں سے بھی بڑی بڑی سلطنتیں فتح کر لیں۔ فتوحات کا جو کام رومیوں سے سیکڑوں برس میں ہوا تھا، عربوں نے اسے دسویں صدی وقت میں انجام پر پہنچا دیا۔ اسی قرآن کی مدد سے شامی اقوام میں، صرب عرب ہی شاہانہ حیثیت سے داخل ہوئے۔ جہاں اہل فینیا بطور تاجروں کے اور یہودی لوگ پتاہ گزینوں اور اسیروں کی حالت میں پہنچے تھے۔ ان عربوں نے بنی نوع انسان کو روشنی دکھلائی، جبکہ چاروں

طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی، ان عربوں نے یونان کی عقل و دانش کو زندہ کیا۔ اور مشرق و مغرب کو فلسفہ، طب اور علم ہیئت کی تعلیم دی۔ اور موجودہ سائنس کے جنم لینے میں انھوں نے حصہ لیا، لے

صحابہ رسول نے اپنے آقا کے مشن کو جان و دل سے قیمتی سمجھ کر اکنافِ عالم تک کس طرح پہنچایا۔ اور حیوانیت نشان دنیا کو تہذیبِ قرآنی اور اُسوہِ محمدی کے سانچے میں کس طرح ڈھالا، اسے ڈاکٹر ریزن ٹیلر سے سماعت فرمائیے۔

”افریقہ کے جن وحشی مقامات پر اسلام کا سایہ پڑا، وہاں سے زنا، قمار بازی، دختر کشی، عہد شکنی، قتل و غارتگری، توہم پرستی، شراب خوری وغیرہ ہمیشہ کے لیے جاتی رہی۔ مگر اسی ملک کے دوسرے حصے پر کسی غیر اسلام مذہب نے قدم جمایا تو ان لوگوں کو مذکورہ بالا ذائل میں اور زیادہ راسخ کر دیا، لے

انگلینڈ کے مشہور مورخ، ایچ، جی، ویلز، جن کا ایک بیان ہم سطورِ ماضی میں ذکر کر آئے ہیں، وہ ایک دوسرے مقام پر تعلیماتِ رسول سے استفادہ کرنے والی جماعتِ صحابہ اور ان کے بعد کی نسلوں کے کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں

عربوں کا ذہن و دماغ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل مٹی ہو رہا تھا، وہ شاعری اور مذہبی مباحث میں مبتلا تھے، مگر پیغمبر اسلام کے مبعوث ہوتے ہی ان کی قومی اور نسلی کامیابیوں نے ان میں وہ دلولہ پیدا کر دیا، کہ تھوڑے ہی دنوں کے اندر ان کے ذہن و دماغ میں وہ روشنی اور چمک پیدا ہو گئی کہ یونانیوں کے بہترین دور کے لگ بھگ پہنچ گئی، یعنی انھوں نے ایک نئے زاویے اور قوتِ تازہ کے ساتھ علم کے اس ذخیرے کو باقاعدہ نشوونما دینی شروع کی جس کا کام یونانیوں نے شروع کیا تھا اور شروع کر کے چھوڑ دیا تھا۔ ان عربوں ہی نے انسانوں کے اندر سائنس کی تحقیقات کی

لے پیشوا، جنوری ۱۹۳۳ء

لے سینٹ جمس گزٹ لندن۔ ۸ اکتوبر ۱۸۸۶ء

کی تحریک کو از سر نو زندہ کیا۔ موجودہ دنیا کو علم و اقتدار کی جو نعمتیں حاصل ہوئی ہیں، وہ عربوں کے ذریعے ملی ہیں، جو تاریخ کے تمام اضلاع پر اور مکتوس فلسفے کی جڑ بنیاد ہے، اور یہی مضمون تھا جس میں اولین عرب مصنفین نے امتیاز حاصل کیا۔ اسلام میں فلسفیانہ علوم کا عظیم الشان انبار لگ گیا تھا۔ ان کے علاوہ کوفہ، بغداد، قاہرہ، قرطبہ میں عظیم الشان یونیورسٹیاں قائم تھیں۔ ان یونیورسٹیوں نے چار دانگ عالم میں اجالا کر دیا، اسلامی فلسفے کا رنگ و روغن جامعہ قرطبہ ہی کے ذریعے سے پیرس اور آکسفورڈ اور شمالی اطالیہ کی یونیورسٹیوں پر چڑھا۔

بارہویں صدی تک علم الحساب میں صفر کا پتہ تک نہ تھا۔ مگر اس زمانے میں ایک عرب ماہر علم ریاضیات محمد امین موسیٰ نے صفر ایجاد کیا۔ اسی نے سب سے پہلے اشارۂ استعمال کیا۔ اور منفرد اعداد کی قیمت کا تعین ان کی حیثیت کے مطابق کیا۔ الجبر انہی کی پیدا کی ہوئی چیز ہے۔ ستاروں کے علم کو کہیں سے کہیں پہنچایا۔ علم نجوم کے متعلق بہت سے آلات بنائے جو آج تک استعمال ہوتے ہیں۔ فن ادویہ میں وہ یونانیوں سے بہت بڑھ گئے تھے، انھوں نے جو کتاب الادویہ مرتب کی تھی وہ آج تک جوں کی توں موجود ہے، ان کے علاج کے بہت سے طریقے ایسے تھے جن پر آج تک عمل درآمد ہے۔ ان کے جراح بے حس کرنے والی دواؤں کا استعمال جانتے تھے۔ اور دنیائیں مشکل سے جو جراحی عمل ہوتے ہیں ان میں ان کے آپریشن بھی شامل ہیں اسی طرح کیمیا میں انھوں نے نہایت عمدہ ابتداء کی اور بہت سے نئے اوزار اور نئے مرکبات مثل اللعول وغیرہ دریافت کیے۔ فن تعمیر میں بھی وہ دنیا سے بازی لے گئے۔ وہ ہر قسم کی دھات سے کام لیتے تھے۔ اسی طرح پارچہ بانی میں کوئی ان سے آگے نہ بڑھ سکا۔ وہ رنگ آمیزی کے گروں سے بھی واقف تھے۔ اور کاغذ کی صنعت بھی انہی کی رہین منت ہے۔ لے

لے المان، دہلی مئی ۱۹۳۶ء از نقوش رسوں نمبر ۱۳۲

ڈاکٹر فلپ ہٹی مختصر تاریخ عرب میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے متعلق لکھتا ہے
 ”ابو بکر مدین کو مغلوب کرنے والے اور جزیرہ عرب کو پرچم اسلام کے نیچے متحد کرنے
 والے، ایک نہایت سیدھی سادی زندگی بسر کرنے والے انسان تھے۔ ان کی زندگی
 سنجیدگی اور متانت سے ملو تھی۔ وہ اپنی خلافت کے چھ مہینے میں روزانہ اپنی قیام گاہ
 ”سبخ“ سے جہاں وہ اپنے مختصر خاندان کے ساتھ ایک معمولی مکان میں رہائش پذیر
 تھے، صبح اپنے دارالحکومت مدینے کی طرف آتے تھے“ لے

اسلامی تاریخ کے انجم تاباں | یہ بیانات اور تبصرے خلفاء راشدین کی زندگیوں پر انہوں کے
 نہیں غیروں کے ہیں۔ در نہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان نفوس قدسیہ
 کے عکس و ظلال ہی ہیں جو عالم اسلام کے درے درے کو روش خورشید بنا رہے ہیں۔ دنیا میں اسلام
 کی روشنی پھیلانے والے وہی ہیں۔ حیات اور سرمایہ حیات لٹا کر رسول اعظم و اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 وسلم کی رفاقت اور مصاحبت کا حق انہی پاکیزہ ہستیوں نے ادا کیا۔ حقیقت اس کے سوا اور کچھ نہیں
 کہ انھوں نے تن من دھن کے ساتھ ساتھ خاندان، کنبہ، عزت و ناموس، حتیٰ کہ ایک ایک سانس کو
 فٹائے رسول کر دیا ہے

جیسے جن کے لیے جاں اُن پہ دے دی

یہی بس داستان زندگی ہے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ شیرینی پکانے کی فرمائش کرتی ہیں۔ آپ خرچ دینے سے معذوری
 ظاہر کرتے ہیں، آپ روزانہ کے خرچ میں سے تھوڑا تھوڑا پس انداز کر کے شیرینی بنالیتی ہیں۔
 سیدنا صدیق اکبر اس کے بعد بیت المال سے ملنے والے آذوقہ میں سے اتنا کم کر دیتے ہیں اور
 فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ جو پیسے شیرینی کے لیے بچائے گئے وہ لازمی خرچ سے زائد تھے لہذا اب بیت
 المال سے خرچ کے لیے اتنا کم کر کے ملے گا۔ لے

لے A SHORT HISTORY OF THE ARABS

لے مکمل ابن اثیر ج ۲ ص ۲۲۲

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری وقت ہے، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں، وہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے اور وہ لگن جس میں ہم کھاتا کھاتے تھے، اور وہ چادر جو ہم استعمال کرتے تھے، جب میرا انتقال ہو جائے تو عمر کے پاس پہنچا دینا۔ انتقال کے بعد سیدنا عمر فاروق کے پاس وہ چیزیں پہنچیں، تو انھوں نے فرمایا۔ ابوبکر تم پر خدا کی رحمت ہو تم نے اپنے بعد والے پر بڑا اوجھ ڈال دیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ دم آخر فرمایا میں نے بیت المال سے دوران خلافت آٹھ ہزار دہم اپنے اوپر خرچ کیا ہے۔ میرے مال میں سے آٹھ ہزار بیت المال میں رکھ دیا جائے۔ میں دو چادروں میں انتقال کر رہا ہوں انھیں کو دھو کر میرا کفن دیا جائے۔ نئے کپڑوں کی مردوں کے بہ لحاظ زندوں کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

یہ سیدنا فاروق اعظم ہیں۔ چھٹی صدی مسیحی میں شام کا سفر کر رہے ہیں جسم پر وہی بیوند لگا کرتا اور تنگی ہے۔ ستو کی گھٹری توشہ ہے۔ اہل عجم لوزہ بر اندام ہیں جس طرح امیر المؤمنین کی آمد آمد کا شور ہوتا ہے زمین دہل جاتی ہے۔ مقام جابیہ میں پہنچتے ہیں۔ آپ نے گھوڑے کے سم گھس گئے ہیں۔ امیر شکر اسلامی نے ترکی نسل کا گھوڑا پیش کیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے تو اچھل کود کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ کم نصیب ایہ غرور کی چال تجھ میں کہاں سے آئی؟ یہ کہہ کر اتر پڑے۔ بیت المقدس قریب آیا تو حضرت امین الامہ ابو عبیدہ بن الجراح اور سرداران لشکر اسلام نے لباس فاخرہ اور عمدہ گھوڑا پیش کیا۔ کہ اہل عجم اس طرح مسلمانوں کے امیر کو دیکھیں گے تو کیا خیال کریں گے۔ آپ نے سب کو رد کر دیا اور فرمایا

”خدا نے ہمیں جو عزت بخشی ہے وہ اسلام کی عزت ہے۔ اور ہمارے لیے یہی کافی ہے۔“

دوسرے سفر شام میں ایہ پہنچے تو اونٹ پر غلام سوار ہے اور آپ اونٹ کی مہار تھامے چل رہے ہیں۔ اونٹنی موٹا کرتا زیب تن ہے جو اونٹ کے بجادے کی رگڑ سے پھٹ گیا ہے، مرمت کے لیے وہاں

۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۳۴

۲۔ طبقات ج ۲ ص ۱۳۴

..... کے پادری کو دیا۔ پادری نے آپ کے کرتے کی اپنے ہاتھ سے مرمت کی اور ایک نیا کرتا اسی کے ساتھ آپ کو پیش کیا۔ آپ نے اپنا کرتا پہن لیا اور فرمایا اس میں پسینہ خوب جذب ہوتا ہے۔

آل نبی اور سید عمر | رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ان کے جان و مال سب قربان تھے ہی، آل رسول کو اپنے جگر گوشوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ ایک روز حضرت حسن مجتبیٰ

سے فرمایا: شہزادے! آپ کبھی ہمارے پاس بھی آیا کریں۔ کچھ دیر بیٹھا کریں۔ چنانچہ حضرت حسن ایک روز حاضر ہوئے تو دیکھا حضرت عمر کے صاحبزادے آپ کے انتظار میں ہیں۔ یہ دیکھ کر واپس آگئے۔ اس کے بعد پھر ایک مرتبہ ٹوکا شہزادے آپ آئے نہیں؟ حضرت حسن نے کہا آیا تو تھا مگر آپ کچھ مشغول تھے اور آپ کے بیٹے خود باہر منتظر تھے یہ دیکھ کر واپس ہو گیا۔ فرمایا عید اللہ کو آنے کی اجازت ہو یا نہ ہو آپ کو بھلا اجازت کی کیا ضرورت؟

ہمارے دل میں دولت ایمان فضل خدا سے آپ ہی کے گھرانے کا فیض ہے۔ یہ کہہ کر پیائے حسن مجتبیٰ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اسی طرح چشم و چراغ اہل بیت سے تعلق خاطر کا ایک اور واقعہ ابن سعد امام زین العابدین کی روایت سے نقل کرتے ہیں۔

”ایک بار سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس میں سے جئے آئے۔ آپ نے لوگوں میں بانٹ دیئے۔ لوگ پہن پہن کر مسجد شریف میں آئے۔ آپ ریاض الجنہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ آکر آپ کو سلام کرتے۔ اسی دوران حضرات حسنین اپنی والدہ کے مکان سے نکل کر آپ کے قریب آئے۔ ان کے جسموں پر وہ جلتے نہ دیکھ کر حضرت فاروق اعظم اداس ہو گئے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: میں ان بچوں کی وجہ سے رنجیدہ ہوں کہ ان کے جسم کے مطابق کوئی حملہ نہیں تھا۔ پھر یمن کے گورنر کو لکھا کہ دو جلتے حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہما) کے لیے جلد بھیجو۔ دونوں حضرات کے لیے جلتے آئے اور آپ نے انھیں پہنا کر بہت خوشی محسوس کی۔“

لے کنز العمال ج ۱۵

لے کنز العمال ج ۱۵

صحابہ کے وظیفے آپ نے مقرر کیے تو سب سے مقدم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب اقرباء کو رکھا۔ بعض صحابہ نے رائے دی کہ میرا ایک پر خود کو رکھیے مگر آپ نے بنی ہاشم کو پہننے رکھا اور حضرت عباس اور حضرت علی سے شروع فرمایا۔ اپنے قبیلہ بنو عدی کو پانچویں درجے پر رکھا۔ اصحاب بدر کی تنخواہ سب سے زیادہ رکھی اور حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی تنخواہ بھی اہل بدر کے مثل مقرر فرمائی۔ لے

یہ امام خمینی کا فرمان ہے | ایک طرف آفتاب و ماہتاب کی طرح خلفاء راشدین کی خوشنودہ تابندہ پیر خلوس، آئینہ نبوت میں ڈھلی ہوئی زندگیاں ہیں دوسری

طرف ان پر شیعہ حضرات کی اتہام طرازیوں اور بیتان بازیاں ہیں۔ جس طرح ساری دنیا کے شیعہ خلفاء ثلاثہ کو غاصب، خائن اور معاذ اللہ کیا کہتے ہیں۔ اسی طرح موجودہ دور میں ایرانی انقلاب کے محرک امام خمینی صاحب بھی ان بزرگ اور مقدس شخصیات کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں یہاں موصوف کی کتاب کشف الاسرار کی محض ایک عبارت پیش کرنے پر اکتفا کروں گا خلافت حضرت علی کے سلسلے میں سیدنا صدیق و عمر کو معاذ اللہ مجرم ٹھہرانے کے لیے نہایت طول طویل سوال جواب کرنے کے بعد نتیجہ لکھتے ہیں کہ ان حضرات کو اپنے حصول مقصد کے لیے کسی بھی خلط کام میں کوئی عار نہیں تھا۔ لیجیے دل تھام کر پڑھیے

از مجموعہ ایں ماہ نامعلوم شدہ مخالفت	جو مثالیں مجھ نے دی ہیں ان سے شیخین
کردن شیخین از قرآن در حضور مسلمانان	(ابوبکر و عمر) کا قرآن کے خلاف کرنا معلوم
یک امر خیلے مہمے نبود مسلمانان نیز	ہوا، مسلمانوں کے رو برو ان لوگوں کو
با داخل در حزب خود آہنا بودہ دور	ایسا کر لینا کوئی اہم بات نہیں تھی مسلمانوں
مقصود آہنا بودند، و یا اگر ہمراہ نبودند	(صحابہ کرام) کا بھی یہ حال تھا کہ یا تو
جرات حرف زدن در آہنا کہ با پیغمبر خدا	انہی کی پارٹی میں شامل اور حکومت و
و دختر او ایں طور سنوئی کردند نہ شمشند	اقتدار کے حصول میں ان کے ہم مقصد

لے کتاب الخراج ص ۲۵/۲۴

دجلہ کلام آنکہ اگر در قرآن ہم ایں امر
 با صراحت لہجہ ذکر می شد باز آنہاں
 دست از مقصود خود بر نمیداشتند
 و ترک ریاست برائے گفتہ خدا نمی کردند
 منتہا چوں ابو بکر ظاہر سازیش بیشتر
 بود بایک حدیث ساختگی کار و اتمام
 می کرد۔ چنانچہ راجعے بآیات ارث
 دیدند راز عمر ہم استبعاد سے نہ داشت
 کہ آخر امر بگوید خدا یا جبریل یا پیغمبر در
 فرستادن یا آوردن ایں آیت اشتباہ
 کردند مہجور شدہ نہ سہ

تھے۔ یا اگر ساتھ نہیں تھے تو اتنا ضرور
 تھا کہ پیغمبر خدا اور ان کی صاحبزادی
 کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں کے
 مقابلے میں حق گوئی کی جرات نہیں
 رکھتے تھے۔ حاصل کلام یہ کہ اگر قرآن
 میں بھی بالفاظ صریح اس معلطہ و مغلطہ
 علی کا ذکر آجاتا پھر بھی وہ اپنے مقصد
 سے دست کش نہ ہوتے۔ اور خدا کے
 حکم دینے پر بھی حکومت کی کرسی ترک
 نہ کرتے۔ ابو بکر جنہوں نے پہلے سے منصوبہ
 گناہ رکھا تھا کچھ نہیں تو ایک حدیث
 گھڑ کر معاملہ ختم کر دیتے، جیسا کہ انہوں
 نے (فاطمہ کو) میراث سے محروم کرنے
 کے لیے کر دکھایا۔ اور عمر سے یہ کوئی بعید
 نہیں تھا کہ (امامت و خلافت علی کی)
 آیت کے بارے میں یہ کہہ کر نمٹا دیتے کہ
 یا تو خدا سے اس آیت کے نازل کرنے میں
 یا جبریل یا رسول سے اس کے پہنچانے
 میں بھول ہو گئی۔

آج ساری دنیا میں اسلامی انقلاب کی صدائے بازگشت جس امام وقت، عہدِ نئی زمان، روح اللہ
 آیت اللہ کے ذریعہ مشہور کی جا رہی ہے۔ اور حکومت اسلامیہ کا عملی فارمولہ بنا کر ایران

لے کشف الاسرار مصنفہ امام خمینی ۱۲۰/۱۱۹

کو عالم آشکار کرنے کی سعی ہو رہی ہے۔ اس قائد اسلام اور رہبر اسلام کو کم از کم تاریخ امت کے تابندہ اور درخشندہ اوراق پر اس طرح کیچر نہیں اچھائی چا سیے۔ لہٰذا حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی حیات و کردار کا دامن صداقت و عدالت کے ستاروں سے چمک دیکر رہا ہے۔ اور تاریخ عالم میں اپنے پرانے سب جن کی عظمتوں اور فضیلتوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جناب عینی صاحب شیعہ فرقے کے متعصب ترجمان کی شکل میں خود کو بے نقاب کر رہے ہیں۔

ہم شیخ کی سنتے تھے بزرگوں سے بزرگی
جب سامنے آئے تو عملے کے ہوا، اسح

قرآن اور اس کی محفوظیت | قرآن مجید کلام الہی، خدا نے تعالیٰ کی صفت ہے، اسلام کی صداقت و حقانیت کی سب سے محکم دلیل

اور روئے زمین کی عزیز و ثمین ترین متاع، قوم مسلم کے لیے سبب فروع و نجات، اسے خدا نے تعالیٰ نے نازل فرمایا اور وہی ہر قسم کی کمی بیشی، تبدیلی و تحریف اور ضائع ہونے سے حفاظت کا ضامن ہے۔ قادر و قیوم پروردگار کا عہد ہے

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ
بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

تفسیر کنز الایمان میں ہے

” (ہم نگہبان ہیں) کہ تحریف و تبدیلی و زیادتی و کمی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں، تمام جن و انس اور ساری خلق کے مقدور میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کرے، یا تغیر و تبدیل کر سکے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس لیے یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے، دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طرح پر ہے

ایک یہ کہ قرآن کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں ہی نہ سکے۔ ایک یہ کہ اس کو معاوضے اور مقابلے سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کے مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو۔ ایک یہ کہ ساری خلق کو اس کے نیست و نابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار باوجود کمال عداوت کے اس کتاب مقدس کے معدوم کرنے سے عاجز نہیں آئے۔ قرآن مجید کی ہمہ جہتی حفاظت کے الہی انتظام کو اسی مقدس کلام میں ایک اور مقام پر بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ارشادِ رب العالمین ہے

إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنُهُ ۝

بے شک اس قرآن کا محفوظ کرنا اور

پڑھوانا ہمارے ذمے ہے۔

قرآن کے صفات و حسنات | یہ وہی خداوندِ قدوس کی حفاظت والا قرآن مجید ہے جس کے بارے میں قرآن و حدیث اور آثار و

روایات صادقہ میں آتا ہے کہ

- تلاوت قرآن سب سے افضل عبادت ہے ۳
- معلم قرآن افضل ترین شخص ہے ۴
- تلاوت قرآن کا ہر حرف دس نیکیوں کے برابر ہے ۵
- قرآن ہر فتنے سے نجات کا سامان ہے ۶
- قرآن کی مشغولیت ذکر و دعا سے افضل ہے ۷
- تعلیم قرآن مرغوب ترین مال سے بہتر ہے ۸

۱۰ کنز الایمان صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ ۳۹

۱۱ القیامۃ — ۱۰

۱۲ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵ ۱۳ البخاری ج ۱ ص ۱۵۵

۱۴ النعام — ۱۶۱ و ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵ ۱۵ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۲

۱۶ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۶ ۱۷ مسلم ج ۱ ص ۲۲۹ و الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۶۴

- قرآن کی حامل امت کو فرشتے بشارت دیتے ہیں ۱۵
- قرآن پڑھنے والے کے والدین کو نہایت روشن تاج پہنایا جائے گا ۱۶
- ماہر قرآن کے رفیق ملائکہ ہوتے ہیں ۱۷
- اٹک کر قرآن کی تلاوت کرنے والے کو نہ اٹکنے والے سے دوگنا اجر ملتا ہے ۱۸
- قرآن بہتوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو نیچا کر دکھاتا ہے ۱۹
- قرآن والی کھال میں آگ اٹھ نہیں کرتی ۲۰
- قیامت کے دن قرآن اور روزہ کی شفاعت قبول ہوگی ۲۱
- تلاوت قرآن زمین کا نور اور آخرت کا سرمایہ ہے ۲۲
- تلاوت قرآن اور موت کی یاد دلوں کے زنگ کا علاج ہے ۲۳
- حافظ قرآن اپنے گھر کے دس افراد کی شفاعت کرے گا ۲۴
- تلاوت قرآن اور اس کا اہتمام کرنے والا مشک کے مثل ہے ۲۵

۱۵	احیاء علوم الدین للغزالی ج ۱ ص ۲۸
۱۶	الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۶۶
۱۷	ابن ماجہ ص ۲۶۹ . مسلم ج ۱ ص ۲۶۹
۱۸	ابن ماجہ ص ۲۶۹
۱۹	مسلم ج ۱ ص ۲۶۲
۲۰	احیاء علوم الدین للغزالی ج ۱ ص ۲۸
۲۱	الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۶۶
۲۲	الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۶۶
۲۳	مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۹
۲۴	ابن ماجہ و ترمذی ج ۲ ص ۱۱۱ و الترغیب ج ۳ ص ۱۶۳
۲۵	ترمذی ج ۱ ص ۱۱۱ نسائی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ ص ۱۸۹

● قابل رشک و شخص ہیں قرآن سے شفقت رکھنے والا اور راہ خدا میں حشر پر کرنے والا ۱۵

● قرآن کی تلاوت کرنے والا فرزع اکبر سے محفوظ ہوگا ۱۶

● قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے پر سیکندہ کا نزول ہوتا ہے ۱۷

● قرآن پڑھنے سے فرشتے نازل ہوتے ہیں ۱۸

● خوش آوازی سے قرآن پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہوتی ہے ۱۹

● جس سینے میں قرآن نہیں، وہ دیران خانہ ہے ۲۰

● قرآن بھول جانا سب سے بڑا گناہ ہے ۲۱

قرآن امام خمینی کی نظر میں | قرونِ اولیٰ سے آج تک کے کروڑوں اہل اللہ، اہل ایمان جس قرآن مجید کی مذکورہ بالا فضیلتیں کو تسلیم کر کے اسے حرزِ جاں بنائے ہوئے ہیں۔ اور جو عالم اسلام کا تو اسم اور فلاح دارین کی سب سے حکم رسی ہے

۱۵ بخاری ج ۲ ص ۲۵۴، مسند ج ۱ ص ۲۴۲

۱۶ الاوسط والصغیر والکبیر از طبرانی

۱۷ البدو ج ۱ ص ۲۲۹، ابن ماجہ والترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۶۳

۱۸ بخاری ج ۲ ص ۲۵۴، مسلم ج ۱ ص ۲۶۹

۱۹ ابن ماجہ ص ۹۶، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۵۴

۲۰ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۵۴

۲۱ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۵۴، مرقا ج ۲ ص ۱۱۵۔ رفیق محترم مولانا افتخار احمد قادری

نے اپنی فاضلہ تصنیف ”فضائل قرآن میں ان تمام منہائین کو نہایت شرح و بسط سے لکھا ہے، میں نے

اسی کتاب سے عنوانات لکھ کر حوالے نقل کر دیئے ہیں۔ اس موضوع پر یہ اردو زبان میں نہایت

واقع تصنیف ہے۔ جسے الجمع الاسلامی مبارک پور نے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہے۔

منہ ۱۲

اس قرآن عظیم سے دلوں میں تنفر کے بیج بونے کے لیے، دُورِ حاضر کے شیعہ امام خمینی کا فرمان سنئے

ہمہ عیبیہ را کہ مسلمانان بکتاب یہود و
نصاری می گرفتند عیناً برائے خود نصاریٰ پر لگاتے ہیں، ان صحابہ پر
تحریف کا وہ عیب جو مسلمان یہود و
اینہا ثابت شود لے ثابت ہے۔

موجودہ توریت، انجیل اور زبور وغیرہ کی طرح جناب خمینی صاحب اور حضرات شیعہ کے نزدیک قرآن بھی محرف و مبدل ہے، اور ان کے بقول اس کلام مجید کی تحریف کرنے اور اہل قرآن سے دنیا کو محروم کرنے والے رسول اللہ کے صحابہ ہیں (معاذ اللہ)

آں آیات را از قرآن بردارند و کتاب (صحابہ کو آسان تھا کہ) ان آیات کو
آسمانی را تحریف کنند و برائے ہمیشہ قرآن مجید سے نکال دیں اور کتاب
قرآن را از نظر جہانیاں بیند از ندلہ آسمانی میں تحریف کریں، اور ہمیشہ کے
یہ قرآن کو دنیا والوں کی نگاہوں سے
چھپا دیں۔

دیکھا آپ نے آفتاب سے زیادہ روشن دلائل کے باوجود کہ قرآن مجید، معجزہ رسالتِ محمدی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور قدرتِ الہ خود اس کی محافظت پر مستعد ہے۔ اور دُورِ نبوت سے آج تک سینہ بہ سینہ یہ امانتِ خداوندی منتقل ہوتی آرہی ہے۔ بات صرف سفینے کی نہیں ہے۔ تحریر کر کے کتابی شکل میں آنے سے قبل اس سے کہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم طریقہ حفاظت حفظ قرآن پر صحابہ رسول نے اپنی زندگیاں لگائیں اور صحابہ و ائمہ کے حقیقی ماننے والے آج تک حفظ قرآن سے مالا مال ہوئے ہیں۔ مگر شیعہ امام خمینی صاحب جو آج دنیا میں اسلامی انقلاب کے رہنما اور قائد کہے جاتے ہیں وہ سراسر اس قرآن کو اہل قرآن ماننے کے لیے تیار ہی نہیں۔

لے کشف الاسرار تصنیف شیعہ امام خمینی ص ۱۴۲

لے کشف الاسرار ص ۱۴۲

جناب امام خمینی صاحب کی زبان قلم نے جو بات کہی ہے وہ گہرائی میں اُتر کر دیکھنے کی شے ہے۔ دراصل پوری شیعہ قوم کا مذہبی ذخیرہ تحریف قرآن کا قائل ہے۔ نئی روشنی میں آکر سو ڈیڑھ سو سال پیشتر کچھ شیعہ علماء نے تحریف قرآن کے عقیدہ کو گھناؤنا تصور سمجھ کر جھٹکنے کی کوشش کی تھی۔ اور کچھ لکھنے والوں نے اس بارے میں لکھا بھی تھا مگر ان حضرات کی اصح الکتاب، اصول کافی اور دیگر معتبر کتابوں میں قرآن مجید کے محرف ہونے کی روایات اتنی زیادہ اور ان کے لحاظ سے اتنی ثقہ ہیں کہ ان روایتوں اور راویوں کا انکار گویا پوری شیعہ مشنری کا انکار قرار پائے گا۔ اصول کافی میں ایک مستقل باب یہ ہے:

باب انتہای جمع ”اس بیان میں کرائمہ کے سوا

القرآن کلمہ الا الحتمہ کسی نے پورا قرآن جمع نہیں کیا“
یہ باب ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن کی صدیقی و عثمانی تدوین شیعوں کے نزدیک ناقص ہے۔ اسی باب میں ایک روایت کا یہ حصہ پڑھئے:

ما ادعی احد من ”جو آدمی یہ دعویٰ کرے کہ قرآن

الناس انه جمع القرآن جس طرح نازل ہوا تھا وہ پورا

کلمہ کما انزل الکذاب الخ اس کے پاس ہے تو وہ کذاب ہے“

اس کے بعد ہے کہ:

”خدائی تنزیل کے مطابق قرآن کو علی بن ابی طالب اور ان

کے بعد ائمہ نے جمع کیا اور محفوظ رکھا“ ۱۷

ایک روایت میں ہے کہ:

”جب قائم (امام غائب) ظاہر ہوں گے تو وہ قرآن کو صحیح طور

پر پڑھیں گے اور وہ مصحف علی نکالیں گے ۱۸

یہ اور انہی جیسی روایتوں کی بنیاد پر شیعوہ حضرات یہ مانتے ہیں کہ اصل قرآن امام غائب کے پاس ہے اور موجودہ قرآن ناقص اور محرف ہے اس کے اندر ترمیم و تنسیخ ہوئی اصول کافی کی ایک روایت میں ہے کہ:

حضرت جبریل جو قرآن حضور علیہ السلام پر لائے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ ۱۔

اور موجودہ قرآن مجید میں کل ۶۶۶۶ آیات ہیں۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شیعی عقائد کے لحاظ سے اصل قرآن میں سے دس ہزار تین سو چونتیس آیتوں کو چھپا دیا گیا یا نکال دیا گیا۔ گویا ادھاسے بہت زیادہ قرآن غائب ہے۔ ۲۔

مشہور شیعوہ محدث و مجتہد نوری طبرسی نے اس بارے میں اپنی قوم کو تحریف قرآن کے عقیدہ پر قائم و دائم رکھنے کے لئے نہایت عرق ریزی سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب"۔ یہ اس فرقہ کے عقیدہ تحریف قرآن پر کتاب فیصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ نئی پود کے کچھ مجتہدین نے اس کتاب پر اعتراضات بھی کئے تھے جن کا جواب دیتے ہوئے نوری طبرسی صاحب نے رد الشبہات عن فصل الخطاب۔ ۳۔

لکھی۔ اس کتاب میں انہوں نے قرآن مجید کے محرف ہونے کے بارے میں تقریباً تمام مآخذ کو سمیٹ لیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسری جگہ لکھا ہے کہ

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیت قرآنیہ اِنْ خِفْتُمْ

فِي الْيَمْنِیٰ کے بعد اور فَاَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

سے پہلے ایک تہائی قرآن سے زیادہ تھا جو غائب کر دیا گیا، ۴۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت علی اور ائمہ کے سوا کوئی سچا مدون قرآن

ہے ہی نہیں تو ان سے وہ حصہ کیوں کر غائب کر دیا گیا۔؟ خیر چھوڑیے۔ ۵۔

جناب طبرسی صاحب نے فصل الخطاب میں تحریف کی تمام روایات کا احتواء کر کے جو کچھ لکھا، اس سے متبادر ہے کہ یا تو ان روایات کو صحیح مان کر قرآن کو محرف مانو ورنہ بصورت دیگر ذخیرۂ شیعہ کی تمام روایتیں اور راویان پادری ہوا ہوتے ہیں۔ شیعہ دنیا میں طبرسی صاحب نہایت معزز و معتبر ہیں کہ انہیں مشہد مرقضوی میں دفن کیا گیا۔ اور خود خمینی صاحب نے الحکومت الاسلامیہ کے اندر ولایت فقہیہ کے ثبوت میں ان کی کتاب مستدرک الوسائل کا حوالہ دیا ہے۔ اور ان کا ذکر نہایت شیفتگی سے کیا ہے۔ طبرسی صاحب کے بقول شیعہ کتب احادیث میں تحریف قرآن کی روایتیں دو ہزار سے زائد ہیں۔ اور جناب خمینی صاحب کے دوسرے سربراہ باقر مجلسی نے کہا ہے کہ تحریف قرآن کی حدیثیں امامت کی حدیثوں سے کم نہیں۔ اور انہی محققین شیعہ نے فیصلہ دیا ہے کہ تحریف کی تمام حدیثیں مشہور و متواتر ہیں۔ جن کا صاف مطلب ہے کہ شیعہوں کے نزدیک قرآن مجید اسی طرح محرف و مبدل ہے جس طرح توریت انجیل اور زبور مبدل و محرف ہیں۔ چنانچہ جناب نوری طبرسی روایات و اخبار نقل کرنے کے بعد بطور استدلال لکھتے ہیں:

فیہاد لالتاواشارة	ان روایات سے دلالت یا
علی کون القرآن کالتوراة	اشارۃ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ
والانجیل فی وقوع	تحریف اور تغیر ہونے میں قرآن
التحریف والتفسیر فیہ	توریت اور انجیل ہی کی طرح ہے
ورکوب المنافقین	اور یہ کہ جو منافقین (معاذ اللہ صحابہ کبار)
الذین استولوا	اُمت پر غالب آ گئے وہ تحریف قرآن
علی الامۃ فیہ	کے بارے میں بنی اسرائیل ہی کے
طریقۃ بنی اسرائیل	راستے پر چلے جو انہوں نے تحریف

فیہما سہ

توریت و انجیل میں کیا

معاذ اللہ! حضرات خلفائے راشدین میں سے تینوں اگلوں کو جب یہ لوگ منافق، مُرتد، خائن ہی سمجھتے ہیں تو ان کے ہر کام اور ہر تحریک میں خامیاں نکالنا اور ہر قسم کے عیوب ان پاک نفوس سے منسوب کرنا ان کا شیوہ بن گیا۔ اور اسی رجحان کو سامنے رکھ کر ان کی پیدائش کے اولین ہی دور میں ذہین سبائیوں نے خانہ ساز روایات کا ایک طویل سلسلہ باندھ دیا۔ اور نتیجتاً یہ فرقہ حقیقی اسلام سے دُور ہوتا گیا۔

فصل الخطاب کے مُصنف نوری طبری صاحب نے اپنی کتاب میں وضاحت کی ہے کہ قرآن مجید میں ایک مستقل سورہ ”الولایت“ کے نام سے تھی جو نہیں ہے بلکہ مجملہ النسخ مصرعہ نے ایران سے حاصل شدہ ایک قلمی نسخہ قرآن کے اندر مذکورہ نام کی سورہ کو شائع کیا تھا جس کے نیچے فارسی زبان میں باریک ترجمہ بھی ہے۔ مگر عکس در عکس کے باعث وہ واضح نہیں ہو پا رہا ہے۔ البتہ عربی عبارت پڑھی جاسکتی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ زِيَادًا إِلَى الدِّينِ جَمَاعًا
 يَتْلُوا آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ زِيَادًا إِلَى الدِّينِ جَمَاعًا
 يَتْلُوا آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ زِيَادًا إِلَى الدِّينِ جَمَاعًا
 يَتْلُوا آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ زِيَادًا إِلَى الدِّينِ جَمَاعًا
 يَتْلُوا آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ زِيَادًا إِلَى الدِّينِ جَمَاعًا
 يَتْلُوا آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ زِيَادًا إِلَى الدِّينِ جَمَاعًا
 يَتْلُوا آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

کامل غور
 ۱۸ سورہ

۱۰ فصل الخطاب ص ۱۰۰ ۱۱ فصل الخطاب ص ۱۰۱ ۱۲ مجملہ النسخ مصرعہ شمارہ ۸۴ ص ۹

اس کے علاوہ اصح الکتاب کے مطابق اصل قرآن مجید اور شیعہ قرآن کے چند نمونے لکھے جاتے ہیں۔ جس سے واضح ہو کہ تحریف قرآن کا عقیدہ ان کا بنیادی عقیدہ ہے۔ ذیلی نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان کا عقیدہ تقیہ انہیں ظاہر کرنے کی اجازت دے نہ دے۔

شیعی قرآن

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلِ كَلِمَتِ فِي مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ وَفَاطِمَةَ
وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَالْإِصْحَاقَ
ذُرِّيَّتِهِمْ فَأَنسَىٰ وَلَمْ يُحْدِلْهُ عَزْمًا
(اصول کافی ص ۲۶۳)

”اور ہم نے پہلے ہی آدم کو کچھ باتوں کا حکم دیا تھا محمد علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اور ان کی نسل سے ہونے والے باقی اماموں کے بارے میں۔ پھر وہ آدم بھول گئے۔ اور اس کا قصد نہیں کیا۔“

اصل قرآن

وَلَقَدْ عَهِدْنَا
إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ
فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ
عَزْمًا ۝
(طہ - ۱۱۵)

”اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکید حکم دیا تھا، تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔“
(وہ تاکید حکم یہ تھا کہ شجر ممنوعہ کے پاس نہ جائیں)

إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا
عَلَىٰ عَبْدِنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا
فَاتُوا بِسُورَةٍ
مِّن مِّثْلِهِ ۝
(اصول کافی ص ۲۶۳)

”اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا تو اس

إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا
عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ
مِّثْلِهِ ۝
دُونَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝
(البقرہ - ۲۳)

”اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس

<p>جیسی ایک سورت تو ہے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو اگر تم پہنچتے ہو۔</p>	<p>میں اُتارا تو اس جیسی ایک سورہ بِئَاوَدُ</p>
<p>وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَاَنَّا فَوْزًا عَظِيمًا (احزاب - ۷۱) ”اور جو کوئی علی اور ان کے بعد کے ائمہ کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کی بات مانے گا وہ بڑی کامیابی پائے گا“</p>	<p>وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَاَنَّا فَوْزًا عَظِيمًا (احزاب - ۷۱) ”اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی“</p>
<p>بِئْسَ مَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِي عِلِّيِّ بَغْيًا..... (اصول کافی ص ۲۶۳) ”کس بُرے داموں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ علی کے بارے میں اللہ کے اُتارے سے منکر ہوئے“</p>	<p>بِئْسَ مَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (البقرہ - ۹۰) ”کس بُرے داموں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے اُتارے سے منکر ہوں اس طرح کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے وہ اُتارے“ (یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی)</p>
<p>سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْكَافِرِينَ بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ لَهُ دَافِعٌ (اصول کافی ص ۲۶۶)</p>	<p>سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (المعارج - ۱-۲)</p>

<p>”ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر ولایت علی کی وجہ سے ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹھانے والا نہیں۔“</p>	<p>”ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹھانے والا نہیں۔“</p>
<p>يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فِي وَلايَةِ عَلِيٍّ فَأَمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لَكُمْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَذَابًا عَظِيمًا (النار - ۱۴۰)</p> <p>”اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول تمہارے رب کی طرف سے ولایت علی کے معاملے میں حق کے ساتھ آئے ہو تو ایمان لاؤ اپنے بھلے کو اور اگر تم ولایت علی کا انکار کرو تو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔“</p>	<p>يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لَكُمْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَذَابًا عَظِيمًا (النار - ۱۴۰)</p> <p>”اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے۔ تو ایمان لے آؤ اپنے بھلے کو۔ اور اگر تم کفر کرو تو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔“</p>
<p>وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ فِي عِلِّيٍّ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ (اصول کافی ص ۲۴۷)</p> <p>”اور اگر وہ لوگ اس کے مطابق عمل کرتے جو انہیں نصیحت دی گئی علی کے بارے میں تو اس میں ان کا بھلا تھا۔“</p>	<p>وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَشَدَّ ثَبَاتًا (النار - ۱۴۰)</p> <p>”اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت دی جاتی ہے تو اس میں ان کا بھلا اور ایمان کی مضبوطی تھی۔“</p>

آفتاب سے زیادہ روشن دلائل کے باوجود کہ قرآن مجید، معجزہ رسالت محمدی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) اور قدرت الہ خود اس کی محافظت پر مستعد ہے۔ اور دو نبوت سے آج تک سینہ بہ سینہ یہ امانت خداوندی منتقل ہوئی آرہی ہے۔ بات صرف سفینے کی نہیں ہے۔ تحریر کر کے کتابی شکل میں آنے سے قبل اس سے کہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم طریقہ حفاظت، حفظ قرآن پر صحابہ رسول نے اپنی زندگیاں لگائیں اور صحابہ وائمہ کے حقیقی ماننے والے آج تک حفظ قرآن سے مالا مال ہوئے ہیں۔ مگر فرقہ شیعہ اور اس کے رہنما خمینی صاحب جو آج دنیا میں اسلامی انقلاب کے رہنما اور قائد کہے جاتے ہیں۔ قرآن کے بارے میں ان کا عقیدہ کچھ اپنے فرقہ سے الگ تو نہیں — ؟ اس کے بعد اب سوال یہ ہے کہ :

گستاخی معاف! ”اے اسلامی انقلاب کا سبز باغ دنیا کو دکھانے والے! اگر قرآن ہی ناقابل

یقین ہے تو احکام اسلام کہاں سے آئے اور شیعیت کے مآخذ و مراجع اگر اس قرآن کے سوا کسی اور راہ سے درآمد شدہ ہیں۔ اور یقیناً ہیں تو ایسا انقلاب شیعہ انقلاب تو کہلا سکتا ہے۔ خمینی انقلاب کے نام سے تو موسوم کیا جاسکتا ہے مگر العیاذ باللہ اے اسلامی انقلاب جو سراسر قرآن ہی پر منتج ہو سکتا ہے کا نام دے کر اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن مجید کو رسوا کرنے کی کوشش ہرگز نہ کی جاتے۔

بھوے بھالے سنیوں کو باور کرنا چاہیے کہ اسلام کے نام پر ہر اٹھنے والا علم حقیقی اسلام کا پرچم نہیں ہوتا۔ آج ایشیا کے ممالک کی طرح یورپ کے ممالک میں بسنے والے کچھ سیدھے سادے لوگ بھی اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اسلام اسلام کا نام لینے والے

ایرانی رہنما۔ قرآن والے اسلام کا انقلاب لارہے ہیں
 ان حقائق کی روشنی میں میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ
 تمہیں کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچانتا آیا
 نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون

اسلامی انقلاب محض وہ ہو سکتا ہے جو قرآن کی بنیادوں پر
 جہر پکایا جائے اور جو فرقہ خود قرآن کی صحت کا منکر اور عملی طور پر جس
 فرقہ میں کوئی حافظ قرآن ہی نہیں ہوتا اسے تم قرآن والا فرقہ کیسے
 کہہ سکتے ہو۔ آنکھیں کھول کر دیکھو کہ اس فرقہ کو تو خود قرآن نے مردود
 کر دیا ہے۔ قرآن مقبول قرآن کے سینوں میں بتا ہے۔ اور
 انہیں ہدیٰ اور نور بخشتا ہے۔ مگر جس فرقے نے خادمان قرآن، اور
 رفقاء صاحب قرآن سے عناد کیا قرآن نے خود ان کو راندہ درگاہ
 کر دیا۔ مقدس جماعت صحابہ کی دشمنی اور عناد کا دنیا میں اسی فرقہ کو
 یہ وبال بھگتنا پڑ رہا ہے۔ روزِ حشر کیا ہو گا اسے بھی فراموش نہ
 کیا جائے۔ صحابہ کی گستاخی ہے

رنگ جب محشر میں لائے گی تو اُڑ جائے گا رنگ
 یوں نہ کہیے سرخی خونِ شہیداں کچھ نہیں

قرآن کی صدیقی و عثمانی تدوین۔ اور حضرت علیؓ | مگر حیرت تو یہ ہے کہ جس طرح خلافتِ شیخین کے سلسلے میں

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے صاف اور واضح ارشادات موجود ہیں۔ جیسا کہ آپ نے صفحات مابین میں ملاحظہ فرمایا۔ حفاظتِ قرآن کے سلسلے میں اور اس کی تدوین کے معاملے میں حضرت سیدنا ابوبکر یا غار رسول کی مساعیٰ جمیلہ اور خدماتِ عالیہ کو بھی حضرت شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے و اشکات انداز میں خراجِ تحسین پیش فرمایا ہے

ابن سعد، ابویعلیٰ (مسند میں) ابونعیم (معرفہ میں) حیشمہ بن ابی داؤد (نفسائل الصحابہ فی المصاحف میں) اور ابن مبارک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سندِ حسن راوی ہیں۔ مولا علیؓ نے فرمایا

اعظم الناس فی المصاحف اجراً
ابوبکر۔ رحمۃ اللہ علی ابی بکر
هو اول من جمع کتاب اللہ
مصحف کی خدمت کے سلسلے میں
سب سے عظیم اجر حضرت ابوبکر کا ہے
ابوبکر پر اللہ کی رحمت ہو۔ وہ پہلے شخص
ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کی تدوین فرمائی

اسی طرح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشادِ مرتضوی ہے
لا تقولوا فی عثمان الا خیراً فواللہ
ما فعل الذی فعل فی المصاحف
الامن ملامناہ
حضرت عثمان کے بارے میں خیر کے سوا کچھ
نہ کہو انہوں نے مصحف کے بارے میں
جو کیا ہماری ایک جماعت کے اتفاق اور
مشورے سے کیا۔

۱۔ فتح الباری ج ۹ ص ۹ دکنر اعمال ج ۱ ص ۲ بحوالہ تدوین قرآن مصنفہ مولانا محمد احمد المنہاجی مطبوعہ
المجمع الاسلامی مبارک پورہ دہلی ۱۹۵۷ء

دیکھا آپ نے ذخائرِ حدیث نے واضح کیا کہ حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ خود اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عثمان غنی کی قرآنی خدمات جمع و تدوین کے بارے میں صدیقی و عثمانی مساعی کو سراہتے ہوئے انھیں اپنی دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔ اور رُپ کاٹنا کے حضور انھیں اجرِ عظیم کا حقدار ٹھہرا رہے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو محبتِ غنی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ اور خود ان کے ممدوح و مشکور کو الزامات کا نشانہ بنا کر غنسبِ مرتضوی، اور جلالِ اسد اللہ بھی کو براہِ نیگینہ کر رہے ہیں۔ ایک طرف پادشہ شہنشاہ ہے اور دوسری طرف خدا اور اس کی خدائی کے وہ تمام برگزیدہ بندے جو حق تعالیٰ کے قرآن کو حق سمجھ کر سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

یہ وقت امتحانِ جذبِ دل کیساکل آیا

میں الزامِ اُن کو دیتا تھا قصوِ اپنا کل آیا

حفاظتِ قرآنِ عظیم کے سلسلے میں صحابہ کرام کتنے حساس تھے، اور بابِ علم النبی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جلیل المرتبتی کا کیا کہنا! روایات میں ملتا ہے کہ

”دورِ علوی میں شہرِ انطاکیہ کے اہل کتاب میں سے کچھ لوگ دربارِ مرتضوی میں یہ درخواست لے کر حاضر ہوئے کہ قرآن مجید میں جس جگہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا ذکر ہے، اس میں ایک لفظ کے محض ایک نقطے کی وجہ سے شہرِ انطاکیہ کے باشندوں کے سر کلنک کا ٹیکہ لگا ہوا ہے۔ ہماری بدنامی کا یہ داغ اگر آپ چاہیں تو دھل سکتا ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کون سا مقام ہے؟ انھوں نے کہا کہ قرآن مجید کے سولھویں جزیں میں آیت اس طرح ہے فابوا ان یضیفوہا (جس کا مطلب یہ ہے کہ پھر ان دونوں کی مہانداری سے انکار کر دیا۔)

ہماری آپ سے صرف اتنی درخواست ہے کہ آپ بار کا نقطہ ہٹا کر اوپر اگر دو نقطے لگا دیں یعنی فابوا کا فاقوا کر دیں تو اس کا مفہوم یہ ہو جائے گا کہ ان دونوں کی ضیافت کی، حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ اگر کوئی دنیا کی ساری دولت خرچ کر کے قرآن کے نقطے کو بدلنا چاہے گا پھر بھی یہ ناممکن ہے۔ گویا قرآن

حرف حرف نقطہ نقطہ جیسے ہے ویسے ہی رہے گا۔ میں پوچھتا ہوں، کیا اب بھی :-
بات یاد رکھانے کی رہ گئی ہے کہ اہل غناد نے مقدس صحابہ پر بعد کے زمانے میں جہل
بہت ساری الزام تراشیاں کی ہیں انھیں میں سے ایک یہ بھی ہے۔

شیعی موقف پر تنقید | ہمارے فاضل دوست مولانا محمد احمد مصباحی نے اپنی محققانہ تصنیف
”تدوین قرآن“ میں ایک مستقل عنوان ”شیعہ اور قرآن“ قائم کر کے

اس موضوع کو برہان و دلائل سے خوب مزین کیا ہے۔ اب ہم اس کے چند اقتباسات درج کرتے ہیں
”روایات شیعہ ہی سے ثابت ہے کہ تمام ائمہ اہل بیت، اسی قرآن کی قرأت فرماتے
اسی سے استدلال، اسی سے استشہاد، اسی کی تفسیر اور اسی پر عمل کرتے، امام
حسن عسکری کی طرف منسوب تفسیر اسی قرآن کی ہے۔ شیعہ اسے اپنے بچوں، خادموں
گھردلوں کو پڑھاتے ہیں۔ اور نمازیں اسی کی قرأت کرتے کرتے ہیں۔“

ذرا غور کریں کہ اس قرآن کی تحریف کیوں کر ہو سکے گی جسے ابتداً نزول سے
زمانہ تدوین تک (اور آج تک بھی) بچے بوٹھے جوان سب بڑھتے پڑھتے سیکھتے
سکھاتے، حفظ کرتے اور حفظ کرتے رہے ہوں۔

ہزار ہا ہزار حفاظ بھی پیدا ہو گئے ہوں۔ ان میں اہل بیت کرام بھی ہیں، شیعیان
علی بھی اور عجمان اہل بیت بھی۔ کیا سب کے سب اپنی بصارت اور بصیرت اور
اسلامی ضمیر کو کچل کر قرآن کے محلے میں اتنے بزدل، نرم اور ہل بن جائیں گے
کہ حفظ اور علم ہوتے ہوئے بھی تحریف شدہ قرآن قبول کر لیں گے؟

ایک ایسا قرآن جس کی ہزاروں غیر منسوخ آیات حذف کر دی گئی ہوں،
اور کچھ کا کچھ بنادیا گیا ہو جب کہ دین کے محلے میں ان کے تعلق اور حق گوئی کی
جرات بے باک کا بے مثال نمونہ، اور شاندار ریکارڈ یہ تھا کہ فاروق اعظم جیسے صاحب
دبدبہ و حشمت خلیفہ کو بڑے منبر معمولی آدمی بھی ٹوک دیا کرتا۔ پھر ان خلفاء

برحق کا بھی عدیم المثال کردار یہ رہا ہے کہ قبول اصلاح سے انھیں کوئی ملال نہ ہوتا، بلکہ مسرت اور خوشی ہوتی اور اصلاح و تنقید سن کر بیکار اٹھتے

الحمد لله الذی جعل فی خدا کا شکر ہے کہ اس نے مسلمانوں
المسلمین من یسدد اعوجاج میں ایسے لوگ بنائے ہیں جو عمر کی کچی
عمر دور کرتے ہیں۔

کیا یہ کسی سلیم الحو اس شخص کے قیاس میں آنے والی بات ہے کہ معمولی لغزش و خطا پر تو صحابہ کی وہ شاندار جسارت، اور تحریف قرآن جیسے جرم عظیم پر یہ بزدلی اور مدابنت کہ جنگ و حرب اور مقابلہ و مذاکرہ تو کجا چون و چرا بھی نہ کریں۔ کسی سے کوئی صلے احتجاج اور آوازہ اصلاح و تردید بھی بلند نہ ہو؟ والعیاذ باللہ

آگے چل کر لکھتے ہیں

رب العالمین ارشاد فرماتا ہے
يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ
إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ كُنْتَ تَفْعَلُ
فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ (المائدہ: پ ۱۳)

یہ بتائیں کہ رسول اسلام علیہ السلام نے کارِ تبلیغ کی تکمیل فرمائی یا نہیں؟ اگر ان کی تبلیغ مکمل نہیں ہوئی تو یقیناً دین اسلام بھی ابھی ناقص ہے۔ روافض بھی اپنے کو دین اسلام کا متبع ضرور بتاتے ہیں، تو وہ بھی ایک دین ناقص ہی کے متبع ٹھہرے اور اگر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبلیغ پوری ہوئی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم امت تک پہنچ چکا۔ اس وقت کی امت کو بھی اور موجودہ امت کو بھی۔ ورنہ وہ تبلیغ قرآن کیسی جو چند آدمیوں یا چند برسوں تک محدود ہو؟ بتائیں کہ اس تبلیغ سے فائدہ ہی کیا ہوا؟ جب

(بقول شیعہ) قرآن آج تک اپنی اصلی شکل میں دنیا کے سامنے نہ آیا۔ اور پوری دنیا گمراہی و جہل مرکب میں مبتلا ہے۔ دوسری کتاب کو قرآن سمجھے عمل پیرا ہے“ لہ

رد شیعہ بزبان شیعہ | حضرات شیعہ میں کے بعض ذی شعور علماء نے اپنے فرقے کے خلاف سخت تنقیدیں بھی کی ہیں اور اس کو غلط قرار دیا ہے اور خود کو اس سے بری قرار دیا ہے، ان میں بابویہ اس عقیدے کا کھلا مخالف ہے شیعہ عالم ابو علی فضل طبرسی نے اپنی تفسیر قرآن میں جس کا نام ”مجمع البیان“ ہے اس فاسد عقیدے کا خوب رد کیا ہے۔ ہم اس کا اردو خلاصہ یہ ناظرین کرتے ہیں۔

”قرآن مجید میں کچھ اصلے کا دعویٰ اجماعی طور پر سب کے نزدیک باطل ہے۔ رہا حذف اور کمی کا خیال تو یہ ہمارے اصحاب شیعہ اور حشویہ عامہ کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ قرآن میں کوئی حذف اور کمی بھی نہیں ہوئی۔ مرتضیٰ (مستند شیعہ عالم) نے اس بات کی تائید کی ہے اور رسائل طبرسیات کے جواب میں اس پر بھرپور کلام کیا ہے۔ اور متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے کہ نقل قرآن کی محنت اس طرح یعنی ہے جیسے مشہور شہروں (مکہ، مدینہ، بغداد وغیرہ) کا ثبوت، بڑے بڑے حوادث و وقائع (جیسے طوفان نوح وغیرہ) کا ظہور، مشہور کتابوں اور عرب کے تحریر شدہ شعروں کا وجود یقینی ہے۔

قرآن کے ساتھ اعتنا بہت زیادہ، اس کی نقل و حفاظت کے اسباب فراوان، اور اس حد کو پہنچے ہوئے تھے جہاں تک مذکورہ چیزوں میں نہ تھے، اس لیے کہ قرآن نبوت کا معجزہ اور علوم شرعیہ و احکام دینیہ کا ماخذ ہے۔ مسلم علماء اس کی حفاظت و سیانت میں آخری حد کو پہنچے، یہاں تک کہ اس کے اعراب، قرائت، حروف، آیات سب کے اختلافات بھی دریافت کیے۔ پھر یہ کیونکر ممکن کہ اتنے اہتمام اور ضبط شدید

کے باوجود قرآن میں کوئی تبدیلی یا کمی واقع ہو۔ مرتضیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن کی تفسیر اور اس کے اجزاء کے نقل کی صحت بھی اسی طرح یقینی ہے جس طرح مجموعے کی صحت بے داغ ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے تصنیف شدہ کتابوں کے بارے میں ضروری طور پر معلوم ہوتا ہے مثلاً سیبویہ اور مرزنی کی کتاب، اس فن سے شغف رکھنے والے ان کی تفصیلات بھی اسی طرح جانتے ہیں جیسے مجموعے کے متعلق جانتے ہیں یہاں تک کہ سیبویہ کی کتاب میں اگر کوئی نحو کا ایسا باب داخل کر دے جو دراصل کتاب کا نہ ہو تو وہ پہچان میں آجائے گا۔ اور معلوم ہو جائے گا کہ یہ الحاقی ہے، اصل کتاب کا نہیں یہی بات کتاب المرزنی کے متعلق بھی ہوگی۔

جب ان سب کا یہ حال ہے تو قرآن کے نقل و ضبط کا اہتمام تو کتاب سیبویہ اور دواہین شعراء کے ضبط و حفظ سے کہیں زیادہ ہے۔ مرتضیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کی جمع و تالیف اسی طرح تھی جیسے اب ہے۔ یہ بھی بتایا کہ امامیہ اور حشویہ کے جو لوگ اس کے خلاف ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیوں کہ اس اختلاف کا اصل تعلق چند راویان حدیث سے ہے، جنہوں نے ضعیف حدیثیں صحیح گمان کر کے نقل کر دیں۔ اس طرح کی چیزوں کے باعث یقینی اور قطعی النسخۃ امر (قرآن کا ہر نقص سے محفوظ ہونا) سے رجوع نہیں کیا جاسکتا ہے

فانسل منسنت تدوین قرآن بطریقی کبیر کی مفصل عبارت کا حوالہ دینے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اس حوالے سے چند امور معلوم ہوئے

① قرآن میں کسی اختلاف کا دعویٰ شیعوہ و اہل سنت سب کے نزدیک بالاجماع باطل ہے

لے مجمع البیان فی تفسیر القرآن للطبرسی کبیر۔ الفہم الخاس فی اشیاء من علوم القرآن ج ۱ ص ۱۵۷ مطبوعہ
کارخانہ کربانی۔ تہران بحوالہ تدوین قرآن ص ۲۵/۲۰۲

② شیعوں کے فرقہ امامیہ کا مذہب ہے کہ قرآن میں حذف و کمی ہوئی ہے۔
 حشو یا ظاہر نصوص پر عمل کرنے والے محدثین (کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ مگر
 یہ صحیح نہیں۔ ان کا تعلق صرف ان روایات کی نقل سے ہے جن میں کچھ ایسے
 کلمات کا ذکر ہے جو قرآن میں نہیں۔ پہلے کسی نے انھیں جزو قرآن بتایا تھا مگر
 شاذ، خلاف، اجماع یا قرآن کے دورہ اخیرہ میں منسوخ ہونے کے باعث وہ قرآن
 نہ ٹھہرے۔ یا ان کا ثبوت آحاد سے اور غیر قطعی ہے۔ اس لیے ان کی کتابت و
 قرائت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بہر حال حشویہ ان کلمات کی قرآنیت اور قرآن میں
 حذف و کمی کے قائل نہیں

- ③ قرآن میں حذف و کمی کا دعویٰ بھی باطل ہے
- ④ نقل قرآن کی صحت دیگر متواترات عالم کی طرح بالکل یقینی ہے
- ⑤ قرآن کی حفاظت اور حفظ و صحت کا حد درجہ اہتمام کیا گیا ہے جو اس کی
 صحت اور حذف و اضافے سے پاک ہونے کی کافی دلیل ہے
- ⑥ قرآن میں کوئی حذف و اضافہ یا تبدیلی نہیں بلکہ یہی صحیح ہے۔ جو لوگ اس کے
 مخالف ہیں ان کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں

قرآن کی صحت اور غیر مسلمین

”مذہبی لاکھ پہ بھاری ہے گو اہی تیری لے
 یہ تو رہی خود فرقہ دشیدہ کے اہل بصیرت کی تنقید
 اور رائے۔ اب ہم ذیل میں چند غیر مسلم مفکرین کی آراء قرآن مجید کی صحت کے بارے میں
 پیش کریں گے۔ جن سے اندازہ ہو گا کہ حد درجہ متعصب اور خود پسند ہونے کے باوجود
 انھیں اس اعتراف سے منکر نہیں کہ قرآن تبدیلی سے پاک ہے۔

”لائف آف محمد“ میں صحابہ کرام کی غیر معمولی قوت حافظہ کا ذکر کرتے ہوئے وحی قرآن
 کی محفوظیت کا اقرار مشہور انگریز مؤرخ سر ولیم میور سے سنئے۔ وہ لکھتا ہے

”ان کی قوتِ حافظہ انتہائی درجے کی تھی اور اس کو وہ لوگ قرآن کریم یاد کرنے کے سلسلے میں بڑی سرگرمی سے کام میں لاتے تھے۔ ان کا حافظہ ایسا مضبوط تھا اور ان کی محنت ایسی قوی تھی، کہ اکثر اصحاب پیغمبر کی حیات میں بڑی صحت کے ساتھ تمام وحی کو حفظ پڑھ سکتے تھے“ ۱

واضح رہے کہ یہ وہی میسر ہے جو شترقین میں اپنی اسلام دشمنی اور پیغمبر اسلام سے عناد کے سلسلے میں حد درجہ مشہور ہے۔ اپنی اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتا ہے

”حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی وفات کے ربع صدی کے اندر ہی، ایسے شدید مناقشات شروع ہو گئے اور پارٹی بندیاں ابھر آئیں جن کے نتیجے میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) شہید کر دیئے گئے اور یہ اختلاف آج بھی ہے، لیکن ان تمام فرقوں میں قرآن ایک ہی ہے۔ ہر زمانے میں تو اتر کے ساتھ ان بھی فرقوں کا ایک ہی قرآن پڑھنا، اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آج ہمارے سامنے وہی صحیفہ ہے جو اس بد قسمت (معاذ اللہ) خلیفہ کے حکم سے تیار کیا گیا تھا۔ شاید پوری دنیا میں کوئی اور ایسی کتاب نہیں ہے جس کی عبارت بارہ صدیوں تک اسی طرح بغیر تبدیلی کے باقی رہی ہو۔ قرآن میں قرأت کا اختلاف حیرت انگیز طور پر بہت کم مقدار میں ہے“ ۲

اور آگے بڑھیے۔ باسور تھ اسمتھ سے سنئے لکھتا ہے

”ہم ایک کتاب (قرآن) رکھتے ہیں جو اپنی اسلیت، محفوظیت اور مضامین کی بے ترتیبی میں بالکل یکساں ہے۔ لیکن اس کی جوہری صداقت میں کوئی بھی کبھی سنجیدہ شک نہ کر سکا“ ۳

قرآن کے بائیں غیر مسلم قلم کاروں کی آراء | مسلمانانِ عالم کا اصل سرچشمہ حیات قرآن ہی ہے یہی مقدس صحیفہ اس

LIFE OF MOHAMMAD BY SIR W. MUIR

۱ لائف آن محمد

LIFE OF MOHAMMAD BY SIR W. MUIR P. 22 - 23

۲

BASWORTH OPCIL P. 22

۳

قوم و ملت کی ترقی، بقا اور استحکام کا اصل مبداء و ماخذ ہے۔ شرائع کا متن، زندگیوں کا اصول، مجموعہ قوانین رہبرِ چشمہ صدق و صفا ہے۔ مسلمانانِ عالم نے دنیا کے ہر میدان میں انہی قرآنی بنیادوں کو اپنا کر حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے۔

اسلام صاف و شفاف نظریات کا نام ہے، جو ہر لحاظ سے جامع مانع ہے، جس کا محرک ازل غیر مسلموں کے نزدیک بھی یہی غیر مبطل قرآن ہے۔ اب ہم ذیل میں کچھ تفصیل کے ساتھ مستشرقین اور دیگر غیر مسلم اہل قلم اور علماء کی عمومی آراء پیش کریں گے۔

مسٹر ہولڈرسن کہتے ہیں

”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پھیلا یا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے، وہ

ایک جامع مانع عقیدہ ہے جو ایک ہی کتاب یعنی قرآن پر مبنی ہے“ لے

ہسٹری آف دی ورلڈ (HISTORY OF THE WORLD) میں جان ڈیون پورٹ بیان ہے

”قرآن ایک عام مذہبی، تمدنی، ملکی، تجارتی، دیوانی، فوجداری وغیرہ کا ضابطہ ہے۔

اور ہر ایک امر پر حاوی ہے۔ مذہبی عبارت سے لے کر جسمانی صحت، جماعت کے

حقوق سے لے کر حقوق افراد، اخلاق، جرائم، دنیوی سزا و جزا وغیرہ تک کے

عام احکام قرآن میں موجود ہیں۔ ان میں اصول بھی ہیں جن کی بنا پر حکومت کی بنیاد

پڑی۔ اور اس سے ملکی قوانین اخذ کیے جاتے ہیں۔ اور روزمرہ کے مقدمات جانی

مالی کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ قرآن ایک بے نظیر قانون ہدایت ہے۔ اس کی تعلیمات

فطرت انسانی کے مطابق ہیں“ لے

دی گریٹ ٹیچر (THE GREAT TEACHER) میں قرآن کو تمام عیوب مذمومہ سے کس طرح منہ ہٹا

پاک صاف دکھا گیا ہے، اسے بھی دیکھتے چلیں

لے پیشوا مع الاول ۵۶ھ

لے نقوش رسول نمبر ۳ صفحہ ۴۶۹

”منجملہ اور بہت سی خوبیوں کے جن پر قرآن فخر کر سکتا ہے، دو نہایت ہی عیاں ہیں، ایک تو وہ مؤدبانہ انداز اور عظمت جس کو قرآن خدا کا ذکر یا اشارہ کرتے ہوئے مد نظر رکھتا ہے، کہ وہ خدا سے خواہشاتِ رذیلہ اور انسانی جذبات کو منسوب نہیں کرتا۔ اور دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ تمام ناگہذب و ناشائستہ احکامات اور بیانات سے بالکل مُنزع ہے جو بدقسمتی سے یہودیوں کے صحائف میں عام ہیں۔ قرآن تمام قابلِ انکار عیوب سے بالکل مُبرا ہے، اس پر خفیف سے خفیف حرف گیری بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کو شروع سے اخیر تک پڑھ جاؤ مگر تہذیب کے رخسار پر ذرا بھی جھینپ کے آثار نہیں پائے جائیں گے۔

حضرت مسیح کے بعد دنیا کی اخلاقی حالت تباہ ہو گئی تھی، ہر طرف جہالت کی گھٹائیں چھائی تھیں۔ ہر سمت بے چینی اور بد امنی کے شرارے بلند تھے۔ پتھروں کو قابلِ پرستش سمجھا جاتا تھا۔ اور فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا۔ ان حالات میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے اور ۱۱۶۰ میں انھوں نے قرآن کی اشاعت کی۔ یہ ایک آسان اور عام فہم مذہبی قانون ہے جس میں انسانی زندگی کی اصلاح کے لیے سب کچھ موجود ہے۔ اس کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ اس کی تعلیمات فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں۔ اس مذہبی قانون نے ایک طرحِ روح کی اصلاح کے لیے ہدایت کی ہے اور دوسری طرف دنیوی ترقی کے بیش بہا اصول تعلیم کیے ہیں۔“ ۱

ڈاکٹر ڈولف کریل نے کہا کہ

”قرآن میں عقائد و اخلاق اور ان کی بنیاد پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے۔“ ۲

مشہور جرمن شاعر غیر مبدل قرآن کی جاذبیت، اثر انگیزی اور مقناطیسیت کو اس طرح خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

۱۔ نقوشِ رسولِ نبرج ۳ صفحہ ۶۹

۲۔ حوالہ مذکورہ بالا

”قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دل فریبی بتدریج فریفتہ کرتی ہے۔ منجرب کرتی ہے اور آخرش ایک رقت آمیز تحریر میں ڈال دیتی ہے۔ اسی طرح یہ کتاب تمام زبانوں میں اثر کرتی رہے گی۔“ ۱

ڈاکٹر بٹلر کا قول ”ادب العرب“ کے حوالے سے منقول ہے کہ

اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے، جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے، جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو اس کو سیکھے۔ جو حکم دیتا ہے کہ استقلال، استقامت، عزت نفس، نہایت لازمی ہیں۔ اس کی خصوصیات شایستگی اور تمدن کی سب سے بڑی بنیاد ہیں ۲

قرآن کی جامعیت اور کاملیت بھی اس کے معجزات میں سے ہے، اس کا اعتراف ”موسیٰ سیدیو“ نے کیا ہے جسے ادب العرب کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں

”وہ آداب و اصول جو فلسفہ و حکمت پر قائم ہیں۔ جن کی بنیاد عدل و انصاف پر ہے، جو دنیا کو بھلائی اور اسلام کی تعلیم دیتے ہیں، ان میں سے ایک جز بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ وہ اعتدال اور میانہ روی کا طور دکھاتا ہے۔ گمراہی سے بچاتا ہے۔ اخلاقی کمزوریوں سے نکال کر فضائل کی روشنی میں لاتا ہے، اور انسانی زندگی کے نقائص کو کمال سے بدل دیتا ہے۔“ ۳

برٹش انسائیکلو پیڈیا لفظ قرآن کا مقالہ نگار لکھتا ہے

”قرآن کے احکام مطابق عقل و حکمت واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان انھیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے کفیل ہو سکتے ہیں ۴

۱۔ رسالہ مولوی دہلی رمضان ۱۳۵۲ھ

۲۔ نقوش رسول نمبر ۳ صفحہ ۴۷۰

۳۔ ” ” ” ” ۴۷۱

۴۔ ایضاً

مسٹر کارلائل نے کہا

میرے نزدیک قرآن کے تمام معانی میں سچائی کا جو ہر موجود ہے۔ یہ کتاب سب سے
اول اور سب سے آخر جو خوبیاں بیان ہو سکتی ہیں، اپنے میں رکھتی ہے۔ بلکہ
در اہل ہر قسم کی توصیف صرف اسی سے ہو سکتی ہے لہ
مسٹر آسٹین لین پول نے قرآنی اعجاز کو تسلیم کرتے ہوئے گائیڈنس آف ہولی سکرین
(GUIDANCE OF HOLY QURAN) میں لکھا ہے کہ

”قرآن کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسے نازک وقت میں دُنیا کے
سامنے پیش کیا، جب کہ ہر طرف تاریکی اور جہالت کی حکمرانی تھی۔ اخلاقِ انسانی کا
جنارہ نکل چکا تھا۔ بُت پرستی کا ہر طرف زور تھا۔ قرآن نے تمام گمراہیوں کو مٹایا،
جن کو دُنیا پر چھائے ہوئے مسلسل چھ صدیاں گزر چکی تھیں۔ قرآن نے دُنیا کو
اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی، علومِ حقائق سکھائے، ظالموں کو رحمِ دل اور وحشیوں
کو پرہیزگار بنادیا۔ اگر یہ کتاب شائع نہ ہوتی تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے اور
دُنیا کے باشندے برائے نام انسان رہ جاتے لہ

دی لائف آف ریلین میں کاؤنٹ ڈائسٹائی کا قرآن کے بارے میں بیان مذکور ہے
”یہ کتاب (قرآن) عالمِ انسانی کے لیے ایک بہترین راہبر ہے۔ اس میں تہذیب ہے،
شائستگی ہے، تمدن ہے، معاشرت ہے، اور اخلاق کی اصلاح کے لیے
ہدایت ہے۔ اگر صرف یہ کتاب دُنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا
تو یہ عالمِ انسانی کی رہنمائی کے لیے کافی تھی۔ ان فائدوں کے ساتھ ہی جب ہم
اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یہ کتاب ایسے وقت میں دُنیا کے سامنے پیش کی گئی تھی
جب کہ ہر طرف آتشِ فساد کے شرارے بلند تھے۔ خونِ خواری اور ڈاکہ زنی کی تحریک

لہ نقوشِ رسول نمبر ۳ صفحہ ۱۴

۱۶۲ // // //

جاری تھی، اور فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا، اس کتاب نے تمام گمراہیوں کا خاتمہ کر دیا۔ ۱۷

دی پاپولر ریلیجین آف دی ورلڈ (THE POPULAR RELIGION OF THE WORLD) میں مسٹر طامس کارلائل کیا کہتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں

قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے۔ یہ کتاب ایسے وقت میں دُنیا کے سامنے پیش کی گئی جب کہ طرح طرح کی گمراہیاں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انسانیت، شرافت اور تہذیب و تمدن کا نام مٹ چکا تھا، ہر طرف بے چینی اور بد امنی نظر آتی تھی اور نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان امنڈ آیا تھا۔ قرآن نے اپنی تعلیمات سے امن و سکون اور محبت کے جذبات پیدا کیے۔ بے حیائی کی ظلمتیں کا فور ہو گئیں۔ اور ظلم و ستم کا بازار سرد پڑ گیا ہزاروں گمراہ راہِ راست پر آگئے اور بے شمار وحشی شائستہ بن گئے۔ اس کتاب نے دنیا کی کایا پلٹ دی، اس نے جاہلوں کو عالم، ظالموں کو رحم دل، اور عیش پرستوں کو پرہیزگار بنادیا۔ ۱۸

پیکچران اسلام (PICTURE IN ISLAM) میں پروفیسر ہربرٹ وائل نے قرآن مجید کو، جو خدا کا غیر مبدل کلام ہے کی الہی تعلیمات کو دنیاوی معاملات کا حل اور ترقیات کا ذریعہ قرار دیا ہے

”قرآن جو اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا ہے، ایسے وقت میں دُنیا کے سامنے پیش ہوا، جب کہ ہر طرف جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی نہیں پر کوئی جگہ ایسی نہیں تھی جہاں نیکیوں کا راج ہو، اور کوئی جماعت ایسی نہیں تھی جو سیدھے راستے پر چلتی ہو۔ قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی،

۱۷ نقوشِ رسول نمبر ۴ صفحہ ۴۷۲

۱۸ ایضاً

اور وحشیوں کو انسان کا مل بنا دیا۔ جن اشخاص نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک مکمل قانونِ ہدایت ہے۔ انسانی زندگی کی کوئی شاخ بے لیجی، ناممکن ہے کہ اس شعبے میں اس کی تعلیمات رہنمائی نہ کرتی ہوں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر ان تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک سمجھ دار آدمی بیک وقت دنیاوی اور روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ان اخلاق کو لیجی جو شرفِ انسانیت ہیں، مثلاً راست بازی، پیرہیزگاری، رحم و کرم، عفت، عصمت تو قرآن میں یہ سب ہدایتیں موجود ہیں۔ اور اگر ان اخلاق کو لیجی جن کا تعلق دنیاوی ترقی سے ہے، مثلاً محنت و مشقت، جرأت و استقلال، جرأت و شجاعت، تو ان ہدایتوں سے بھی قرآن مہمور ہے۔ بہر کیف وہ ایک حیرت انگیز قانونی ہدایت ہے“ لے

لافانی قرآن کے حسنِ زبان و بیان کو بھی خود قرآن ہی نے معجزہ قرار دیا۔ اور نصائحِ عرب اور بنغائے عالم کو تا امر و زچیلج ہے کہ

فَأَتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ
اس جیسی ایک سورہ ہی بنا لاؤ

اہل مغرب میں سے جرمن شاعر گوٹے کا اعتراف میں پہلے ہی ذکر کر آیا ہوں، اب اسی طرح کچھ دیگر مستشرقین کو بھی اس کا اقرار کرتے دیکھیے۔
جرمن مورخ ڈاکٹر فرک کہتا ہے

قرآن کی عبارت کسی فصیح و بلیغ اور مضامین کیسے عالی و لطیف ہیں جیسے لگتا ہے کہ ایک ناصح امین نصیحت کر رہا ہے اور حکیم فلسفی حکمت الہی بیان کر رہا ہے لے
ڈاکٹر سیل کہتا ہے

”قرآن انتہائی لطیف و پاکیزہ زبان میں ہے، اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی

انسان اس کی مثل نہیں لاسکتا۔ یہ لازوال معجزہ ہے جو مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے ۱۷

ڈاکٹر لیسان تمدن عرب میں کہتا ہے کہ

”قرآن کی فصاحت و بلاغت روز نئے نئے مسلمان پیدا کر لیتی ہے“ ۱۸

ڈاکٹر جے بی پول اپنا تاثر، جو مطالعہ قرآن کے بعد اس کی فصاحت و بلاغت سے اس پر ہوا، بیان کرتا ہے

”تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز کتاب ہے اور گزشتہ سالوں میں میں نے غور سے اس کا مطالعہ کیا، تو اس کی بلاغت، الفاظ کی شان و شوکت اور روانی سے حیران رہ گیا“ ۱۹

پاپولر انسائیکلو پیڈیا (POPULAR ENCYCLOPEDIA) میں ہے

قرآن کی زبان بجا بلاغت عرب نہایت فصیح ہے۔ اس کی انشائی خوبیوں نے اس کو اب تک بے مثل و بے نظیر ثابت کیا ہے۔ اس کے احکام اس قدر مطابق عقل و حکمت ہیں کہ اگر انسان انھیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی کے لیے کفیل ہیں ۲۰

یہودی قلم کار ڈاکٹر باروز کے مجموعہ تقاریر کے صفحہ ۲۷ کے حوالے سے منقول ہے۔ اس نے کہا ”قرآن ایک فصیح و بلیغ، عجیب و غریب کتاب ہے جو سرچشمہ علوم اخلاق ہے“ ۲۱ اسی طرح قرآن مجید کے بارے میں غیر مسلم اہل قلم اور علماء کی رائیں، جو اس کی ہمہ گیر خوبیوں کے

۱۷ نقوش رسول نمبر ج ۳ صفحہ ۴۷۳

۱۸ ایضاً صفحہ ۴۷۳

۱۹ ایضاً

۲۰ ایضاً صفحہ ۴۷۵

۲۱ ایضاً

جبروت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں نہیں! ۱۷
ڈاکٹر گارڈفری ہینگسن کہتے ہیں

قرآن میں یہ عجیب خوبی ہے کہ وہ غریبوں کا غم خوار ہے ۱۸
ڈاکٹر سمویل جانسن نے کہا

قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانے کے لیے اس قدر موزوں ہیں کہ
زمانے کی تمام صداقتیں خواہ مخواہ اسے قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں، رنگستانوں،
شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا پھرتا ہے۔ ۱۹

مصنف معجزات اسلام نے مصری اخبار ”الوطن“ کے حوالے سے کسی مسیحی اخباری رپورٹر کا یہ
بیان نقل کیا جسے میں آپ تک پہنچاتا ہوں

”مسلمان جب قرآن و حدیث پر غور کرے گا، تو اپنی ہر دنیوی و دینی ضرورت کا علاج
اس میں پائے گا۔“ ۲۰

فرانسیسی قلم کار ڈاکٹر مورس لکھتا ہے (لایارول)

”یہ کتاب قرآن تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی
عنایت نے انسان کے لیے جو کتابیں تیار کی ہیں یہ ان سب میں بہترین کتاب ہے۔ اس
کے نفع انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفہ، یونان کے نفوس سے کہیں اچھے ہیں۔
خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف بھر بھر ہے۔ قرآن علماء کے لیے ایک علمی کتاب ہے۔
ثائقین علم لغت کے لیے وہ ذخیرہ لغات، شعراء کے لیے عروض کا مجموعہ اور شرائع و
قوانین کا ایک عام انسائیکلو پیڈیا ہے۔ ان کو یہ کتاب ہوتے ہوئے کسی دوسری

۱۷ باطل شکن ص ۳۱

۱۸ میزان تحقیق ص ۶۳

۱۹ معجزات اسلام ص ۳۵

۲۰ ایضاً

اعتراف میں ہیں اور اسے تحریف و تبدیل سے منزہ، کامل اور مکمل سرمایہ حیات ثابت کرتے ہیں۔ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔
پادری وال ریمیس ڈیڈی کی رائے ہے کہ

”قرآن کا مذہب امن و سلامتی کا مذہب ہے۔“

پروفیسر ڈیویڈ کاٹول قرآن کے بارے میں اور قرآنی نسل کے بارے میں بحوالہ ”صوت العرب“
ہم تک پہنچا۔ انھوں نے کہا

”ہم پر واجب ہے کہ ہم اس امر کا اعتراف کریں کہ علوم طبعیہ، فلکیہ، فلسفہ،
ریاضیات وغیرہ جو قرن دہم میں یورپ تک پہنچے، وہ قرآن سے مقبیس ہیں
اور اسلام کی بدولت ہیں۔“

لائٹ آف محمد، الکس لوازن سے مصنف کتاب ”قرآن ایک معجزہ ناکتاب“ نے نقل کیا۔
اور ان کے ذریعے ہم آپ تک مصنف مذکور کا یہ بیان پہنچاتے ہیں

”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باوجودیکہ امی تھے، انھوں نے ایک ہی
وقت میں تین عظیم مقاصد قومیت، مذہبیت، بادشاہت کی بنیاد ڈالی اس
کے علاوہ ایک ایسی کتاب دنیا کے سامنے پیش کی، جو بلاغت کا ایک زبردست
نشان، شریعت کا ایک واجب العمل دستور اور دین و عبادت کا قابل اذعان
فرمان ہے۔ یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت دنیا کے پلہتے میں معتبر اور
مسلم سمجھی جاتی ہے اور اس کے انشا و حکمت کو معجزہ نامانا جاتا ہے۔“

پروفیسر ایڈورڈ مونٹے کا قول ہے

قرآن وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید کو ایسی پاکیزگی اور نفاست اور جلال

سے نقوش رسول مہرج ۳ صفحہ ۳۵

سے ایضاً

سے قرآن ایک معجزہ ناکتاب صفحہ ۳۵

کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت ان کو سائے جہان سے
بے نیاز کیے ہوئے ہے۔ یہ بات واقعی ہے۔ اس کی واقعیت کی بڑی دلیل یہ ہے
کہ بڑے بڑے افشا پر دازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک
جاتے ہیں۔ اس کے عجائب روز بہ روز نئے نئے نکلتے رہتے ہیں۔ اور اس کے
اسرار کبھی ختم نہیں ہوتے۔ ۱۵

ریورینڈ آرمینینوئل کنگ نے کہا کہ

”دنیا نے الہام میں الہام اگر کوئی شے ہے، اور اپنے مکمل وجود میں موجود ہے، تو
قرآن ضرور الہامی کتاب ہے“ ۱۶

اس کے بعد اب ہم چند اقوال ہندی نثر ادقلم کاروں اور اہل علم کے نقل کرتے ہیں، جس میں کے کچھ
ہندو مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، کچھ سکھ اور کچھ دوسرے مذاہب فکر سے۔
گاندھی جی نے کہا

”مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ بھر تامل نہیں“ ۱۷

مسٹر ایم بی ایم ایچ پٹیل نے اپنی کتاب ”پنڈت گاندھی نے اظہار خیال کیا“

قرآن کی بھاشا بہت سند ہے۔ اس میں فصاحت و بلاغت بھری ہے۔ اس سے

بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن کے اندر کئی باتیں بہت اچھی ہیں۔ قرآن کی توحید میں

کسی کو شک نہیں۔ صاف بتایا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ عرب کے اندر عورتوں کا کوئی

درجہ نہ تھا، محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قائم کیا، ۱۸

پروفیسر دیرجباد اس کے بارے میں ”معجزات اسلام“ کے مصنف نے صراحت کی ہے کہ انھوں نے کہا

۱۵ نقوش رسول نمبر ۴ ص ۲۳

۱۶ بحوالہ باطل شکن ص ۲

۱۷ نقوش رسول نمبر ۴ ص ۲۶

۱۸ پرکاش فروری ۱۹۲۶ء

”قرآن ایسا جامع اور روح افزا پیغام ہے کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلے میں ہم شکل کوئی بیان پیش نہیں کر سکتیں“ ۱۷
بھویندر ناتھ باسو کہتے ہیں

”حقیقی جمہوریت کا نزلہ، رواداری، مساوات کی خوبیاں اس (قرآن) نے دنیا کے ہر گوشے میں پھیلا دیں“ ۱۸
لالہ لاجپت رائے نے اظہار خیال کیا

”میں قرآن کی معاشرتی، سیاسی، اخلاقی، اور روحانی تعلیم کا پتہ دل سے مداح ہوں“ ۱۹

رابندر ناتھ ٹیگور مشہور بنگالی شاعر اور مفکر نے اپنے علم و فہم اور تجربات کی روشنی میں قرآنی اعجاز کے اعتماد پر ایک پیشین گوئی کی تھی جسے رسالہ مولوی دہلی نے نقل کیا تھا، ہم آپ کو تندر کرتے ہیں۔

”وقت دور نہیں جب کہ قرآن اپنی سلسلہ صداقتوں اور روحانی کرشموں سے سب کو اپنے اندر جذب کر لے گا۔ وہ دن بھی دور نہیں، جب کہ اسلام ہندوستان کے مذاہب پر غالب آجائے گا“ ۲۰

پنڈت بشانت رام پروفیسر اندرا کالج بمبئی سے کتاب ”محمد صاحب حیون چتر“ میں نقل ہوا کہ انھوں نے کہا

اس کی (قرآن کی) تعلیمات نہایت آسان، عام فہم اور انسان کی فطرت کے مطابق ہیں۔ ایک ہٹ دھرم بھی اس کی تعلیمات میں کوئی عیب نہیں بتا سکتا جو انسانی تہذیب کے معیار سے گرا ہوا ہو ۲۱

۱۷ بحوالہ معجزات اسلام ص ۱۸

۱۸ بحوالہ باطل شکن ص ۲۶

۱۹ مولوی رمضان ۱۳۵۲ھ بحوالہ نقوش ص ۲۶

۲۰ ایضاً

۲۱ نقوش رسول نبرج ۳ ص ۲۷

گردناٹک نے گرنٹھ صاحب میں جو کچھ قرآن کے بارے میں لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ
 ”پوجا پاٹ کام نہیں دے سکتی، چھوت چھات بے کار ہے، جنیو، اثنان، ماتھے
 پر تلک لگانا کچھ کام نہ آئے گا۔ اگر کوئی کتاب کام آئے گی تو وہ قرآن ہے جس
 کے آگے پوتھی پران کچھ بھی نہیں۔“
 انھوں نے جنم ساکھی بھائی بالا میں مزید کہا کہ

”ایمان والی کتاب قرآن ہے“ اور ”توریت انجیل، زبور وید سب دیکھے مگر نجات
 کی کتاب قرآن ہی ہے“ ۱۷

گر وائنگدیو جی کی لکھی ہوئی کتاب ”جنم ساکھی کلاں“ میں ہے
 ”قرآن میں تیس سپارے ہیں، جن میں نصیحتیں ہیں ان پر یقین کر دو“
 اسی مذہب کی ایک معتبر کتاب ”لکے دی ساکھی“ میں مصنف نے لکھا ہے کہ
 ”ہندو مسلمان سب نے توریت، زبور، انجیل، وید سب ڈھونڈ ڈالے مگر مقصد ہاتھ
 نہ آیا، البتہ قرآن پر عمل کی صورت میں مقصد ملا، نماز روزہ اور عمل کیے بغیر
 دوزخ نصیب ہوگا“ ۱۸

پارسی فاضل فیروز شاہ ایم اے ایڈیٹر جام جمشید نے لکھا ہے کہ
 ”جہاں اس کتاب (قرآن) کی سب سے پہلے اشاعت ہوئی وہ ملک ساری دنیا سے
 خراب حالت میں تھا، اس کی غام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایا پلٹ دی، اور انسان و
 تہذیب کی روشنی بھیل گئی“ ۱۹

ایک مغربی مفکر ڈاکٹر اڈیل کا ایک بھرپور تبصرہ بھی زیب نگاہ کرتے چلیے، جو ”دیباچہ قرآن“ کے
 حوالے سے نقوش کے اندر طبع ہوا ہے۔

۱۷ نقوش رسول نمبر ۳ ص ۴۷

۱۸ ایضاً

۱۹ ایضاً ص ۴۸

”قرآن نے اذن تو جزیرہ نامے عرب کے مختلف صحرائی قبیلوں کو مشاہیر کی قوم میں تبدیل کر دیا اس کے بعد اس نے اسلامی دنیا کی وہ عظیم شان سیاسی و مذہبی جمعیں قائم کیں جو آج یورپ اور مشرق کے لیے ایک بڑی طاقت کا درجہ رکھتی ہیں خصوصیت قرآن یہ ہے کہ وہ اس ہر یہ علمی تحریک کا آغاز کرنے والا ہے، جس نے ازمنہ وسطیٰ میں، بہترین دل درماغ رکھنے والے یہود اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے تحقیقات سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ یورپ میں علم کے دور جدید سے کئی صدیوں پیشتر یورپ کے علماء فلسفہ، ہندسہ، ہیئت، اور دیگر علوم کے متعلق جو کچھ جانتے تھے وہ تقریباً سب کا سب اصل عربی کتابوں کے لاطینی ترجموں کے ذریعے انھیں حاصل ہوا تھا۔ قرآن ہی نے شروع میں کتابت ان علوم کے حاصل کرنے کا ذوق و شوق عربوں اور ان کے دوستوں میں پیدا کیا تھا۔ یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا جو تخیل بہ عجاظہ صفات قدرت علم عام ربوبیت اور وحدانیت کے قرآن میں موجود ہے، اس جیسا کہیں نہیں۔ اس بنا پر قرآن بہترین تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔ قرآن نے یہ ثابت کر دیا کہ اس کتاب کی تعلیم میں ایسے غنا موجود ہیں، جن کے ذریعے سے زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں، جو عالمی قوتوں کا سرچشمہ ہیں۔ یہ قرآن تحریف سے پاک ہے“ ۱۷

دہری نے قرآن کی تفسیر لکھی ہے اس میں لکھا ہے

”تمام قدیم صحیفوں میں قرآن سب سے زیادہ غیر مخلوط اور خالص ہے“ ۱۸

لین پول کا کہنا ہے

”قرآن کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی اصیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔“

۱۷ نقوش رسول نبرج ۴ ص ۴۶۹

۱۸ COMMETARY OF THE QURAN VOL 1 PAGE 349

حرف جو ہم آج پڑھتے ہیں، اس پر یہ اعتماد کر سکتے ہیں کہ تقریباً تیرہ صدیوں
سے غیر تبدیل رہا ہے۔ لہ
حکیم مشرق علامہ اقبال فرماتے ہیں

حرف اور را رب نے تبدیل نے
آیہ اش شرمندہ تاویل نے

اب ہم قارئین کو زحمت دیں گے کہ ایک طرف بوعلی فضل طبرسی، اور غیر مسلم مستشرقین کے یہ خیالات
رکھیں اور کشف الانامیر ایضاً شیخہ امام خمینی صاحب کی عبارت پھر سامنے لے لیں۔

ہم دیکھیں کہ مسلمانوں کا کتاب یہود و
نصاری کی گرفتند عیناً برائے خود
تحریر کا وہ عیب جو مسلمان یہود و نصاری
پر لگاتے ہیں ان صحابہ پر ثابت ہو گیا ہے۔
انہما ثابت شود لہ

اور

آل آیات را از قرآن بردارند و کتاب
اسناد را تحریف کنند و برائے ہمیشہ
قرآن را از نظر جهانیان بیندازند لہ
(صحابہ کو دشوار نہیں تھا کہ) ان آیات کو
قرآن مجید سے نکال دیں اور کتاب آسمانی
میں تحریف کر دیں، اور ہمیشہ کے لیے
قرآن کو دنیا والوں کی نگاہ سے مستور
بنادیں۔

ضمینی صاحب در اصل اصول کافی کے ان مندرجات پر پورا پورا بھروسہ کرتے ہیں، جو شیعی راویوں کے
ذریعے منقول ہیں کہ قرآن مجید سے فلاں فلاں آیات نکال دی گئی ہیں۔ قرآن مجید کا وہ تہائی حصہ

لہ SELECTION FROM THE QURAN P. ۱۱

لہ کشف الانامیر ص ۱۱

لہ ایضاً

لہ اصول کافی صفحہ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵

غائب کر دیا گیا ہے۔ ان کے اعتقاد کے مطابق قرآن مجید کی آیتوں کی تعداد ستر ہزار (۷۰۰۰۰) تھی۔ جب کہ موجودہ قرآن مجید میں کل چھ ہزار چھ سو سولہ (۶۶۱۶) آیتیں ہیں۔ اصل قرآن وہ ہے جو حضرت علی نے مرتب کیا وہ امام غائب آئیں گے تو یہ کتابیں گے۔ یہ جنس شیعیانہ یہ بھی کہہ گئے کہ ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے جو موجودہ قرآن کے سہ نسبت ہے۔

مگر اسے کیا کیجیے گا کہ یہ حضرات حضرت بلاشبہ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف کسی دوسرے مکمل قرآن کو منسوب کرتے ہیں۔ اور خود حضرت علی موجودہ قرآن ہی کے حکیم و دانائے محرم رازانہ نکتہ رس، نکتہ پنج اور اسی کی ترتیب و تدوین پر حضرت ابو بکر و عثمان کے ممنون و مشکور نظر آرہے ہیں۔ اس کھلی حقیقت اور واضح ثبوت کے پیش نظر ہی تو خود شیعہ علماء میں سے کچھ لوگوں نے ان اصول کافی وغیرہ کی تمام روایات کو لغو قرار دے دیا ہے۔

اب ہمارا سوال اس ذات سے ہے جو علم و فراست اور اقتدار کی مسندِ اعلیٰ پر بیٹھ کر اسلامی احیاء کا خواب دیکھ رہی ہے۔ کیا سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جس قرآن پر مطمئن ہیں اسی قرآن کی روشنی میں احیاءِ اسلام ہو گا یا امام غائب والے قرآن کی روشنی میں۔ اگر جواب ثانی کی تائید میں ہے تو جو قرآن خود غائب ہے اس کی روشنی کہاں سے ظاہر ہوگی۔ نہایت عجز و اخلاص، اور اسلام کی درد منبری سے ہم جناب خمینی صاحب اور ان کے ہمواؤں سے گزارش کریں گے کہ خدا را انقلابِ اسلام برپا کرنے کا عمل شروع کرنے سے قبل قرآن والے اسلام، رسول والے اسلام، اصحاب کرام اور ائمہ والے اسلام سے روشناس ہونا ضروری ہے۔

— دل میں طوفان و فتنوں میں سیلِ اشتیاق
عشق سے پہلے مذاقِ عشق پیدا کرو

۱۔ اصول کافی ص ۲۱

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

اے بسا آرزو ایران میں شاہ کا تختہ الٹنے کے بعد اخبارات کی روشنی میں ہم

نے اور ہم جیسے نہ جانے لیتے بھولے بھلے مسلمانوں نے یہ امید لگائی، اور آس باندھی تھی کہ موجودہ بحرانی دور میں جب کہ دنیا بھر کے مسلمانوں پر ادبار و مذلت مسلط ہے، شاید شیراز کے خطے سے فرقہ بندیوں کے خول سے آزاد خالص قرآن و سنت والی کوئی صدا امام خمینی کے ذریعے سنائی دے گی، مگر جب خود موصوف کی تحریریں پڑھنے کا اتفاق ہوا تو ہم سینہ پیٹ کر رہ گئے۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ حقیقت حال یہ ظاہر ہوئی کہ

۔ رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے

امیر کارواں بھی ہیں انہی گم کردہ راہوں میں

گویا الناس تنالی دین ملو کھنڈ کے بمسداق ہیں باور کرنا ہوگا کہ اگرچہ کل کانگ ڈم آن ایران آج اسلامی جمہوریہ ایران سے ضرور پکارا جاتا ہے، مگر اسلام کے نام کے درپردہ اہانت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہانت قرآن کا وہی آوازہ بلند ہوگا جو شیعیت کا شعار ہے۔ یہ بات جناب خمینی صاحب کی تصنیفات کے مطالعے نے واضح گانگ کی ہے

۔ نگاہ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے

وفا کے بھیس میں بیٹھا ہے کوئی بے وفا ہوکر

فرقہ شیعہ اور ایک بزرگ کا مکاشفہ

اہل سنت و جماعت سے شیعہ نظریات کا اختلاف

آج کا دنیا نہیں ہے بلکہ بہت قدیم ہے۔ اسی لیے اہل سنت خوب جان گئے ہیں کہ یہ ہماری ملت کا جز نہیں ہیں۔ مشہور اسلامی محقق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے ”التائید الثمین“ میں اپنے مکاشفاتِ روحانی ذکر کیے ہیں، اس میں نواں مکاشفہ اس طور پر ہے کہ آپ حضور ختمی مرتبت سرتاجِ روحانیاں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم کی بارگاہِ ناز میں حاضرِ خدمت ہیں۔ پھر اس کے بعد انہی کے الفاظ میں سنئے

سألتنا صلی اللہ علیہ وسلم میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سوال روحانیہ عن الشيعة
 قومي إلى أن مذهبهم باطل، و
 بطلان مذهبهم يعرف من لفظ
 الامام ولما افقت عن ان الامام
 عندهم هو المعصوم المفترض طاعته
 الموحى اليه وحيا باطنا وهذا
 هو معنى النبي، في مذهبهم
 يستلزم انكار ختم النبوة، بفتح
 الله تعالى له

سے روحانی طور پر فرقہ شیعہ کے
 بارے میں دریافت کیا۔ مجھے جواب
 ملا کہ ان کا مذہب باطل ہے۔ اور ان
 کے مذہب کا بطلان لفظ امام سے
 سمجھا جاسکتا ہے۔ جب اس مراقبہ
 روحانی کی کیفیت ختم ہوئی تو مجھے خیال
 آیا کہ واقعی امام ان حضرات کے نزدیک وہ
 معصوم ہستی ہے جس کی اطاعت فرض ہے
 اور جس پر باطنی وحی آتی ہے اور حقیقت میں ہی
 نبی کی تعریف ہے۔ اس بنیاد پر ان کا مذہب
 ختم نبوت کے انکار کا مستلزم ہے۔

اب ان حقائق کی روشنی میں اہل سنت کو شیعوں سے کیسے روبا بط رکھنے چاہئیں۔ اس
 سلسلے میں از خود کچھ قلم فرمان کے بجائے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت ذیل علیہ الرحمہ کا ایک فتویٰ
 حاضر خدمت کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ العطا یا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، جلد ۱۰
 کتاب المحظور والاباحۃ میں ہے

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت و جماعت اس بارے میں۔ آیا شیعوں کے
 ہمراہ ان کے مکان پر تیار شدہ کھانا کھانا درست ہے یا نہیں۔ اور یہ بات جو مشہور ہے
 کہ شیعہ اہل سنت و جماعت کو کھانا خراب کھاتے ہیں اس کا کیا ثبوت عقلی یا نقلی ہے۔
 اور نقلی ہے تو کس کی اور کس کتاب سے؟

الجواب :- روا فیہ کے ساتھ کھانا کھانا، ان کی تقریبات سرور میں دوستانہ شریک
 ہونا، اور جو امور دلاوی و دلاوی و محبت پر دلالت کرتے ہیں، ان سے احتراز واجب

لہ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۳۴۰ھ

کی نسبت، احادیث کثیرہ، واقوال ائمہ وافرہ متظاہرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ حدیث

ابن حبان و عقیلی وغیرہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا تَوَاجِلُوهُمْ وَلَا تَنْسُوا بُؤْهُمْ

وَلَا تَجَالِسُوهُمْ

قرآن عظیم میں ارشاد ہے

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

فَتَمَسَّكُمْ النَّارُ

اور فرماتا ہے

وَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ

الظَّالِمِينَ

یہ بات کہ یہ نامقید فرقہ، جب اہل سنت کے بعض نادان فقہ کو کھانا دیتا ہے، خراب کر کے دیتا ہے اس پر کسی دلیل و برہان عقل کے قیام کے کیا معنی؟ یہ امور متعلق بہ شہادت ہیں۔ مشہور اسی طرح ہے والعلم عند اللہ تعالیٰ۔ اور اس کا پتہ ان کی ان حرکتوں سے چلتا ہے جو خاص حرم محترم مکہ معظمہ میں ان کی بے باکیوں سے صادر ہوتی ہوئی سُنی ہیں، اور بعد اطلاع سرائیں دی جاتی ہیں۔ فقیر جس زمانے میں حافر رنج تھا، خدام کرام مکہ معظمہ کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک رافضی نے حرم مبارک میں پیشاب کیا، کہ اہل سنت کے کپڑے خراب ہوں۔ اسی زمانے میں سموغ ہوا کہ کوئی خدا ناک ترس معاذ اللہ حجر اسود شریف پر کوئی گندی چیز لگا گیا کہ مسلمان ایذا پائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

شیخ سے متعلق مفصل احکام امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی مستقل کتاب "سَوَادُ السَّائِفَةِ"

۲۰ ۱۳

میں بھی دیکھے جائیں وہ کافی بصیرت افروز ہیں۔ ●

حقیقی حیرہ

علامہ اجل امام محمد یوسف البہانی قدس سرہ اپنی کتاب ”جامع کرامات الاولیاء“ میں اولیاء اللہ کے طبقات اور اقسام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت الشیخ سیدی محی الدین ابن عربی (متوفی ۷۴۳ھ) کے حوالے سے رجبی بزرگوں کے احوال میں تحریر فرماتے ہیں:

یہ ہر دور میں چالیس ہوتے ہیں، عظمت الہی سے حال ان پر طاری رہتا ہے۔ یہ افراد ہوتے ہیں۔ انہیں رجبی اس لئے کہتے ہیں کہ اس مقام کا حال رجب کی پہلی تاریخ سے آخری تاریخ تک طاری رہتا ہے۔ پھر یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ پھر رجب آتا ہے تو اس حال کا اعادہ ہوتا ہے یہ مختلف شہروں میں بکھرے ہوتے ہیں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ مگر دوسرے سالکان راہ سے کم ہی لوگ انہیں پہچان سکتے ہیں ان میں کے کچھ حضرات یمن شام، اور دیار بکر میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔“

اسی ضمن میں علامہ نبہانی ایک رجبی بزرگ کا حیرتناک کشف تحریر کرتے ہیں:

”حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ دیا بکر کے شہر ونیسو میں مجھے ایک

رجبی ملے تھے ان کے علاوہ اور کسی سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ حالانکہ مجھے ان کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ کچھ رجبیوں پر رجبی کیف کی علامات سال بھر باقی رہتی ہیں۔ جن صاحب کو میں نے دیکھا تھا، ان پر سارا سال رافضیوں کا کشف باقی رہتا تھا۔ وہ کشفی حالت میں انہیں خنزیر کی شکل میں دیکھتے۔ اگر کوئی مستور الحال رافضی ان کے سامنے آجاتا تو آپ فوراً فرما دیتے کہ ”توبہ کرو تم رافضی ہو“ اور رافضی جس کے حال کا علم کسی کو نہ ہوتا وہ حیران رہ جاتا۔ اب اگر وہ آپ کے کہنے پر توبہ کر لیتا اور یہ توبہ سچی ہوتی۔ تو آپ اسے انسان دیکھتے۔ مگر صرف زبانی تا تب ہونے والا اگر اپنے عقائد فاسدہ کو

دل میں چھپائے رہتا تو اسے آپ مکاشفاتی کیفیت میں خنزیر ہی دیکھتے۔ اور فرماتے تو جھوٹا ہے۔ یونہی اگر ایسی تو بہ میں سچا ہوتا تو آپ اس کی بھی تصدیق کر دیتے۔۔۔۔۔ اس کیفیت کے باعث رافضی اپنے رخص کو چھوڑ دیتا۔ اس ضمن میں دواچھے خاصے عدل و شرع کے پابند شافعی حضرات سے بھی ان کا سابقہ پڑا۔ جو رافضی نہیں تھے اور نہ روافضی کے خاندان ہی سے ان کا کوئی تعلق تھا۔ وہ بڑے عقلمند تھے، انہوں نے کبھی اپنے خیالات کا اظہار بھی نہیں کیا تھا مگر وہ حضرات شیخین (سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) کے بارے میں رافضیوں جیسا عقیدہ رکھتے تھے۔ جب وہ دونوں ان رجبی بزرگ کے سامنے آئے تو انہوں نے حکم دیا کہ ان کو مجلس سے نکال دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے باطن رجبی بزرگوں کے سامنے رکھ دیئے جو خنزیر کی شکل کے تھے رافضیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی علامت و شکل مقرر فرما رکھی ہے ان دونوں کا گمان تھا کہ روئے زمین کا کوئی فرد ان کے باطن کو نہیں جانتا۔ عوام میں وہ متبع سنت اور شاہد و عادل مشہور تھے دونوں نے اس سلسلہ میں آپ سے احتجاج کیا۔۔۔۔۔ آپ نے فرمایا۔۔۔۔۔ میں تو تمہیں خنزیر ہی دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور میرے درمیان اس مذہب رخص کو ماننے والوں کی یہی علامت متعین ہے، یہ بات سن کر انہوں نے دل ہی دل میں توبہ کر لی۔۔۔۔۔ آپ نے فوراً فرمایا۔۔۔۔۔ اب تم نے توبہ اختیار کی اور اس مذہب سے رجوع کر لیا، کیونکہ میں تمہیں نگاہ کشف میں انسان دیکھ رہا ہوں۔ وہ دونوں حیرت زدہ رہ گئے۔۔۔۔۔ اور

آپ کے روبرو رب تعالیٰ سے استغفار و انابت کرنے لگے۔

(جامع کلمات الاولیاء اردو ج ۱ ص ۲۳۳ تا ص ۲۳۵ مطبوعہ مکتبہ حلدیہ لاہور ۱۹۸۲ء)

یہ ہے دورِ حاضر کے نام نہاد آیۃ اللہ و حجۃ اللہ امام خمینی اور ان کے ہم مذہب حضرات شیعوں کی اصل تصویر۔ جو ان کی گستاخی و بدعتیہ دگرگئی کے سبب رُوحانیت کے صاف آئینہ میں نظر آ رہی ہے۔

لہذا چند سکوں یا معمولی دنیوی مفاد کے پیش نظر ان سے راہ و رسم، خلط ملط یا ان کی تائید و ہمدردی میں لگ کر اہل ایمان اپنی ایمانی و اسلامی حقیقت بھی العیاذ باللہ کہیں کھونہ بیٹھیں۔ کیونکہ

صحبتِ بد سے بگڑ جاتے ہیں اچھے اطوار

اور حضرت مولانا نے روم فرماتے ہیں ۔

یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

خُلقاً وِراہل بیت کے

تَعَلُّمَاتُ

مولائے کائنات شبیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق اخراط و تفریط کا شکار ہو کر خوارج اور وافض دو گروہ گمراہی کا شکار ہوئے۔ آقا نے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی خبر امت کو پہلے ہی دیدی تھی۔ ————— خوارج ابتداً حضرت مولائے کائنات کے لشکر ہی تھے، آپ کی محبت کا دم بھرتے تھے، اور آپ کے پرچم تلے جہاد کیا کرتے تھے۔ مگر جب حضرت علی مولائے کائنات نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی تو یہ لوگ باغی ہو گئے، ان کے دلوں میں عناد ابھر آیا۔ اور کہنے لگے کہ حضرت علی نے معاویہ جیسے دشمن سے غیر خدا کو حکم مان کر صلح کی ہے، جو شرک ہے۔

روافض اہل بیت رسول کی محبت کے دعویدار ہیں مگر حضور اقدس مسیح موعود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصل گھروالوں یعنی ماسوائے سیدہ خدیجہ تمام امہات المؤمنین سے سخت عناد اور دشمنی رکھتے ہیں۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سخت غلو کرتے ہیں۔ روافض میں بھی مختلف گروہ ہیں۔ بعض بارہ اماموں کو مانتے ہیں۔ بعض چھ کو اور کچھ ایسے بھی ہیں جو صرف تین اماموں کو تسلیم کرتے ہیں۔ ————— مسئلہ امامت کے علاوہ بھی ان لوگوں نے اپنے مذہب میں بہت سی خاص چیزیں متعین کی ہیں۔ قدیم دور سے آج تک ان لوگوں نے اپنے مذہب کی باتیں چھپانے (دکھانے) پر عمل کیا۔ مگر اب یہ اپنے عقائد و اعمال کو اسلام بنا کر شائع کر رہے ہیں۔ ایرانی انقلاب سے پہلے عام طور پر شیعو اپنے مذہب کے اس قانون پر عمل کرتے تھے جو ان کی اہم الکتاب میں ہے۔

شیعوں کو اپنے مذہب کی دعوت کسی کو دینا منع ہے۔ امام جعفر کا ارشاد ہے۔
کفوا عن الناس ولا تدعوا لوگوں سے ہٹ جاؤ اور کسی کو اپنے

• حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کے مشورہ سے اسلامی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے مقرر کی ہے

• سیدنا عمر کے دور خلافت میں متعدد ایسے مواقع آئے جب امیر المومنین نے فرمایا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

• حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا جنازہ کفن میں لپٹا ہوا رکھا تھا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قلبی جذبات ان کے بارے میں کیا تھے۔ حالت یہ تھی کہ روتے روتے ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔ اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا۔

اللہ کی رحمت ہو آپ پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ اعمال کے بعد عمر کے سوا کسی بھی شخص کا نامہ اعمال میرے نزدیک ایسا نہیں ہے جس کی مجھے تمنا ہو کہ جو کچھ اس نامہ اعمال میں ہے، گاش میں اس کے ساتھ پروردگار عالم کے حضور حاضر ہوتا ہے۔

نیچ ابلاغہ میں ہے۔

مزج اہل زمین

دور فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روم کے خلاف جہاد میں خود شریک ہونے کے متعلق مشورہ کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غلبہ دینے والا، اور ان کی عزتوں کی حفاظت کا کفیل ہے۔ وہ ذات جس نے مسلمانوں کو ایسی حالت میں فتح و نصرت عطا فرمائی، جب مسلمان تعداد میں کم تھے، اور فتح حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اور مسلمانوں کے دشمنوں کو ایسی حالت میں شکست دی کہ مسلمان

لابن اثیر ج ۷ ص ۱۴۷

لے الکامل

مطبوعہ مجتبیٰ، دہلی سنہ ۱۸۹۹ء ص ۱۴۲

لے تاریخ الخلفاء

تھوڑے تھے۔ خود دشمنوں کو رد نہیں کر سکتے تھے۔ وہ ذات زندہ ہے فوت نہیں ہو گئی۔ آپ اگر بذات خود دشمن کی جانب تشریف لجائیں اور اس کے خلاف جہاد میں شرکت کریں اور اس حال میں شہید ہو جائیں تو پھر دسے زمین پر مسلمانوں کا کوئی آسرا اور پناہ گاہ نہ ہوگی۔ (پس بعدت مرجع یوحعون الیہ) آپ دشمن کی طرف کوئی تجربہ کار آدمی روانہ فرمائیں۔ اور اس کے ساتھ جنگ آزما بہادروں کا لشکر بھیجیں پس اگر اللہ نے فتح عطا فرمائی تو آپ کا عین منشا یہی ہے۔ اور اگر خدا خواستہ دوسری بات ہو گئی کنت ددع للناس مشاہدہ للمسلمین۔ تو آپ کی ذات لوگوں کا ماوا و ملجا اور مسلمانوں کی جائے پناہ تو موجود ہی ہو گئی ہے

یاد رہے کہ یہ دور فاروقی کا وہی جہاد ہے جس نے سلطنت روما کی چولیس ہلا دیں۔ ثلثیت کے پجاریوں کو موحدین کے روبرو گھٹنا ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ صلیب کا غرور چکنا چور ہو گیا۔ اور ہلالی اسلامی پرچم مسیحیت کے سینہ پر گڑ گیا۔ پادریوں اور آتش پرست مجوسیوں کا غرور خاک میں ملا دیا گیا۔ کیونکہ اس مبارک دور میں سیدنا فاروق اعظم جیسے امیر کے ہمراہ سیدنا علی مرتضیٰ جیسے شیر ہوا کرتے تھے۔ اللہ اکبر کتنا خلوص تھا ان کی نیتوں میں اور کتنی صداقت تھی ان کی مشاورت میں، کیا حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے اس ایمان افروز مشورہ کو البیاض باللہ تقیہ کہا جانا دین و دیانت کے گلے پر پھری پھرنے کے مرادف نہیں؟

آئیے ایک اور ارشاد کا مطالعہ کیجئے۔ یہ بھی اسی دور مبارک کی بات ہے۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فارس کے خلاف ہونے والے جہاد میں بذات خود شرکت کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں مشورہ

دیتے ہیں۔

مسلمانوں کی فتح و شکست کثرت و قلت پر منحصر نہیں، یہ اللہ کا دین ہے اسے اللہ ہی نے غالب کیا ہے، اسی نے اسے تیار کیا ہے، اور نصرت دی ہے۔ تاآنکہ جہاں تک اس دین کی روشنی پھیلنی تھی پھیلی۔ ہم رب تعالیٰ کے وعدے پر قائم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرمانے والا ہے اور وہی اپنے لشکر کو فتح بخشنے والا ہے۔ اور مسلمانوں کے امیر کا مسئلہ بیسج کے دھاگے کی طرح ہے۔ جو بیسج کے دانوں کو باہم مرتب رکھتا ہے وہ رشتہ اگر ٹوٹ جائے تو دانے بکھر جاتے ہیں، پھر اکٹھے نہیں ہو سکتے اور مسلمان اگرچہ دشمنوں کے لحاظ سے کم ہیں مگر اسلامی اقبال کے باعث زیادہ ہیں۔ اور اپنے اجتماع کی وجہ سے غالب ہیں۔ آپ قطب بنکر ایک ہی جگہ رہیں۔ اور لشکر اسلام کی چکی کو گھمائیں۔ اور آتش جنگ اپنے ملک سے دور رکھ کر دشمن تک پہنچائیں۔ اگر آپ بذات خود اس ملک عرب سے چلے گئے تو عرب کے قبائل جو دبے ہیں ہر طرف سے ٹوٹ پڑیں گے۔ پھر مسلمانوں کی عزت و ناموس کا تحفظ آپ کو فارس کے خلاف جہاں سے زیادہ اہم محسوس ہو گا۔ اور بھی لوگ جب کل آپ کو میدان جنگ میں دیکھیں گے تو کہیں گے عرب کا سردار یہی ہے اسی کو ختم کر دو پھر خیر ہی خیر ہے۔ پھر یہ بات دشمن کو آپ کے خلاف جنگ کرنے میں سخت حیریں کر دے گی اور ان کی طمع کو بڑھا دے گی لے

دنیا کا کون بے بصیرت کہہ سکتا ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ نے تفتہ خلفائے ثلاثہ کا ساتھ دیا۔ ایسا کہنا گویا کردار مرتضوی کے اچلے دامن پر بدنامہ داغ لگانا ہے

اصحابِ کبار اور اہل بیت میں باہم رشتہ داریاں | شیعہ حضرات جن مقدس صحابہ کو گالیاں بکنا

کا رثواب سمجھتے ہیں ان میں کا ہر ایک فضائلِ صحابیت اور ایمانی اولیت کے علاوہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی مرتضیٰ سے قربت بھی رکھتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا رغار بنی ہیں۔ اور ان کی دختر بلند اختر کو ام المومنین ہونے کا شرف ملا۔ صدیق اکبر رسول خدا کے خسر ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کا نکاح پڑھایا تو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اس نکاح کے شاہد ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر بھی ہیں۔ اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے داماد بھی، کیونکہ حضرت علی کی شہزادی سیدہ ام کلثوم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔ اور ان سے ایک فرزند تولد ہوئے جن کی پرورش حضرت علی نے فرمائی۔ آج کل کے بے علم مجلس خواں خواہ اس بات کا انکار کریں مگر شیعوں کی حدیث میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے لہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذوالنورین ہیں کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو شہزادیاں کے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔ پہلے سیدہ رقیہ سے نکاح ہوا۔ ان کی وفات کے بعد اشارہ وحی کی بناء پر سیدہ ام کلثوم کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جلالہ نکاح میں دیا۔ حضرات صحابہ نے اس بات کے جواب میں کہ انہیں ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے۔ فرمایا۔

آدین و آخرین میں سے کسی کو بھی بنی کی دبیٹیوں سے نکاح کا شرف نہیں ملا۔ لہ

دور حاضر کے شیعہ تو لکیر کے نقیر ہیں۔ اور معاذ اللہ اس حقیقت کو توڑ مروڑ کر

بیان کرتے ہیں۔ مگر ماباقر مجلسی کی روایت سنیے۔

امام جعفر صادق سے پوچھا گیا، کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو حضرت عثمان غنی کے نکاح میں دیا تھا۔ امام جعفر نے فرمایا۔
ہاں دیا تھا۔

اس کے علاوہ پرانے رشتوں میں حضرت عثمان غنی کی والدہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں، جن دونوں مدینہ طیبہ کو باغیوں نے گھیر رکھا تھا۔ ان امام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف و فضائل میں یہ بھی فرمایا۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے جس طرح ہم رہے، اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی محل حق میں آپ سے ادنیٰ نہ تھے۔ آپ کو ان دونوں سے بڑھ کر بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہونے کی عزت حاصل ہے جو ان حضرات کو نہ تھی۔

● حضرت سیدنا ابوبکر کے صاحبزادے محمد کی پرورش حضرت علی کے گھر ہوئی کیونکہ حضرت ابوبکر کا وصال ہو جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیوہ اسماء بنت عیس سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر ان کے ہمراہ حضرت علی کی پرورش میں آئے۔

● واقعہ صفین و کربلا کے بعد بھی بنو ہاشم اور بنو امیہ اور اہل بیت و خلفائے ثلاثہ میں باہم شادی بیاہ کا سلسلہ قائم رہا۔

● سیدنا حسین بن علی کی شہزادی فاطمہ کا عقد ثانی حضرت عثمان غنی کے پوتے عبداللہ بن عمر سے ہوا، جن کے بطن سے سید الشہداء کے اموی نواسے محمد بن عبداللہ تھے،

۱۔ حیات القلوب، المجلس ج ۲ ص ۵۶۳ گے پنج البلاغۃ، ص ۱۳۵،
۲۔ تحفۃ الاجاب فی تاریخ الامم ص ۵۸ گے "علی" شخصیت اور کردار، ص ۱۳۵،

- حضرت زید بن امام حسن بن علی کی شہزادی نفیسہ کا عقد خلیفہ زید بن عبد الملک ہوا۔
- ولید بن عبد الملک کی والدہ خود حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کی دختر تھیں۔
- حضرت امام حسین بن علی کی شہزادی سکینہ کا نکاح خاندان اموی میں اصبح بن عبدالعزیز بن مروان سے ہوا تھا۔ پھر تفریق ہو گئی۔
- اصبح سے طلاق کے بعد حضرت سکینہ کا نکاح حضرت عثمان غنی کے پوتے زید بن عمر سے ہوا۔

رشتہ وِداد و محبت | ان کے علاوہ بھی ان حضرات میں باہم رشتے ہوئے، اؤد و مودت و مصاہرت کے تعلقات رہے۔ آج کل شیعہ علاقوں میں آپ چلے جائیں مثلاً ایران و عراق کے شیعہ خطوں میں آپ کسی کا نام ابو بکر، عمر، عثمان اور معاویہ نہیں پائیں گے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عملی کردار دیکھنے کہ انہوں نے اپنے صاحبزادوں کے نام ابو بکر، عمر، اور عثمان رکھے۔

حضرت امام حسن نے اپنے ایک صاحبزادے کا نام ابو بکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ایک شہزادہ کا نام عمر رکھا۔ آگے چلے تو حضرت امام زین العابدین نے بھی اپنے فرزند کا نام عمر رکھا۔ اور محمد بن حنفیہ نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ اس طرح محبت و مودت کا یہ سلسلہ اہل بیت اور صحابہ کبار میں قائم تھا۔ اب اس مغرض فرقہ کو اپنے ایمان کا احتساب کرنا چاہئے۔ جو اصحابِ ثلاثہ کے نام تک سے نفرت کرتا ہے اور کہتا ہے۔

ظہر زعم خویش بزارم کہ امانام عمر دارد،

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عالم اسلام پر احسان عظیم ہے جس سے ملت مسلمہ کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ سادات اہل بیت اس سے بے خبر نہیں تھے ان کے مناقب و محاسن اور کارناموں سے ذخیرۂ اسلامیات لبریز ہیں۔ یہاں محض اسلام کے دور غربت کی ایک جھلک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول

کی روشنی میں دکھاتا ہوں — اتہوں نے فرمایا۔

اب تک ہم کعبہ میں جا کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اظہار

اسلام کے ساتھ ہی ہمارے اس استحقاق کے لئے قریش سے مقابلہ

کر کے خود کعبہ میں نماز پڑھی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

پھر اس کے بعد اسلام کا دور عروج آیا۔ حتیٰ کہ تکمیل دین کے اعلان عظیم کے

بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ خلیفہ رسول سیدنا ابوبکر

صدیق کا دور مسعود گزرا۔ اور سیدنا فاروق اعظم مسند امارت پر رونق افروز ہوئے

اس دور کی چند ایمان افروز داستانیں ابھی آپ نے ملاحظہ کیں — اس

کے علاوہ دیکھیں کہ حضرت امیر المومنین اہل بیت رسول سیدنا عباسؓ، سیدنا علیؓ

اور حسنینؓ کربلا سے کس پیار و محبت اور ادب و احترام کا رابطہ رکھتے تھے۔

سیدنا عمر فاروقؓ نے نخلستان بنو نضیر کا انتظام حضرت عباسؓ اور حضرت

علیؓ کے سپرد فرمایا تھا۔ ایک بار قحط سالی ہوئی اور بہت سے لوگ بھوکوں مرنے

لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباسؓ (حضور انور کے چچا) کے وسیلے سے

دعا کی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا۔ اور باران کرم برسا کر جل تھل کیا۔ حضرت

عباسؓ کے صاحبزادے جبرائیلؑ عبد اللہ بن عباسؓ، سیدنا عمر فاروقؓ کے زیر

تربیت رہے۔ اہل وظائف کی فہرست میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباسؓ

حضرت علیؓ کے نام سرفہرست اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت کے نام اعتباراً

لحاظ سے لکھوائے۔ اہل بیت المومنین کے وظیفے سب سے زیادہ ان کے بعد اصحاب

بدر کا درجہ تھا۔ حضرات حسنینؓ اگرچہ بدری نہ تھے مگر ان دونوں شہزادوں کے وظیفے

بھی بدری صحابہ کے برابر متعین فرمایا۔

ایران کی فتح کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو غنیمت تقسیم کی تو اپنے بیٹے

عبداللہ کو پانچ سو درہم دیئے مگر سیدنا حسن اور سیدنا حسین کو ہزار ہزار درہم دیئے
اسی طرح خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں سیدنا علی رضی
کا یہ فرمان کس بات کی غمازی کر رہا ہے؟

عثمان تو ہم میں سب سے زیادہ نیک، زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، زیادہ
حیادار، پاک طینت، اور خدائے تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے تھے، لہ
سیدنا عثمان غنی پر سبائیوں نے یہ الزام لگایا تھا کہ آپ اقرباء پروری کرتے
ہیں۔ جس کا انہوں نے بایں طور جواب مرحمت کیا تھا۔

اہل خاندان کے ساتھ میری محبت نے مجھے ظلم و جور پر مائل نہیں کیا، بلکہ
میں ان کے حقوق ادا کرتا ہوں۔ میں جو کچھ اپنے اقارب کو دیتا ہوں،
اپنے مال سے دیتا ہوں۔ مسلمانوں کا مال میں خود اپنے لئے حلال نہیں
سمجھتا کہ اس میں سے اپنے گزارہ کے لئے بھی لوں، بلکہ میں اپنے مال سے
اپنا گزارہ کرتا ہوں۔ پھر بھلا مسلمانوں کا مال میں غیروں کو کس طرح
دینے لگاتا؟

اسی طرح شیعہ پردیگنڈے نے مسلمانوں کے اندر حضرت امیر معاویہؓ کا تبہ و جی
اور امت مسلمہ کے ماموں رضی اللہ عنہ سے متعلق طرح طرح کی بدگمانیاں پھیلا دی ہیں۔
حالانکہ ان کا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اختلاف محض شرعی اور اجتہادی بنیادوں
پر تھا۔ جس کے بارے میں مقالات، مشاجرات صحابہؓ اور صحابہؓ کے اندر ہم نے کافی
معلومات فراہم کر دی ہیں۔ تاہم چند اہم واقعات یہاں بھی سپرد قلم ہیں۔

حضرت علیؓ کے لشکر میں بہت سے لوگ حضرت معاویہؓ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے
تھے۔ حضرت علیؓ نے ان تمام کو دہلیم کے محاذ کی جانب جانے کی اجازت
دے دی اور ان پر کوئی مواخذہ نہیں فرمایا۔ ان کی تعداد

پانچ ہزار تھی — مرہ ہمدانی انہیں میں تھے ۱۹۴
امیر معاویہ فرماتے ہیں ۔

تخدا! علی مجھ سے بہتر ہیں۔ اور مجھ سے افضل ہیں ۱۹۵
حضرت امیر معاویہ کو جب معلوم ہوا کہ قیصر روم مسلمانوں کے باہمی نزاعات سے قانڈ
اٹھا کر ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو انہوں نے قیصر کو لکھا ۔

اگر تم نے اپنا ارادہ پورا کرنے کا عزم کیا ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے
ساتھی (حضرت علی) سے صلح کروں گا۔ پھر تمہارے خلاف ان کا جو لشکر
روانہ ہو گا میں اس کے ہر اہل دستہ میں شامل ہو کر فلسطینہ کو حصار
کوئلہ بنا دوں گا۔ اور تمہاری حکومت کو گاجر مولیٰ کی طرح اکھاڑ پھینکوں گا ۱۹۶
حضرت امیر معاویہ مابین حسنین کو جب وہ ان سے ملنے جاتے وہ دولاکھ درہم
کے عطیات دیتے اور بے حد عزت و توقیر فرماتے تھے
امارت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غنیۃ الطالبین میں ہے ۔

اما خلافت معاویہ بن ابی
سفیان ثنابتہ صحیحۃ بعد موت
علی و بعد خلع الحسن بن علی
عن الخلافتہ و تسلیمھا الی معاویہ
لراي داہ الحسن و مصلتہ عامۃ
تحققت لہ و حقن دماء المسلمین ۱۹۷
اور خلافت معاویہ اس وقت سے مصلحت
ہوئی بحسب حضرت علی کی وفات ہو چکی۔ اور امام
حسن نے خود کو خلافت سے الگ کر لیا۔ اور امیر
معاویہ کے سپرد کر دی۔ بر بنائے مصلحت جو امام
حسن نے دیکھی۔ اور مسلمانوں کا خون محفوظ رکھنے
کے لئے آپ کو مصلحت عامہ اسی میں نظر آئی ۔
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت سے نا آشنا نگاہوں کو ان زورانی

۱۹۴ لے فروع البلدان للبلاذری ج ۱، ص ۲۵۸ لے ابدایۃ و النہایۃ ج ۴، ص ۱۲۹
۱۹۵ لے تاج العروس ج ۴، ص ۲۰۸ لے ابدایۃ و النہایۃ ج ۸، ص ۱۵
۱۹۶ لے غنیۃ الطالبین، از شیخ عبدالقادر جیلانی، ص ۱۷۶

تحریروں سے روشنی حاصل کرنی چاہئے۔

کسی نے حضرت ابوامامہ سے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما، انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔^۱ ایک بار حضرت امام علیہ الرحمہ کی مجلس میں کچھ لوگ موجود تھے۔ ایک شخص کا ذکر نکلا جو بعض صحابہ کو برا کہتا تھا۔ حضرت امام نے آیت کریمہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ ————— لَيُخَيِّطُنَّ بِهِمُ الْقُفَّادَ تِلْكَ تِلَاوَت کی۔ اور فرمایا ————— جس شخص کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے بغض ہو وہ اس آیت کریمہ کی زد میں ہے۔ یعنی اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔

اُمّتِ مسلمہ سے الگ خیال | شیعہ وہ بد نصیب قوم ہے جس نے حضرات خلفائے ثلاثہ، صحابہ و صحابیات، اہل بیت المؤمنین خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم سے بغض و عناد مول لے کر خود کو امتِ مسلمہ سے الگ کر لیا۔ اور اب جناب خمینی کے مترجمین کا خیال ہے کہ دور نبوی کے بعد حضرت سیدنا علی اور امام حسن کی خلافت کے چند سال چھوڑ کر دنیا میں کبھی اسلامی حکومت رہی ہی نہیں۔ مجلہ توحید کا مقالہ نگار لکھتا ہے۔

اور چودہ سو سال بعد حضرت علی بن ابی طالب اور امام حسن کی مختصر اسلامی حکومت کی یاد مازہ کرتے ہوئے پہلی بار "وارث غدیر" حضرت امام خمینی نے روئے زمین پر ایک ایسی اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی جس نے شرق و غرب کے تمام استعماری تار و پود بکھر کر رکھ دیئے۔^۲ اور جناب علی خامنہ ای صاحب تو اس سے آگے بڑھ گئے۔ وہ تو کہہ گئے کہ صدر

اول سے اب تک اسلام تھا ہی نہیں۔ امام زین العابدین کے زمانہ میں صرف بیس آدمی ہی سچے مومن تھے اور دوسری سنی میں محض ۳ آدمی۔ نہ ہر دعاد میں کبھی ہوتی تحریر آپ بھی دیکھیں۔

علامہ مجلسی، زہری اور سعید ابن مسیب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ لوگ مخرفین میں سے تھے۔ (اگرچہ میں ذاتی طور پر سعید ابن مسیب کے سلسلہ میں یہ بات قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ کیوں کہ دوسری دلیلوں سے آپ کا امام علیہ السلام کے حواریین سے ہونا ثابت ہے۔ البتہ زہری کے سلسلہ میں یہ بات صحیح ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دوسرے افراد پر یہ بات صادق آتی ہے) جیسا کہ اس کے بعد خود علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ: ابن ابی الحدید نے ایسی بہت سی شخصیتوں اور اس دور کے رجال (معزز ہستیوں) کا نام ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سب اہل بیت سے مخرف تھے۔ اور پھر آپ حضرت سجاد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: ما بکتہ والمدینۃ عشی و ن رجلاً یحبوننا۔ پورے مکہ اور مدینہ میں ایسے بیس آدمی بھی نہیں ہیں جو ہم کو دوست رکھتے ہوں۔ امام زین العابدین علیہ السلام ایسے بدترین حالات میں زندگی بسر کر رہے تھے اور یہی وہ دور ہے جب آپ اپنے عظیم مقصد کے حصول کے لئے جد و جہد شروع کرتے ہیں۔ اور اسی زمانہ کو امام جعفر صادق علیہ السلام ان نفلوں میں اشارہ فرماتے ہیں: ارتد الناس بعد الحسین الا ثلاثۃ، امام حسین کے بعد تین افراد کے علاوہ سبھی لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اور ان میں آدمیوں کا نام لیتے ہیں۔ ابو خالد الکابلی، یحییٰ ابن ام الطویل، اور جبیز بن مطعم (البتہ علامہ نسوستری کا خیال ہے کہ جبیز بن مطعم کے بجائے حکیم ابن جبیر بن مطعم ہونا چاہئے۔ بعض نقلوں میں محمد ابن جبیر بن مطعم درج ہے۔ ہمارے ایک روایت میں چار افراد کے نام ملتے ہیں

جیکہ بعض روایتوں میں پانچ اشخاص کے نام لئے گئے ہیں۔ پھر بھی یہ سب ایک دوسرے کے ساتھ قابل جمع ہیں۔ اتنے سخت ماحول اور ایسی سنگلاخ وادی میں رہتے ہوئے امام اپنے ہدف کی تکمیل کے لئے جدوجہد کا آغاز کرتے ہیں^۱۔

اصول کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ایک قول یہ بھی ہے کہ
”اگر میرے شبیہ پورے سترہ ہوتے تو میں جہاد کرتا“^۲۔

بھولے بھالے مسلمان بھائیو! اس پورے مقالہ میں ہم نے مثبت دماغی ہر دو قسم کے اقتباسات ہی پر اکتفا کیا ہے۔ اور حتی الامکان ذاتی تبصرے سے احتراز مد نظر رکھا ہے تاکہ قاری خود اندازہ لگا سکے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ، اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان درحقیقت باہم کس درجہ پیار و محبت، ادب و احترام اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مگر براہو عصبیت فاسدہ اور ہٹ دھرمی کا جس نے تاریخ کے روشن دمنور باب کو داغدار بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ دعا ہے کہ رب کریم تمام مسلمانوں کو سوئے ظن اور عناد کے آتشکدے سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اولاد کا قانون

میں نے اپنے والدین سے سیکھا

مندرجہ

- صحابی کی تعریف _____ ۱۹۷
- تشویشناک دور _____ ۱۹۹
- خاموشی بہتر _____ ۲۰۶
- کاش! ہمیں واقفیت ہو؟ _____ ۲۰۷
- حضرت امیر معاویہ اور جناب خمینی _____ ۲۰۸
- علماء اسلام غور فرمائیں _____ ۲۱۰
- اس آگ کی چنگاری _____ ۲۱۰
- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ _____ ۲۱۱
- امیر معاویہ اور اہلبیت _____ ۲۱۳
- اہل نظر کی نظر میں _____ ۲۱۸

مشاہیرات صحابہ و راستہ نامی موقف

صحابی کی تعریف | صحابی کی تعریف بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مولانا احمد یار خاں بدایونی لکھتے ہیں۔

صحابی وہ خوش نصیب مومن ہیں جنہوں نے ایمان و مہوش کی حالت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نظر دیکھا یا انہیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ پھر ان کو ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوا۔ لہذا حضرت ابراہیم و طیب و طاہر فرزند ان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو بچپن ہی میں وفات پا گئے صحابی نہیں۔ کیونکہ انہوں نے شیر خوارگی میں حضور کو دیکھا۔ جبکہ مہوش نہیں ہوتا۔ اور سیدنا عبداللہ بن مکتوم نابینا صحابی ہیں۔ وہ بزرگ اگرچہ حضور کو دیکھ نہ سکے مگر اس صحبت پاک میں تو حاضر ہوئے۔ اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مرتد ہو کر مرے جیسے سیلہ کذاب پر ایمان لے آئے وہ صحابی نہیں، کیونکہ صحابیت میں ایمان پر خاتمہ ہونے کی شرط ہے۔ البتہ وہ لوگ جو مرتد ہو کر پھر ایمان لے آئے جیسے اشعث بن قیس یا زمانہ صدیقی میں زکوٰۃ کے منکر جو بعد میں تائب ہو گئے وہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی ہیں۔

حضور کے بعد مسلمانوں میں حاجی، فازی، نمازی، قاضی سب ہو سکتے ہیں مگر صحابی کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دے گئے مگر اپنا دیدار ساتھ لے گئے۔ کل صحابہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ یعنی

لے امیر معاویہ پر ایک نظر ص ۱۱۰، ۱۱۱، مطبوعہ گجرات، پاکستان

(تقریباً) انبیاء کی تعداد کے برابر، پھر جیسے انبیاء مختلف درجے والے ہیں
ایسے ہی صحابہ کرام مختلف مرتبے والے ہیں لہ
حضرات صحابہ کرام کی للہیت، خلوص، اور بے نفسی پر ایمان لانے کے لئے ذیل
کی روایات حدیث و تاریخ پر غور فرمائیں۔

مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جل یا صفین کی جنگ کے دوران اپنے کسی
سپاہی کو مخالف لشکر والوں کے حق میں نازیبا باتیں کہتے ہوئے سنا تو فرمایا :
ان کے حق میں بھلائی کے سوا کچھ نہ کہو۔ ان سے ہمارے قتال کی وجہ صرف
یہ ہے کہ ہم انہیں اور وہ ہمیں باغی سمجھتے ہیں لہ
خود انہی سے جل و صفین کے مقتولین کے انجام کے بارے میں سوال کیا گیا، تو
جواب ارشاد فرمایا۔

ان میں سے جو بھی صفائی قلب کے ساتھ تھا وہ داخل جنت ہو گا لہ
جنگِ جل کے دوران جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ کے مقابل
آنے والے لوگ مشرک ہیں؟ فرمایا شرک سے بھاگ کر ہی تو وہ اسلام میں آئے ہیں۔ پھر
سوال ہوا کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا منافقین تو اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ پھر پوچھا
گیا۔ آخر یہ لوگ کیا ہیں؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت
کی ہے لہ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ جنگِ جل کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
لشکریوں کے مقابلہ میں شہید ہو کر گرے تو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے گھوڑے سے اتر
کر انہیں اٹھالیا۔ چہرے سے غبار صاف کرنے لگے اور روتے ہوئے فرمایا۔
کاش! میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا لہ

لہ امیر معاویہ پر ایک نظر ص: ۱۱ لہ منہاج السنہ ج ۲ ص ۱۶ لہ مقدمہ ابن خلدون ص ۲۸۵
لہ سنن بیہقی طبع حیدرآباد دکن ج ۸ ص ۱۷۲ لہ جمع الغواد ج ۲ ص ۲۱۲

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تقسیم فرمایا کہ علی مجھ سے بہتر اور مجھ سے افضل ہیں۔ ان سے میرا اختلاف صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں ہے۔ اگر وہ قصاص لے لیں تو اہل شام میں ان کے ہاتھ پر سب سے پہلے میں بیعت کروں گا۔

حضرت امیر معاویہ کے پاس حضرت علی کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہ رونے لگے۔ ان کی اہلیہ نے پوچھا، زندگی میں آپ ان سے لڑتے رہے۔ اور اب رو رہے ہیں جواب دیا۔ تم نہیں جانتی ان کی وفات سے کیا فقا اور کیا علم دنیا سے رخصت ہو گیا ہے

(البدایۃ والنہایۃ ج ۴، ص ۱۲۹)

مورخین نے نقل کیا ہے کہ صفین و جمل کے موقع پر فریقین کے مابین دن میں جنگ ہوتی اور رات ہوتی تو دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے کے لشکر میں جا کر شہرہ راز کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیتے تھے

تشریشناک دور

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور گرامی میں اسلام دشمن عناصر نے عبداللہ بن سبا نامی شخص کی سرکردگی میں بغاوت کی، جس کے نتیجے میں خلیفۃ المسلمین سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اس وقت دارالخلافت مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ، مصر اور کوفہ میں فتنہ کی آندھی چل رہی تھی۔ حالات نہایت تشویشناک رخ اختیار کر گئے تھے۔ مولاؑ کا ثبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اب اس کے بعد مسند خلافت سنبھالنے والے کے لئے نہایت سخت مراحل اور دشواریوں کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا۔ چنانچہ جب آپ سے زمام خلافت سنبھالنے کی گزارش کی گئی، تو آپ نے فرمایا۔

دعونی والتمسوا غیری فانما مستقبلون امراً لدجوة
مجھے رہنے دو کسی اور کو تلاش کر لو کیونکہ مستقبل میں کچھ ایسے حالات پیش آنے والے ہیں جنکے

لے البدایۃ والنہایۃ ج ۴، ص ۱۲۹ لے البدایۃ والنہایۃ ج ۴، ص ۱۲۹ لے البدایۃ والنہایۃ ج ۴، ص ۱۲۹

مختلف رنگ ہوں گے۔

اگر تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو گے تو میں تم میں سے کسی ایک فرد کی طرح رہوں گا اور جسے تم خلیفہ مقرر کر دو گے شاید تم سے زیادہ اس کی اطاعت کروں گا۔ اور تمہارے لئے میرا وزیر ہونا میرے امیر ہونے سے بہتر ہے۔

حضرت مولائے کائنات کے اس فرمان سے اس دور کے محدثوں حالات پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔ مگر جو متعدد تھا وہ ہو کر رہا۔ حضرات صحابہ کرام با اتفاق رائے امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت خلافت کر کے انہیں بار خلافت کا ذمہ دار بنادیا۔ یہ واقعہ ۲۵ رذوالحجہ ۳۵ھ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ایک ہفتہ بعد ہوا۔ اس اضطراب و بے چینی اور افراتفری کے ماحول میں حضرت امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے امور خلافت پر توجہ فرمائی۔ اور مسلمانوں کے معاملات کی درستگی کی جانب منطوف ہوئے۔ اور ہر شریک باغیوں نے اپنی حکمت عملی کے تحت حضرت امیر المومنین کی حمایت میں سرگرمیاں دکھانی تیز کیں۔ دوسری جانب اجلہ صحابہ کی جانب سے خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کے خون ناحق کے جرم میں ملوث باغیوں کی سرکوبی کا مطالبہ ہونے لگا۔ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی اس بات سے منکر یا غافل نہیں تھے۔ مگر خلافت کے دیگر اہم امور میں انہماک کے باعث قاتلان عثمان کے انتقام کا کام مؤخر ہو رہا تھا۔ قاتلان سیدنا عثمان، اور اسلام دشمن منافقین حالاً کے بدلتے ہوئے رخ کے مطابق اپنی پالیسیاں تبدیل کرتے رہتے تھے۔ یہ صورت حال تھی جس میں اجلہ صحابہ عظام رضی اللہ عنہم کی رائیں مختلف ہوئیں۔ اور کون نہیں جانتا کہ آراء کا مختلف ہونا عیب نہیں۔

دربار رسول کے حاضر باش صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ مجلس مشاورت رسول میں وہ رائے دہندگی کی آزادی پلتے تھے

تہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف بھی رائے دیا کرتے تھے۔ اور ان کا یہ اختلاف برا نہیں تھا۔ اور نہ ہی ان صحابہ کے خلاف قرآن مجید کوئی تنبیہ فرمائی۔ بلکہ قرآن نے صحابہ کی باہمی مشاورت کی تعریف فرمائی۔ و امر ہم شورائی بینہم خود قرآن میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام کے ساتھ مشاورت کا حکم نازل ہوا۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ
(آل عمران)

پیارے حبیب آپ اپنے صحابہ سے معاملات میں مشورہ فرمایا کریں۔

اس کی روشنی میں آسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ اجتہادی امور میں آراء رسول کے مخالف رائے دینا صحابہ کے لئے جب جرم نہیں رہا تو باہم کیسے جرم ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات شریف میں رقم طراز ہیں۔

حضرات صحابہ کرام بعض اجتہادی امور میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کی مخالفت کرتے تھے۔ اور حضور کی رائے کے خلاف رائے دیتے تھے۔ اور ان کا یہ اختلاف نہ برا تھا نہ قابل ملامت، اور نہ ان کے خلاف کوئی وحی اتری۔ تو پھر اجتہادی امور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کفر کیسے ہوگئی؟ اور ان کے مخالفین پر طعن و ملامت کیوں؟ — حضرت سیدنا علی سے جنگ کرنے والے مسلمانوں کی جماعت بڑی ہے۔ اور ان میں جلیل القدر صحابہ ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت آچکی ہے انہیں کافر کہنا یا ملامت کرنا آسان نہیں ہے لہ

تمام مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین علوئے اسلام اور نفاذ دین و شرع کے لئے تھے۔ اور وہ تمام مجتہد صحابہ کے اجتہاد کی بنیاد پر تھے۔ جن صحابہ نے مجتہد صحابہ کے ساتھ مل کر تلواریں اٹھائیں ان کے مقاصد بھی حمایت دین کے سوا کچھ اور نہیں

۱۔ مکتوبات شریف، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ ج ۲، ص ۲۰، مکتوب ۱۲۶،

تھے۔ اور مجتہد جب اپنے اجتہاد میں خلا کرتا ہے تو بھی اسے ایک ثواب ملتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام کے قلوب محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کے طفیل نفسانی خواہشات سے پاک ہو چکے تھے۔ اسی لئے مقدس گروہ صحابہ کے بارے میں ہمیں اپنے اذہان میں کوئی ایسا شبہ لانا بھی باعث ہلاکت ہے۔

ان جنگوں میں حق بلاشبہ حضرت علی کے ساتھ تھا۔ مگر ان کے مقابل آنے والے حضرات بھی تمام عادل ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے تاویل واجتہاد سے کام لیا۔ حق اگرچہ ایک ہی ہوتا ہے مگر حق رسی کے راستے مختلف ہو سکتے ہیں۔ صحابہ کے مابین ہونے والی جنگوں میں دجود و طرق اتنے مشتبہ تھے کہ صحابہ کی اجتہادی رائیں مختلف ہو گئیں۔

• ایک فریق کے اجتہاد نے اسے برحق قرار دیا اور مقابل کو باغی ثابت کیا، جس سے قتال کرنا واجب ٹھہرا، جو اپنے اجتہاد میں صائب تھا جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ،

• دوسرے فریق نے اپنے اجتہاد سے اس کے برعکس فیصلہ کیا، جو اپنے اجتہاد میں خطا پر تھا جیسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ،

• اسی میں ایک تیسرا طبقہ بھی تھا جس کے لئے کسی ایک گروہ کا برحق ہونا واضح نہ تھا۔

لہذا یہ فریقین سے کنارہ کش رہا۔ جیسے عبداللہ بن عمر اور سعد بن مالک وغیرہما،

اور ان تمام جماعتوں کو اپنے اجتہاد پر عمل کرنا واجب تھا۔ گویا صحابہ کا تینوں طبقہ

اپنے اپنے طور پر اپنی اپنی ذمہ داریوں کو نبھا رہا تھا۔ اور جس جماعت کے اجتہاد نے

قرآن و سنت کی رو سے جو نتیجہ اخذ کیا، جان و دل سے اس پر عمل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت خواجہ حسن بصری نے بہت پیاری بات فرمائی۔

یہ ایسی جنگیں تھیں جن میں صحابہ موجود تھے۔ اور ہم موجود نہیں تھے۔ وہ ان

حالات کو جانتے تھے۔ اور ہم نہیں جانتے۔ اس لئے ہم یہ کرتے ہیں کہ جس پر

تمام صحابہ متفق ہیں ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جس میں ان کے درمیان

اختلاف ہے اس سے سکوت اختیار کرتے ہیں۔

حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف جنگ کرنے والے کو خطا پر بتایا گیا

ہے۔ اسی طرح حضرت طلحہ کے بارے میں ہے کہ طلحہ روئے زمین پر چلنے والے شہید ہیں حضرت طلحہ وہ صحابی ہیں جنہیں جنت کی بشارت ملی۔ اور وہ حضرت علی کے خلاف لڑتے ہوئے شہید کئے گئے۔ ظاہر ہے کہ حضرت طلحہ کی یہ جنگ اگر دین کے سراسر خلاف ہوتی، تو انہیں ایسے اعلیٰ شہید ہونے کی بشارت کیسے ملتی؟ معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں ان سے تاویل کی غلطی ہوئی، مگر ان کا لڑنا بھی فی سبیل اللہ تھا۔ جس کی وجہ سے وہ شہید یَشِیْ عَلٰی وَجْهِ الْاَمْرِ کے درجے پر فائز ہوئے۔

خود مولائے کائنات علی مرتضیٰ حضرت طلحہ و زبیر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ روز قیامت طلحہ و زبیر ان لوگوں میں ہوں گے جن کے بارے میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَفَرَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ۔ جنت میں ہم ان کے دل کی کدورتیں نکال دیں گے۔

علماء فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی برائی میں جو روایتیں ہیں ان میں بعض تو جھوٹ ہیں، بعض میں حذف و اضافہ ہوا ہے۔ اہل سنت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کا ہر فرد گناہوں سے بری ہے۔ اگر ان سے کوئی گناہ ہو بھی جائے تو ان کے فضائل و سوابق اتنے ہیں جو ان کی مغفرت کے موجب ہیں۔ اور وہ حضرات بعد میں آنے والے تمام مسلمانوں سے فزول تر ہیں۔

حضرت امام شافعی مشاجرات صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے اب ہمیں ان سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھنا چاہئے۔

حضرت امام مالک نے فرمایا۔

جو صحابہ کرام کی تنقیص کرتے ہیں، دراصل ان کا مقصد تنقیص شانِ رسالت ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔

تفقیص صحابہ کسی مسلمان کو جائز نہیں۔ اگر کوئی ان کی تفقیص یا عیب جوئی کرے یا ان پر طعن کرے اسے سزا دینا واجب ہے۔

ابراہیم بن یسروہ نے کہا۔

میں نے نہیں دیکھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کسی کو خود سزا دی ہو مگر ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ کو سب و شتم کیا تو انہوں نے اسے اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے لے

اس بارے میں سیدنا غوث اعظم محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین میں ہے۔

حضرت علی طلحہ زبیر اور سیدہ عائشہ اور معاویہ
قال کے متعلق امام احمد نے تصریح کی ہے کہ
اس میں اور صحابہ کی جنگوں کے بارے میں بحث
کرنے سے باز رہنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
ان نزاعات کو قیامت کے دن دور فرما دیگا
جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کہ ہم جنتوں کے سینوں
سے یکے نکال دیں گے۔ اور اس لئے کہ علی
مرتضیٰ ان صحابہ سے جنگ کرنے میں حق پر تھے
اور جوان کی اطاعت سے خارج ہوا، اور ان
سے مقابل اور امام سے باغی قرار پایا۔ اس سے
جنگ جائز ہوئی۔ اور حضرت معاویہ طلحہ اور
زبیر وغیرہ جن بزرگوں نے حضرت عثمان غنی

اما قتالہ لطلحہ والزبیر
وعائشہ ومعاویہ فقد نصَّ
الامام احمد علی الامساک عن
ذلت وجميع ما شجر بينهم من
منازعة ومناقرة وخصومة
لان الله تعالى يزيل ذلت من
بينهم يوم القيمة كما قال عزَّ
وجلَّ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوقِهِمْ
مِنْ غِلٍّ۔ ولان عليا كان على
الحق في قتالهم فمن خرج من
ذلت بعد وناصب جربا كان
باغيا خارجا عن الامام فجائز

۱۔ العارم لسلول علی شاتم الرسول، لابن تیمیہ،

قَالَ وَبَيْنَ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَطَلْحَةَ
وَالزُّبَيْرِ طَلَبُوا أَثَارَ عِثْمَانَ
خَلِيفَةَ حَقِّ الْمَقْتُولِ ظُلْمًا وَالَّذِينَ
قَتَلُوا كَانُوا فِي عَسْكَرِ عَلِيٍّ فَكُلُّ
ذَهَبٍ إِلَى تَأْوِيلٍ صَحِيحٍ لَهُ
اخْتِلَافِ صَحَابِهِ كَيْسَ بَارِئٍ فِي مَكْتُوباتٍ شَرِيفَةٍ

دُخْلَانِي وَنَزَاعِي كَيْسَ بَارِئٍ فِي مَكْتُوباتٍ شَرِيفَةٍ
صَحَابِهِ وَاقْعُ شَدِيدٌ بُوْدٌ مَحْمُولٌ بِرُتُوَا
نَفْسَانِي نِيَسْتِ دَرْ صَحْبَتِ خَيْرِ الْبَشَرِ
نَفُوسِ اِيْشَالِ بَزْكِيهِ رَسِيْدِهِ بُوْدُنْدُو
اَزْ اَزْرُدْگِي اَزْ اَدْگَشْتِ

اِيْ قَدْرِي دَاخِمُ كَيْسَ بَارِئٍ فِي مَكْتُوباتٍ شَرِيفَةٍ
دِرَاں بَابِ بَزْحِي بُوْدُنْدُو مُخَالِفِ اِيْشَالِ
بِرْ خَطَا بُوْدُو اَمَا اِيْ خَطَا رْ خَطَا اِجْتِهَادِي
سَتْ تَا بِجَدِ فِئْتِ نِي رَسَانْدُ بَلْكَ طَامِتِ
رَاہِمِ دَرِي طُوْرِ خَطَا گِنَا لَشِ نِيَسْتِ
كَيْ مَخْطِي رَا نِيَزْمِكِ دَرْجِهْ اَسْتِ اَزْ ثَوَابِي

سَيِّدِي اِمَامِ اَحْمَدِ رَضَا قَادِرِي اِيْكَ فِتْوَيِ كَيْ صَمْنِ مِي لَكْخِي هِي
اَوَلِيَا رَا شَدِي مِي اِگْرَا ہِمِ كَسِي طَرَحِ كِي شُكْرِ رُغْبِي يَا كَسِي بَنْدِ كَيْ حَقِّ مِي كُوْنِي كِي
ہُو جِي سَ صَحَابِ رَضْوَانِ اَللّٰہِ عَلَیْہِمُ اَجْمَعِيْنَ كَيْ مُشَا جِرَاتِ كَيْ مَسْتَكُونِ
لَا صَحَابِي زَلَّةِ يَغْفِرْہَا اللّٰہُ لَہُمْ لَسَابِقْتُہُمْ مَعِي تُو مَوْلَا تَعَالٰی وَہِ حَقُّوْ

اپنے ذمہ کرم پرے کرار باب حقوق کو حکم تجاویز فرمائے گا۔ اور باہم صفائی کے بعد آمنے سامنے جنت کے عالی شان تختوں پر بٹھائے گا کہ وَمَنْ عَنَّا مَا فِي صُدُوحِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ ۝ اسی مبارک قوم کے سرور و سردار حضرات اہل بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، جنہیں ارشاد ہوتا ہے۔ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَضَرْتُ لَكُمْ۔ جو چاہو کرو کہ میں تمہیں بخش چکا۔ انہیں کے اکابر سادات سے حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے لئے بار بار فرمایا گیا۔ مَا عَلٰی عَثْمَانَ مَا فَعَلَ بَعْدَ هَذِهِ لَہ

خاموشی بہتر | حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے قرب نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیاوی نفسانی آلائشوں سے پاک و صاف کر کے شریعت کے معیار میں داخل کر دیا تھا۔ وہ اس خام فولاد کے مثل تھے جسے کارخانہ رسالت نے اپنی محبت کے سانچے میں ڈھال کر اسلامی عمارت کاستون بنا دیا تھا۔ ان کا ہر اقدام حق و صداقت، دین و دیانت اور اسلامی عظمت کے لئے ہوا کرتا تھا۔ وہ ساری امت کے لئے بخوم ہدایت ہیں۔ ہمیں ان کے باہمی اختلافات کو یاد کر بدظنی اور غلط اندیشی کے دلدل میں پھنسنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ ان کی حیات اور کارناموں کے تعمیری و اصلاحی رُخ اور ان کی زندگیوں کے اشار و قربانی، جذبہ طاعت اسلام، اور سرشاری عشق محمدی سے روشنی حاصل کرنی چاہئے۔ نفسانی دلدل اور خواہشات فاسدہ میں گرفتار، دور حاضر کی سیاست اور سیاست خلافت صحابہ کا مقابلہ ان حضرات کی توہین ہے۔ اور اقتدار پسند رہنما یا ان اقوام پر انہیں قیاس کرنا سخت گستاخی ہے۔

۱۔ العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية، للشيخ احمد رضا الفادري قدس سرہ ج ۱۰ ج ۱ ص ۵۲

مشاجرات صحابہ کے باب میں زبان بند رکھنا ہی اہل اسلام کا طریقہ ہے۔
غنیہ میں ہے۔

وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَنِ عَلَى
وَجُوبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
وَالْمَسَاكُ عَنْ مَسَاوِيهِمْ
وَإِطْعَامِ أَرْفَضَائِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ
وَتَسْلِيمِ أَمْرِهِمْ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
مَلُومًا مَأْكُومًا وَجَرَى مِنْ اخْتِلَافِ
مَلُومًا مَأْكُومًا وَجَرَى مِنْ اخْتِلَافِ
عَلَى عَائِشَةَ وَمَعَاوِيَةَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَمْ
تَمُوتْ عَنْهُمْ فِي مَوْتِهِمْ

تمام اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام
کی جنگوں میں بحث سے باز رہا جائے اور ان کے
فضائل و کمالات ظاہر کئے جائیں۔ اور ان کے
معاملات خدا کے سپرد کئے جائیں جیسے وہ اختلافات
جو حضرت علی، عائشہ، معاویہ، طلحہ، زبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہم میں ہوئے۔

کاش نہیں واقفیت ہو

حضرات محدثین معرفت صحابہ کو ایک وسیع علم
قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک چونکہ تاریخ کا
درجہ حدیث کے مقابلے میں کمزور ہے۔ تاریخ میں حدیث کے اصولوں پر جرح و تعدیل نہیں
کی جاتی۔ قوی کے ساتھ رطب و یابس روایات بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ حضرات اس چیز
کو ناپسند کرتے ہیں کہ معرفت صحابہ کے باب میں تاریخی روایات پر اعتما دیا جائے۔ اسی
نظریہ کے تحت چھٹی صدی ہجری کے امام المحدثین ابن صلاح نے اور علامہ سیوطی وغیر
نے علامہ ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب کو عیب دار بتایا ہے کہ اس میں حضرات صحابہ
کے باہمی اختلافات کے متعلق تاریخی روایات درج کی گئی ہیں لہ

تاریخی کتابوں کو کبھی بھی حدیث کا درجہ نہیں مل سکتا۔ کیونکہ مسلمانوں نے دور صحابہ
سے کتب حدیث کی تدوین کے زمانے تک علم حدیث کو جس جانکاہی اور عرق ریزی
سے مدون کیا ہے۔ روایت و درایت پر جتنی محنت کی ہے۔ تاریخی باتیں استناد کی حیثیت

سے نشانہ طعن بتاتے ہیں۔ اور ان پر معاذ اللہ لعنت بھیجا ان کے دین کا لازمی حصہ ہے جناب خمینی صاحب بھی انہی میں سے ایک ہیں۔ بلکہ ان کے امام و مقتدا ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے محض تین اقتباسات یہاں بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں، جن سے قارئین کو معلوم ہوگا کہ خمینی صاحب نے حضرات صحابہ کرام اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کو نام نہاد مسلمان، اسلام کو مٹانے والا.... سے بدتر کہلے۔ اور ان سے اور ان کے اتباع سے برات و نفرت ضروری، اور ان کے اقتدار و اختیار کو ختم کرنا اپنا بنیادی مقصد قرار دیا ہے۔

حضرت امیر ایک روز کے لئے بھی معاویہ کو اپنی سلطنت پر باقی رکھنا گوارا نہیں کرتے اور یہ ہمارے لئے حجت ہے کہ اگر ہم سے ممکن ہو سکے تو ہم حکومت جو رکھا خاتمہ کریں، اور اگر خدا نخواستہ نہ کر سکیں تو ان کی حکومت پر راضی رہنا ایک روز یا ایک ساعت کے لئے بھی ظلم و تعدی پر راضی رہنا ہے لہ

مورخین و موجدین کا عشق و خلوص، منافقین و مشرکین سے بھرپور برات و نفرت ظاہر کئے بغیر ہرگز کوئی معنی نہیں رکھتا، اور اس کے مرکز توحید کعبہ خلیل خدا سے مناسب کوئی اور جگہ نہیں ہو سکتی، یہاں پہنچ کر انسان ہر طرح کے ظلم و زیادتی، استحصال و غلامی اور ذلت و پستی سے، قول و عمل ہر دو اعتبار سے منہ موڑ لیتا ہے لہ

آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے اپنی خلافت کے دوران تین جنگیں لڑیں، اور یہ تینوں جنگیں ان لوگوں سے تھیں جو اسلام کے نام لبوا تھے مسلمان ہونے کے دعویدار تھے۔ اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ مسلمان مسلمان سے جنگ

نہیں کر سکتا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے امیرِ ربیبی اعتراض ہے
کیونکہ حضرت امیر المومنین کی تیمنوں جنگیں نام نہاد مسلمانوں سے ہی تھیں۔
اسلام کو مٹانے کے درپے مسلمان کافر سے بدتر ہیں۔ اسلام کے نام پر غلبت
اسلام کو خاک میں ملانے کے کوشاں مسلمانوں سے جنگ واجب تر ہے۔

علمائے اسلام غور فرمائیں | حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین ظاہر و باطن

ناخوشگوار واقعات پیش آئے، اہل اسلام
نے ان بزرگوں کے علوئے شان کے بموجب انہیں شاجرات کے نقطے سے تعبیر کیا ہے
شاجرۃ کے معنی تینے دار درخت کی شاخوں کا ایک دو سر میں پیوست ہو جانا۔ اور درخت
کی شاخوں کا باہم دگر پیوست ہونا، معیوب نہیں بلکہ اس کی خوبصورتی کی دلیل ہے۔ ہمارے
باادب اکابرین امت نے تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین نزاعات کو نزاع اور
اختلاف کے الفاظ سے تعبیر کرنا بھی خلاف ادب سمجھا۔ اور اس کے لئے ایک الگ لفظ
استعمال کیا۔ اور اب حال یہ ہے کہ دورِ حاضر کے مسلمان نہایت دلچسپی کے ساتھ بائیان
کفر و زندقہ کے گردہ میں آنکھ بند کر کے دستِ لاشیٰ کر رہے ہیں۔ اور اسی کو خدمتِ اسلام
اور اشاعتِ دین کا نام دے رہے ہیں۔

میں ان مسطور کے ذریعہ تمام علمائے اسلام کو غیبی فتنہ کی ہلاکت خیزوں، ایمان و
اسلام کے انہدام کے منصوبوں سے باخبر کرتا ہوں اور ان سے نفرت و برارت کی تلقین
کرتا ہوں۔

اس آگ کی چنگاری | روافض تو خیر بغضِ معاویہ کی آگ میں چودہ سو سال

سے جل بھن رہے ہیں۔ افسوس تو اس بات کا ہے
کہ مسلمانوں میں بھی حضرات صحابہ کرام سے بغض و نفرت کی متعدد چنگاریاں سلگتی رہتی ہیں۔
جن کی اصل بنیاد علمی اور صرف تاریخی بنیاد پر رکھی جانے والی نام نہاد محققین کی کتابیں ہیں
• کچھ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو، حضرت علی کی خلافت کا منکر، اور جنگِ

جمل وصفین کا ذمہ دار بنا کر برا بھلا کہتے ہیں۔

- حُبِ علی کے کچھ بدست امام حسن کو حضرت امیر معاویہ کے حق میں دست بردار ہونے کی وجہ سے بزدل کہتے اور مطعون کرتے ہیں۔
- حضرت علی نے امیر معاویہ سے بعد جنگ صلح کر لی۔ کچھ لوگ اس بنیاد پر شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو بزدل اور حادثہ گریبا کا ذمہ دار گردانتے ہیں۔
- اور کچھ بے ادب تو اس سے بھی آگے بڑھ کر حضرت عمر کو مطعون کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دور میں امیر معاویہ کو شام کا گورنر کیوں بنایا؟ نہ ان کی جڑیں وہاں مضبوط ہوئیں نہ یہ ہنگامے ہوتے۔

ہم جو اب صرف یہ عرض کریں گے کہ ہمارے سارے عقائد و اعمال اور کسی سے محبت و نفرت کی بنیاد قرآن و حدیث کے تابع ہے۔ حضرات صحابہ کرام کا نفسانی خواہشات کی بنیاد پر کسی سے لڑنا، قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے۔ اس قسم کی جملہ تاریخی روایات و حکایات ہم مسلمانوں کے نزدیک مردود و متروک ہیں، جو قرآن و حدیث کے منصوصات سے متصادم ہوں۔ بات حق وہی ہے کہ ان مقدس حضرات نے جو کچھ بھی کیا، اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی اور سر بلندی کے لئے کیا۔ ان کے نفوس، رذیل خواہشات سے پاک و صاف اور منزہ تھے۔ ان کو ایسی باتوں سے مطعون کرنا اپنے دین و ایمان کو برباد کرنا ہے۔ ————— میں یہاں مناسب خیال کرتا ہوں کہ بالاختصار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل اور حضرات اہل بیت سے ان کی عقیدت و محبت اور شیفتگی کے کچھ نمونے پیش کروں۔

آپ کے والد ماجد کا نام ابوسفیان اور والدہ کا نام نہ بنت عتبہ ہے۔ دونوں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

جانب سے پانچویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے اس لحاظ سے آپ حضور کے اہل قرابت سے ہیں۔ صلح حدیبیہ کے دن دولتِ اسلام سے

سرفراز ہوئے۔ اور فتح مکہ کے دن اپنے اسلام کا بر ملا اعلان کیا۔

• ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کو حضور انور کی حرم بننے کا شرف ملا۔ اس لحاظ سے آپ حضور کے سائے ہیں۔

• کتابت وحی، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نامہ و پیام تحریر کرنے کی خدمت سے سرفراز ہوئے۔

• حضرت امیر معاویہ نہایت خوش خط، فصیح و بلیغ، حلیم و بامروت مجتہدین صحابہ میں ہیں

• سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے سات ماہ خلافت فرما کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی۔ اور ان کے مقرر کردہ وظیفے اور تذرانے قبول فرماتے رہے۔ اگر ان میں ذرا بھی فسق ہوتا تو سیدنا امام حسن ایسا ہرگز نہ کرتے۔

• حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی اس وقت کے واقعات سے واقف تھے۔ انہوں نے بھی حضرت امیر معاویہ سے وظیفے اور تذرانے بطیب خاطر قبول فرمائے اگر انہیں حضرت امیر معاویہ میں خلاف شرع امور نظر آتے تو وہ بھی ایسا نہ کرتے۔

• ذخیرۂ احادیث میں مرویات حضرت امیر معاویہ کی تعداد ۱۶۳ ہیں۔ انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث نقل کی ہیں۔ اور جلیل القدر صحابہ نے ان کی احادیث لی ہیں۔ حضرت شیخ جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے آپ کو تمام مسلمانوں کا ماموں لکھا ہے۔

• حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے سات ماہ خلافت فرما کر حسب فرمان نبوی خلافت علی منہاج النبوة کے تیس سال کی تکمیل فرمادی۔ ان کے بعد حضرت امیر معاویہ سلطان اسلام کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ اور آپ کے زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کو جو فروع ملنے والا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشین گوئی فرمادی تھی۔ چنانچہ بخاری کتاب الردیاء میں ام حرام بنت ملحان کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے جہادِ قسطنطنیہ کے غازیوں کی شان بیان فرمائی۔ نہایت مفصل واقعہ ہے۔۔۔۔۔
(بخاری: کتاب الروایا)

● دورِ صدیقی میں شام پر لشکر کشی کے لئے آپ کے بھائی یزید بن ابی سفیان ایک دستہ کے امیر تھے۔ جب رومی فوج قسطنطنیہ سے شام میں آئی تو خلیفہ رسول نے بطور ملک امدادی دستہ کے مقدمۃ الجیش کے طور پر امیر معاویہ کو بھیجا۔ اور انہوں نے اس جہاد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ دمشق کی تسخیر کے بعد حضرت امیر معاویہ اسلامی فوج کے ہر اول دستہ کے ساتھ اور آگے بڑھے۔

● دورِ فاروقی میں حضرت امیر معاویہ نے قیساریہ کی مہم سر کی لے اسی زمانے میں انہوں نے طرابلس، شام، عموریہ، شمشاط اور مالٹا فتح کرنے کے بعد جزیرۂ قبرص کی جانب توجہ کی۔ اور بحری بیڑے کو عبداللہ بن ابی سرح کے ہمراہ قبرص پہنچے۔ اہل قبرص نے سالانہ خراج کی شرط پر صلح کر لی۔ چار سال بعد انہوں نے پھر بغاوت کی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پانچ سو جہازوں کے ذریعہ قبرص کو فتح کیا اور وہاں بارہ ہزار مسلمانوں کی نوآبادی قائم کی۔ جنہوں نے افریقہ کی اسلامی فتوحات میں اور آگے چل کر اندلس کی مہمات میں نہایت اہم کردار ادا کیا لے

● انہی کے دور میں مسلمانوں نے جہاد کے لئے پہلا اسلامی بیڑا بنایا۔ اور اس کے ذریعہ سمندروں کی راہ مجاہدین اسلام پر کھلتی چلی گئی۔ انہی کے دور میں قسطنطنیہ پر مسلمانوں نے لشکر کشی کی جو سمیت کا دنیا میں سب سے بڑا مرکز تھا۔ اسی طرح اوپر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس مبارک خواب کا ذکر ام حرام بنت ملحان کی روایت میں آیا ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے عالم جہاد بلند کرنے والے امیر معاویہ ہیں۔

● تاریخ کی صحیح روایات کے آئینے میں دیکھا جائے تو جنگ صفین و جمل اور اس قسم

کے بیشتر واقعات کے سراسر ذمہ دار روانفخ اور خوارج ہیں۔ خوارج ہی نے حضرت علی اور امیر معاویہ کی صلح کے بعد ان دونوں بزرگوں اور حضرت عمرو بن عاص کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ابن ملجم حضرت علی کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ عمرو بن عاص کے دھوکے میں ایک دوسرا مسلمان مارا گیا وہ محفوظ رہے۔ اور امیر معاویہ زخمی ہو کر علاج کے بعد شفا یاب ہوئے۔ پھر حضرت امیر معاویہ نے خارجیوں کی سرکوبی کی ریاستہائے اسلامیہ میں ہنگامہ اور شورش کے باوجود بیرونی محاذ پر اسلامی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ دور امیر معاویہ میں بلخ، ہرات اور کابل کی بغاوتیں سرکے گئیں۔

● تاریخ اسلام میں اس دور کی رومی سلطنت موجودہ زمانے کی امریکی قوت کی حیثیت رکھتی تھی۔ مگر کیا یہ بات فراموش کئے جانے کے قابل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں سے بحری لڑائیوں میں اسلامی قوت کی قوت کو نمایاں کر دیا ۳۳ء سے ۳۹ء تک رومیوں سے مسلمانوں کے کئی کامیاب معرکے ہوئے۔ اور مشرقی یورپ کی سب سے عظیم قوت قسطنطنیہ کے بازو شل کر دیئے گئے۔ اسی معرکہ قسطنطنیہ میں حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ شریک تھے۔ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی جہاں کے دوران شہید ہوئے اور قلعہ قسطنطنیہ کی فصیل تھے دفن کئے گئے۔ یہ وہ عظیم تاریخی کارنامے ہیں جن کی بنیاد پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیش اسلامی میں صف اول کے دلاور مانے جاتے ہیں۔

امیر معاویہ اور اہل بیت | اس ضمن میں یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ خود حضرات افراد اہل بیت حضرت امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ سے ودا د محبت کا تعلق رکھتے تھے۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ میں حضرت ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت

میں چار لاکھ دینار بطور تہنہ بھجوائے، جسے انہوں نے قبول فرمایا۔

● حضرت امیر معاویہ نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے لئے سالانہ وظیفہ مقرر کر رکھا تھا جو نہایت عزت و احترام سے بھجا کرتے تھے۔ ایک بار کی بات ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ننگ تھا اور امیر معاویہ کے پاس سے مقررہ وظیفہ پہنچنے میں تاخیر ہو رہی تھی۔ آپ نے خیال کیا کہ ان کے پاس بطور یاد دہانی مکتوب روانہ کریں، اسی دوران خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور نے حکم فرمایا اپنے جیسے کے پاس عرشی لکھنے کے بجائے رب کائنات کی جانب رجوع کرو اور یہ دعا پڑھو۔

اللہم اذهب فی رجائک
واقطع رجائی عن سواک حتی
لا رجوا احدا غیرک، اللہم
ما ضعف عنہ قوتی وقصر
عند عملی ولم تنس الیہ رغبتی
ولم تبلغہ مسألتی ولم یجر
علی سائی مما اعطیت من
الا ولین والآخرین من البقین
فخصنی بہ یارب العالمین •

اے اللہ! میرے دل میں اپنی امید بھر دے، اور
اپنے ماسوا سے امید منقطع فرما دے یہاں تک کہ
میں تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں۔ اے اللہ
جس شے سے میری قوت کمزور اور عمل کوتاہ
ہیں اور میری رغبت کی رسائی وہاں تک نہیں
ہوئی اور سوال وہاں تک نہ پہنچا۔ اور وہ میری
زبان پر جاری نہ ہو جو تو نے اگلوں اور پچھلوں
کو یقین عطا فرمایا ہے۔ اے جہانوں کے پرورش
فرمانے مجھے اس سے خواص کر دے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ وظیفہ پڑھنا شروع فرمایا ابھی کچھ ہی روز
ہوئے تھے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاصد پہنچا اور اس نے دو لاکھ وظیفہ
کی رقم اور مزید تیرہ لاکھ بطور نذرانہ حاضر خدمت کیا۔
حضور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ کے ساتھ کیسا تعلق تھا۔ اس کی

اے امیر معاویہ پر ایک نظر، ص: ۵۴

ایک جھلک اس واقعہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ایک روز ایک شخص امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور بولا کہ اے امام میں بال بچوں والا ایک فقیر ہوں۔ آج شب کے لئے آپ سے کھانا طلب کرنا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو، ہمارا رزق دہستے میں ہے بس پہنچنے ہی والا ہے۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ امیر معاویہ کے پاس سے آپ کی خدمت میں پانچ تھیلیاں پہنچیں۔ ہر ایک میں ہزار اشرفیاں تھیں اور لانے والے نے عرض کیا کہ امیر معاویہ معذرت خواہ ہیں۔ اور گزارش کرتے ہیں کہ ان معمولی اشرفیوں کو اپنی ضرورت میں صرف کریں۔ اس کے بعد اس سے بہت زیادہ حاضر خدمت کیا جائے گا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے لانے والے کو فقیر کی طرف متوجہ کیا۔ اور پانچوں تھیلیاں اسے دلوادیں لے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عقیدت و محبت نہیں تھی تو انہیں نذرانے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان سے نفرت تھی تو انہوں نے ان کے بھیجے ہوئے پیسوں کے بارے میں فقیر سے کیوں فرمایا کہ مراد رزق و درواہ است۔ میرا رزق ابھی راستے میں آ رہا ہے۔ بہر حال اس واقعہ سے اہل بیت رسول اور شہزادۂ بقول کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خوشگوار تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔

● حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار اپنے دربار میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں قصیدہ پڑھنے والے شاعروں کو ایک ایک شعر پر ایک ایک ہزار دینار کے انعامات تقسیم کئے۔ اسی بزم میں عمرو بن ماس شاعر نے جب یہ شعر پڑھا

هَوَالِبْنَا الْعَظِيمَ وَفُلْكَ نَوْجٌ دَبَابُ اللَّهِ وَانْقَطَعَ الْخَطَابُ

لے امیر معاویہ پر ایک نظر، ص ۵۵

”یعنی وہ بڑی خبر دے، کشتی نوح دے ہیں، اللہ کا دروازہ ہیں ان کے بغیر کوئی اللہ سے کلام نہیں کر سکتا۔“

اس شعر کو سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شاعر کو سات ہزار دینار عطا فرمائے۔
 عین اس حالت میں جبکہ جنگ کا دور تھا۔ حضرت عقیل (برادر علی) رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے کچھ رقم طلب کی۔ اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رقم نہیں تھی انہوں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو امیر معاویہ کے پاس جا کر لے لوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ حضرت عقیل امیر معاویہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے نہایت ادب و احترام کا برتاؤ کیا۔ اور ایک لاکھ دینار تندر کے طور پر پیش کیا (رضی اللہ عنہ) کتب احادیث سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عزت و توقیر اور حضرت علی کے دل میں حضرت امیر معاویہ کی وقعت کا پتہ چلتا ہے، مسند احمد میں ہے۔

”ایک شخص نے امیر معاویہ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے کہا یہ مسئلہ حضرت علی سے پوچھو وہ مجھ سے بڑے عالم ہیں۔ اس نے کہا مجھے آپ سے جواب سننا اور پسند ہے۔ حضرت امیر معاویہ نے کہا تو نے بہت بڑی بات کی۔ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے کمال علم کی بنیاد پر اس کی عزت کی تو ان سے نفرت کرتا ہے۔ جن کی علمی فضیلت کے سلسلہ میں رسول نے فرمایا کہ اے علی تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون (علیہم السلام) میرے بعد نبی نہیں۔ اور جن کے علم کا یہ حال کہ حضرت عمر فاروق کو کوئی مشکل پیش آتی حضرت علی سے حل کراتے تھے۔ اتنا کہنے کے بعد امیر معاویہ نے فرمایا۔ چل تو میری نظر سے

۱۔ امیر معاویہ پر ایک نظر، ص ۵۵

۲۔ امیر معاویہ پر ایک نظر، ص ۵۵

marfat.com

Marfat.com

دور ہو جا۔ اور پھر اس کا نام وظیفہ پانے والوں کے رجسٹر سے خارج کر دیا۔
 • حضرت امیر معاویہ کی ایک مجلس میں حضرت علی کا ذکر ہوا تو انہوں نے سنرمایا۔
 علی شیر تھے۔ علی چودہ سو دن رات کے چاند تھے۔ علی بارش کرم الہی تھے۔
 حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا۔ علی افضل ہیں یا آپ؟ فرمایا۔ علی کے
 قدم ابوسفیان کی آل سے افضل ہیں۔

اہل نظر کی نظر میں | کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا
 اے ابو عبد الرحمن حضرت معاویہ، اور عمر بن عبدالعزیز
 میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔

معاویہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضور کے ساتھ جہاد کے دوران
 واقع ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے۔
 کسی شخص نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ کی شان
 دریافت کی تو انہوں نے فرمایا۔ ان کی تو بڑی شان ہے کہ حضور اقدس کے سائے،
 کاتب وحی اور عظیم صحابی ہیں۔ ایمان کی حالت میں رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک
 نظر دیکھنے والے صحابی حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی محبوبیت تک اولیائے عالم میں
 کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت وحشی وہی ہیں جنہوں نے حضور کے چچا سید الشہداء
 امیر حمزہ کو شہید کیا تھا۔ جب حضرت وحشی ایمان لائے اور نگاہ ایمانی
 سے حضور کے جمال جہاں آرا کا ایک بار نظارہ کیا۔ پھر حضور نے حکم فرمایا کہ میرے
 رُوبہ رُوندہ آیا کرو۔ حضور کے حکم پر وہ اس طرح گوشہ نشین ہوئے کہ وصال شریف
 کے بعد ہی نکلے۔ اور سیدہ کذاب کو قتل کر کے اس کے فتنہ سے دنیا کو پاک کیا۔

۱۔ امیر معاویہ پر ایک نظر، ص: ۵۷

۲۔ امیر معاویہ پر ایک نظر، ص: ۵۷

کسی نے سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی سے حضرت امیر معاویہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی بابت دریافت کیا تو جواب دیا ۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاۃ امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں

مَنْ يَكُونُ يَطْعَنُ فِي مُعَاوِيَةَ

فَذَلِكَ مِنْ كَلَابِ الْهَادِيَةِ

”جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتاب ہے۔“

اسی فتوے میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ

چشم بداندیش کہ بر کندہ باد

عیب نماید بہ نگاہش مُہنر!

”یہ خُشا رُخِذِہِم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں“

تقیہ

صفحہ	مندرجات
۲۲۱	اس باب میں اسلامی موقف
۲۲۲	حضرت ابن حذیفہ کا جانبازانہ اعلان
۲۲۵	اعلان حق کی شاندار مثال
۲۲۶	ہمشیرۃ فاروق اعظم کی اسلامی عزیمت
۲۲۷	شیعہ مذہب میں تقیہ کی اہمیت
۲۲۸	شیعہ اصول فقہ میں بھی تقیہ کا لحاظ
۲۲۹	جناب خامنہ ای، خمینی اور روایات تقیہ
۲۳۰	شیعہ کتب حدیث اور تقیہ
۲۳۲	ہر سلیم الفطرت فکر خود فیصلہ کرے
۲۳۵	اور یہ ہے ہمارا بے داغ آئینہ

تقیہ

تَقِيَّة (عربی) مصدر وقى سی مادہ وقى یقی تقى تقاء، تاء واو سے بدلی ہوئی ہے۔ معنی حذر، خوف، بچاؤ لے
 فرقہ شیعہ کی اصطلاح میں غیر کے خوفِ ضرر سے خلاف اعتقاد قولاً یا فعلاً کچھ
 کہنا یا کرنا ہے
 اہل تشیع تقیہ کے جواز میں کھینچ پان کر قرآن مجید کی جن آیات کو لاتے ہیں، وہ
 یہ ہیں۔ آل عمران، آیت ۲۸، النحل، آیت ۱۰۶، البقرہ، آیت ۱۹۵، اور المؤمن
 ۲۸۔ مزے کی بات یہ ہے کہ شیعوں کے قدیم ماہرین فن نے اپنی فقہی اور کلامی کتابوں
 میں تقیہ کو مستقل عنوان نہیں بنایا۔ البتہ متاخرین میں ان کے شیخ مرتضیٰ انصاری
 (م ۱۲۸۱ھ) نے اپنی کتاب "المکاسب" کے ملحقات میں تقیہ کے عنوان پر مستقل
 ایک رسالہ لکھا ہے۔

اس باب میں اسلامی موقف | یہاں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ تقیہ علمائے
 اہل سنت اور ان کے متبعین کے نزدیک کوئی
 اصطلاح نہیں ہے۔ اور اصطلاح علمیہ پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں کہیں اس کلمہ کا
 ذکر نہیں ملا۔ یہ صرف اہل تشیع اور ان کے مختلف فرقوں کی اصطلاح ہے۔ دائرہ
 معارف اسلامیہ لاہور میں ہے۔

امام ابوحنیفہ کے اصحاب نے کہا کہ یہ (تقیہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک

۱۔ لسان العرب، مطبوعہ بیروت، ج ۱۵،

۲۔ مجمع البیان، للطبرسی، ج ۱، ص: ۱۷۴،

رخصت ہے اور اس رخصت پر عمل نہ کرنا بہتر ہے۔ اور یہی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اگر کسی پر زبردستی کی گئی کہ کلمہ کفر کہے، اور اس نے جان دینا منظور کیا مگر کلمہ کفر کہنا منظور نہ کیا۔ یہاں تک اسے قتل کر دیا گیا تو یہ شخص اس شخص سے افضل ہے جس نے جان بچانے کے لئے زبان سے کلمہ کفر کہہ دیا۔ یہی حکم ان سب باتوں کا ہے جس میں دین کی عزت برقرار رکھنے کا سوال درپیش ہو۔ دین کی عزت کو برقرار رکھتے ہوئے جان دے دینا اس سے افضل ہے کہ رخصت پر عمل کرے اور جان بچائے۔

اب آئیے امام احمد بن حنبل کی بارگاہ میں حاضری دیں اور ان سے پوچھیں کہ اس باب میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

آئے امام باقر! آپ کے سر پر اگر کوئی شخص تلوار لے کر کھڑا ہو جائے۔ (آپ سے خلاف حق بات کہلوانا چاہے) تو کیا آپ اس کی بات مان لیں گے امام احمد جواب دیتے ہیں۔ نہیں، اگر عالم نے تقیہ کر کے مان لیا۔ اور جاہل تو جاہل ہے ہی تو حق کے ظاہر ہونے کی کیا صورت ہوگی پچھلے لوگ اگلوں کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں ہمارے پاس جھوٹوں کو بڑوں کی بابت مسلسل یہی بیان پہنچا ہے کہ صحابہ تابعین اور تبع تابعین نے اپنی جانیں اللہ کے لئے دیدیں اور اس بارے میں ان پر ملامت کرنے والوں کی ملامت کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور نہ کسی زبردست ظالم کی سختی کو وہ خاطر میں لائے امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

تقیہ انہی صورتوں میں جائز ہے جن میں اظہار حق اور دین کا سوال ہو۔ مگر جن صورتوں میں کسی اور پر برا اثر پڑتا ہو مثلاً قتل، زنا، مال کا غصب، جھوٹی گواہی، محضہ پر تہمت، اور دشمنوں کو مسلمانوں کے کمزور پہلوؤں کی بابت

اطلاع دینا (جاسوسی) ان سب صورتوں میں ذقیہ قطعاً ناجائز ہے۔ لہ
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت پاک رضی اللہ عنہم کی تاریخ اس بات سے
بھری پڑی ہے کہ انہوں نے اپنی جانیں پھیلی پر رکھ کر حق کا اعلان کیا۔ اور کبھی مدافعت
فی الدین کا شکار نہ ہوئے۔ حضرات اہل بیت کا کیا کہنا وہ تو دنیا میں احقاق حق، اور
ابطال باطل کے امتیازی مینار ہیں۔ اور ان کی روش روش اور قول و فعل سے تو نظام
اسلام کی ترتیب ہوتی ہے۔ کیونکہ اہمات المومنین اور دیگر وابستگان خاندان نبوت
نے ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور حضور کی عملی زندگی کے متعدد گوشوں
کو اجاگر کیا ہے۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف
ہونے والے صحابہ اور تابعین پھر تبع تابعین (الی ما بعد) نے اسلام کی صداقت اور دین
کی حقانیت کو اجاگر کرنے کے لئے وہ وہ قربانیاں دی ہیں جو آج بھی حیرت انگیز ہیں

حضرت ابن حذیفہ کا جاننا زمانہ اعلان حق | تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت
عبداللہ بن حذیفہ کو سمجھوں نے

گرفتار کر لیا۔ اور ان سے کہا کہ عیسائی ہو جاؤ۔ اس پر انہوں نے نہایت جرأت کے
ساتھ فرمایا کہ۔

”اگر تم لوگ اپنی اور تمام اہل عرب کی دولت مجھے اس شرط پر دو کہ میں لمحہ بھر کے
لئے اپنے نبی کے دین سے منحرف ہو جاؤں۔ تو یہ میرے
لئے ناقابل قبول ہے۔“

اس پر بادشاہ نے قتل کی دھمکی دی۔ آپ اپنے قول پر قائم رہے۔ بادشاہ نے حکم
دیا کہ انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے اور تیر اندازوں سے کہا کہ حذیفہ کے ہاتھ پاؤں کو
زخمی کریں۔ اس پر بھی آپ نے عیسائیت قبول نہیں کی۔ بادشاہ نے پھر انہیں سولی سے

انارنے کا حکم دیا۔ اور ان کے سامنے ایک تانبے کی دیگ کو آگ پر رکھ کر خوب گرم کر دیا۔ اور حضرت حذیفہ کے سامنے ہی اس میں ایک مسلمان قیدی کو ڈال کر جلا ڈالا۔ اور حضرت حذیفہ سے کہا کہ اب تمہارا کیا خیال ہے عیسائیت قبول کرتے ہو یا نہیں؟ آپ نے کہا نہیں، بادشاہ نے اپنے جلا دوں کو حکم دیا کہ انہیں بھی دیگ میں ڈالیں جب جلا دوں نے حذیفہ کو پکڑا اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو چھلک اُٹے۔ بادشاہ نے سمجھا اب یہ خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ شاید میری بات مان لیں۔ اور مشکباری کا سبب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں اس بات پر رو پڑا کہ میری محض یہ ایک جان ہے جسے رضائے الہی کے لئے آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ کاش میرے جسم کے روزنکٹوں، اور بالوں کی مقدار میں میری جانیں ہوتیں تو اپنے مالک و مولا کی خوشنودی کے لئے میں سب کو کھو دیتی دیگ کے حوالے کر دیتا۔ بادشاہ نے حضرت حذیفہ کو قید میں ڈال دیا۔ اور وہاں خنزیر کا گوشت اور شراب ان کے کھانے پینے کے لئے بھجوا رہا۔ مگر متعدد کئی شبانہ روز گزر جانے کے باوجود انہوں نے ان چیزوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ بادشاہ نے پھر اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور کچھ بھی نہ کھانے پینے کی وجہ دریافت کی تو حضرت حذیفہ نے کہا۔ حالت اضطرار میں اگرچہ ان حرام چیزوں کا کھانا بھی میرے لئے حلال تھا۔ مگر میں اس رخصت پر عمل کے ذریعہ اپنی عزیمت کو کمزور کرنا، اور تجھے خوشی دینا نہیں چاہتا۔

حضرت حذیفہ کو اپنے ایمان و ایتقان میں اتنا پختہ اور ناقابل تسخیر دیکھ کر بادشاہ کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور اس نے کہا کہ اگر تم میرے سر کو بوسہ دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا یہ شرط میں اس وقت قبول کروں گا جب تو میرے ساتھ میرے تمام مسلمان بھائیوں کو جو تیری قید میں ہیں آزاد کرنے کا وعدہ کرے۔ بادشاہ نے وعدہ کیا۔ اور حضرت حذیفہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت قید سے رہا ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب واقعہ سنا تو فرمایا۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ حذیفہ کی پیشانی کو بوسہ دیں۔ اور سب سے پہلے انہوں نے خود حضرت حذیفہ کی پیشانی کو چوما (رضی اللہ عنہم) لے

حضرت عبداللہ بن حذیفہ کا یہ واقعہ تاریخ ملت مسلمہ کے سمندر کا ایک قطرہ ہے قرونِ اولیٰ بالخصوص جانباز اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم کے ایشاد و قربانی جانبازی و جان سپاری پر تو خود رب تعالیٰ کا قرآن شاہد ہے۔ سورۃ النحل کی آیت مبارکہ کو تفسیر کے سلسلے میں اہل تشیع اپنی سب سے بڑی دلیل قرار دیتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ بَعْدَ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مِّنْ اَكْبَرَةٍ وَّقُلُوبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِاَلَا يَمَانٍ

جس نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے کے بعد بجز اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔

حق گوارا

آئیے اس آیت مبارکہ کی شان نزول ملاحظہ کیجئے۔

اعلانِ حق کی شاندار مثال | مکہ مکرمہ میں جانتا زبانِ رسول کی صف میں عمار، یاسر اور سمیہ کے نام اسلام کی تاریخ کے بعل جواہر ہیں۔ ایک بار کفار مکہ نے ان تینوں کو بہت اذیت دی تاکہ وہ خوفزدہ ہو کر اسلام سے منہ موڑ لیں۔ مگر بے سود، بالآخر چشمِ فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ دلدادگانِ ظلم و ستم نے حضرت سمیہ کے دونوں پاؤں دوادڑوں کے پیروں سے باندھے۔ ابو جہل لعین نے ان کی شرمگاہ پر نیزہ سے وار کیا اور دونوں دڑوں کو دو جانب ہانک دیا۔ حتیٰ کہ ایمان اور اسلام کی پاداش میں ان کا سر دھو حصوں میں چر گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور سمیہ کا نام شہدائے اسلام کے دفتر میں سب سے پہلے رقم کیا گیا۔ یہی نہیں اس کے بعد ان کے شوہر حضرت یاسر کو بھی نہایت بے رحمی سے قتل کیا۔ اور زن و شوہر دونوں یکے بعد دیگرے دولتِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ مکہ کا یہ دگداز واقعہ اور ماں باپ دونوں کی اس حالت میں شہادت نے عمار بن یاسر کو کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔

اور انہوں نے طوفانِ ذکرِ بازبان سے کلماتِ کفر کیہ کر اس وقت اپنی جان بچالی۔ عمار کے والدین نے عزیمت پر عمل کیا، مگر عمار نے رخصت کو اپنا یا۔ مگر ان کے دل میں شرم و ندامت کروٹ لینے لگی دوڑے ہوئے بارگاہِ رسول میں حاضر ہوئے لوگوں نے کہا عمار تو کافر ہو گئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔

ہرگز نہیں، عمار تو سرے سے کہ پیروں تک ایمان سے لبریز ہیں۔

حضور اقدس عمار سے پوچھتے ہیں۔ اس وقت جب تمہاری زبان سے کلماتِ کفر ادا ہوئے، تمہارے دل کا کیا حال تھا۔ عمار نے عرض کیا: ”مطمئن بالایمان“ وہ تو ایمان سے مطمئن تھا۔ اس وقت یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔ اور آقائے نامدار نے اپنے غلامِ با وفا کے اس ندامت اپنے دستِ مبارک سے پونچھ دیئے (تفسیر منطہری)

ہمیشہ فاروقِ اعظم کی اسلامی عزیمت | امام احمد رضا قدس سرہ نے

عہد کے قبولِ اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے معارج کے حوالے سے تحریر فرمایا۔ ابو جہل لعین نے معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دینے کے لئے انعام کا اعلان کیا۔ اور عمر شنگی تلوار لے کر گھر سے نکلے۔ ادھر رب تعالیٰ نے قسم فرمائی کہ اب یہ تلوار اس وقت تک بنام میں نہ جائے گی جب تک عمر خود کفار کو قتل نہ کریں۔ پھر عمر کو راہ میں نعیم بن عبد اللہ صحابی ملے۔ اور کہا تم پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو بعد میں کچھ اور کرنا۔ وہیں سے پلٹ کر بہن، بہنوئی کے گھر آئے انہیں حضرت خباب، سورہ طہ کی تعلیم دے رہے تھے۔ عمر کی آہٹ سن کر حضرت خباب کو ٹھری میں جا چھپے۔ بہن سے پوچھا کیا تو آبائی دین سے بھڑکی۔ جواب میں صالحہ بہن نے بر ملا اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ اور بالآخر آیاتِ قرآنیہ سن کر عمر کا دل بھی نورِ ایمان سے جگمگا اٹھا۔ اور انہوں نے دارِ ارقم کے اندر خدمتِ رسول میں پہنچ کر کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ امام احمد رضا قدس سرہ حضرت عمر کی ہمیشہ کی جراتِ ایمانی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

”اسلام میں رافضیوں کا ساتھیہ کہاں؟ (بہن نے) صاف کہہ دیا۔ میں نے
سجادین اسلام قبول کر لیا۔“

شیعہ مذہب میں تقیہ کی اہمیت | تقیہ اہل تشیع کے نزدیک ایک نہایت بنیادی
عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ان حضرات

کے خیال میں دنیا کے اندر کسی مقدس شخصیات نے تقیہ کیا ہے۔
ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی اور ان کے چار بچے ساتھیوں نے خلفائے ثلاثہ یعنی
سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی بیعت تقیہ کے طور پر کی تھی
احتجاج طبری میں ہے کہ

”تو اے علی کے اور ہمارے ان چاروں حضرات کے امت میں سے کسی نے
ابوبکر کی بیعت جبر و اکراہ سے مجبور ہو کر نہیں کی۔“

اور اسی کتاب میں ایک نہایت ناشائستہ روایت بھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر انہیں ان کے گھر سے گھسیٹے ہوئے لایا گیا
وہاں کچھ صحابہ تلواریں سونتے کھڑے تھے اور عمر نے دھمکایا کہ بیعت کرو ورنہ سرتن سے اڑا دوں گا
اس وجہ سے حضرت علی نے مجبوراً بیعت کی۔

گویا حضرت اسد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت خوف یا دھوکہ دہی
کے طور پر کی تھی۔ اور صرف انہوں نے ہی نہیں بلکہ تمام سیعی اماموں نے اپنے اپنے دور کی
ظالم حکومت کے ساتھ ایسا ہی طریقہ اپنا رکھا۔ ایرانی انقلاب کے بانی جناب خمینی صاحب
کے جانشین جناب علی خامنہ ای نے ایک طویل مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے۔

”ہمارے ائمہ اور سیاسی جہد و جہد“

اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان حضرات ائمہ کی گویا پوری زندگی
اسی ادھیڑ بن میں منہمک رہی کہ کس وقت حکومت وقت کے ہاتھ سے اقتدار کو چھین لیں

اور تخت حکومت پر قبضہ کر لیں۔ ہم طوالت مضمون کے خوف سے اس مضمون کے حوالہ کو قلم انداز کرتے ہیں۔ ایک جملہ ہی بطور نمونہ از بس ہے۔

”اگرچہ جب تک بارون بقید حیات رہا، امام ہشتم کو بھی خاموشی اور تقیہ کی زندگی بسر کرنی پڑی۔ پھر بھی آپ کی جدوجہد اور سیاسی مہم جاری رہی ہے“

شیعہ اصول فقہ میں بھی تقیہ کا لحاظ | تقیہ ان کے رگ و پے میں اتنا رچا بسا ہوا ہے کہ اپنی فقہ کے سلسلہ میں

انہوں نے جو اصول فقہ ترقیب دیئے ہیں اس میں سنت تقریری کی بحث میں بھی اس بات کو شامل کرتے ہیں کہ معصومین (دافع رہے کہ ان کے نزدیک انبیاء کی طرح ائمہ بھی معصوم ہیں۔ بلکہ ائمہ کو انبیاء سے بھی زیادہ افضل کہتے ہیں، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح تمام ائمہ کے اعمال و اقوال کو بھی سنت کہتے ہیں۔ اور ائمہ کے قول فعل نیز ان کے سلسلے کیا جانے والا ہر وہ کام جس کو انہوں نے دیکھا اور اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہو شریعت کا ماخذ ہے) کی خاموشی کہیں بطور تقیہ نہ ہو۔ چنانچہ مصادیق فقہ کے تحت جناب سید مصطفیٰ محقق داماد شیعہ ایرانی مجتہد نے سنت تقریری کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ معصوم کی تقریر یا تصدیق کے لئے دو شرطیں لازم،

پہلی — یہ کہ معصوم کو کامل طور سے فعل کی انجام دہی کی اطلاع رہی ہو یعنی وہ فعل مکمل طور سے امام کی موجودگی میں اور ان کے سامنے انجام پایا ہو۔

دوسری — یہ کہ امام کے امر بمعروف اور نہی از منکر کے لئے کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو، یعنی امام فعل کے واقع ہونے کے وقت یا جگہ کے لحاظ سے خود عمل یا اس کے طریقہ صحت میں اظہار نظر کے لئے کوئی مانع نہ رکھتے ہوں۔ اس جگہ مختصر سی وضاحت ضروری ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں

۱۔ مقالہ ہمارے ائمہ اور سیاسی جدوجہد، مجلہ توحید، ج ۴، شمارہ ۱۶، ص ۱۱۶

ائمہ علیہم السلام اور ان کے جملہ اصحاب با وفا ظالم حکام و سلاطین کی طرف سے ہمیشہ جاسوسوں کے زیر نظر رہے۔ اور بنیاد اسلام کی حفاظت، نیز مبنی و عینی شیعوں کی بقا کے لئے اکثر اس میں مصلحت تھی کہ خود کو ساکت و پناہوں کے رہیں۔ جس کے مشہور مظاہر میں سے ایک تقیہ ہے۔ چونکہ غاصب اور ستمگر خلفاء زیادہ تر شیعوں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے ائمہ علیہم السلام کے ارد گرد جاسوس معین کرتے تھے۔ اور یہ حضرات بھی اس بات سے واقف تھے۔ لہذا یہی اقدامات کے پوشیدہ رکھنے کے خیال سے مجبوراً مختلف راہوں اور احتیاط کے گونا گوں طریقوں سے استفادہ کرتے ہوئے اکثر شرعی عبارات کے بیان کرنے کا موقع اور امکان نہ رکھتے ہوئے سکوت اور خاموشی کو ترجیح دیتے تھے۔ لہذا تقریر معصوم کے مطالعہ اور اس کی وقعت و حیثیت جاننے کے لئے ہمیشہ یہ بات دھیان میں رکھنی چاہیے۔

نائب خمینی جناب علی خامنہ
ای لکھتے ہیں۔

علی خامنہ ای خمینی اور روایت تقیہ

اصل میں تقیہ کا مورد اور عنوان سمجھنے کے لئے لازم ہے کہ وہ تمام ردایات جو کتمان اور پردہ داری نیز خفیہ سرگرمیوں سے متعلق ہیں۔ ان کی چھان بین کی جائے تاکہ ایک طرف تو ائمہ علیہم السلام کے اس اعداد اور ہدف کے پیش نظر جن کا گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے (یعنی کسی طور پر سیاسی غلبہ) اور دوسری طرف خلفائے زمانہ کے اس شدید رد عمل کے پیش نظر جو ائمہ علیہم السلام اور ان کے اصحاب کی سرگرمی اور سیاسی فعالیت کے خلاف ظاہر ہوتا ہے تاکہ تقیہ کا صحیح اور حقیقی مفہوم سمجھا جاسکے۔

۱۔ مجلہ توحید، تم ایران، ج ۳، شمارہ ۱۶، ص ۱۲۸، ۱۲۹

۲۔ ہمارے ائمہ..... مجلہ توحید، ج ۲، شمارہ ۱۶، ص ۱۲۸

ان شیعوہ حضرات کا کوئی عمل تقیہ سے خالی نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ ان کی عبادات میں بھی تقیہ ہر جگہ گھسا پڑا ہے۔ اب افضل عبادات نماز ہی کو لے لیجئے۔ خدا کی اس عظیم ترین عبادت میں بھی انہوں نے تقیہ کے مسائل اور اس کے فضائل اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔

جو شیعوہ کسی غیر شیعہ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور اپنی شیعیت کو پوشیدہ رکھتے ہیں ان کے اس تقیہ کی وجہ سے ان کو پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

شیعی ولایت تقیہ کے مسند نشیں جناب خمینی صاحب اپنی کتاب تحریر الوسیلہ میں نماز کے اندر تقیہ کے مسائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دوسری چیز جو نماز کو باطل کر دیتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا جائے۔ جس طرح ہم شیعوں کے علاوہ دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ ہاں تقیہ کی حالت میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح آگے لکھا ہے۔

نویں چیز جس سے نماز باطل ہوتی ہے وہ سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا ہے۔ البتہ تقیہ کے طور پر کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیعوہ کتب حدیث اور تقیہ | تقیہ اہل تشیع کے نزدیک جب اتنا اہم کام ہے تو اس کا سراغ کتاب و سنت میں کچھ تو لگنا چاہئے

چونکہ اس چیز کا تعلق اسلام سے بالکل نہیں اس لئے مسلمان جسے کتاب و سنت (قرآن اور حدیث) کہتے ہیں ان میں تو واقعی یہ تقیہ کہیں نہیں ملتا۔ البتہ اہل تشیع کی اپنی حدیثوں میں اس کے لئے کافی مواد موجود ہے۔ قرآن کے بعد ان کے نزدیک جو صحیح ترین کتاب

۱۔ من لایحضرہ الفقیہ ج ۱، ص ۱۲۷۔ ۲۔ تحریر الوسیلہ، للخمینی ج ۱، ص ۱۸۶،

۳۔ تحریر الوسیلہ، للخمینی ج ۱، ص ۱۹۰،

ہے اس کے اندر تقیہ کا ایک مستقل باب موجود ہے۔ ہم اختصار کے پیش نظر روایات کے صرف ترجمے ہی تدرقارین کرتے ہیں۔

ابو عمیر اعجمی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابو عمیر! دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں۔ دین دین لمن لا تقیہ لہ لہ اور جس نے تقیہ نہیں کیا اس کا دین ہی نہیں۔“

حبیب بن بشر روایت کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد (امام باقر) سے سنا وہ فرماتے تھے۔ روئے زمین پر کوئی شے مجھ کو تقیہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں۔ اے حبیب جو شخص تقیہ کرے گا۔ اللہ اس کو عظمت سے نوازے گا۔ اور جو تقیہ نہیں کرے گا، اللہ اس کو پستی میں گرا دے گا۔“

ابو جعفر (امام باقر) علیہ السلام نے فرمایا تقیہ میرا دین ہے اور میرے آباء کا دین ہے۔ اور جو تقیہ نہیں کرتا اس کا ایمان ہی نہیں ہے۔“

اسی کتاب میں زرارہ سے مروی ہے وہ امام ابو جعفر (باقر) سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ تقیہ ہر ضرورت کے لئے کافی ہے۔ اب صاحب تقیہ خود اپنی ضرورت کا زیادہ علم رکھتا ہے۔“

اصول کافی کتاب العلم میں زرارہ بن اسین کی روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے امام باقر سے ایک مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے مجھے مسئلہ کا جواب دیا۔ اس کے بعد اسی وقت ایک اور آدمی آیا۔ اور اس نے بھی امام سے وہی مسئلہ پوچھا۔ تو انہوں نے اس کا کچھ دوسرا جواب دیا۔ پھر ایک اور آدمی نے بھی اگر وہی مسئلہ پوچھا۔ تو امام نے اس کو دان و دونوں جواب

۱۔ اصول کافی، ص: ۴۸۲، ۲۔ اصول کافی، ص: ۴۸۳

۳۔ ” ص: ۴۸۳، ۴۔ ” ص: ۴۸۳

سے) مختلف جواب دیا۔ پھر جب لوگ چلے گئے تو میں نے امام سے عرض کیا۔ اے فرزند رسول! عراق کے دو باشندے جو شیعانِ اہل بیت میں سے تھے۔ وہ آئے اور ان دونوں نے آپ سے ایک ہی مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے دونوں کو دو مختلف جواب دیا۔ (ایسا کیوں؟) تو حضرت امام نے فرمایا۔ اے زرارہ! اسی میں ہماری اور تمہاری خیر و بقا ہے۔ اور اگر تم تمام لوگوں کا مسلک ایک ہو گیا تو لوگ تمہیں ہم سے تعلق کے معاملے میں سچا سمجھیں گے اور اس میں ہم سب کی بقا کو خطرہ ہے۔ اس کے بعد زرارہ نے کہا کہ میں نے ایک بار امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ آپ کے شیعو ایسے با وفا ہیں کہ اگر انہیں نیزوں کے اوپر یا آگ میں کودنے کو کہا جائے تو وہ ایسا کر دیں گے۔ لیکن جب وہ آپ لوگوں کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو ان میں باہم اختلاف ہوتا ہے۔ زرارہ نے کہا کہ امام جعفر صادق نے میری اس بات کا وہی جواب دیا جو جواب ان کے والد امام باقر نے مجھے دیا تھا^۱۔

اس روایت سے یہ پتہ چلا کہ یہ ائمہ تقیہ کے طور پر دینی مسائل بھی غلط بتاتے تھے۔ (ایما ذب اللہ)

سیسی حدیث میں بطور تقیہ حلال کو حرام، اور حرام کو حلال کرنے کی مثال ہے۔ ابان بن تغلب کی روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) سے سنا وہ فرماتے تھے میرے والد (امام باقر) — یفتی فی زمن بنی امیہ اما قتل البازی والصقر فهو حلال وکان یسقیہم وانا لا اتقیہم وهو حرام ما قتل^۲۔
دور بنو امیہ میں تقیہ کے طور پر یہ فتویٰ دیتے تھے کہ اگر کوئی باز و شاہن کا شکار

کرے اور وہ (قبل ذبح) مرجائے تو وہ حلال ہے۔ اور میں تعین نہیں کرتا تو کہتا ہوں کہ وہ حرام ہے۔“

فروع کافی میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی ذات جرات، حق گوئی، خلوص ولہیت اور صبر و عزیمت کی شاہکار ہے۔ ان کی جانب ایک نہایت بزدلانہ بلکہ منافقانہ روایت منسوب ہے۔ العیاذ باللہ

تلمذ بن سبط امام جعفر صادق سے راوی، انہوں نے بیان کیا کہ منافقین میں سے ایک آدمی مرگیا۔ تو حسین بن علی علیہما السلام گھر سے باہر نکلے اور جنازہ کے ہمراہ چلے تاکہ شرکت کریں۔ تو ان کا ایک غلام سامنے آگیا (جو میت کی منافقت کی وجہ سے شریک جنازہ نہیں ہونا چاہتا تھا) انہوں نے غلام سے فرمایا۔ اے فلاں تو کدھر جا رہا ہے؟ اس نے عرض کیا میں کس منافق کے جنازہ سے بھاگنا چاہتا ہوں۔ امام حسین نے اس سے فرمایا۔ تم نماز میں میرے دائیں کھڑے ہو جاؤ، اور جو مجھے کہتے ہوئے سنو تم بھی کہو۔ (اس کے بعد امام جعفر کہتے ہیں جب دلی میت نے نماز جنازہ شروع کی اور تکبیر کہی تو امام حسین نے بھی تکبیر کہی۔ اس کے بعد کہا۔ اے اللہ اپنے اس بندے پر ایک ہزار بعثت کر، جو متواتر مسلسل ہوں، متفرق نہ ہوں، اور اے اللہ اسے اپنے بندوں میں ذلیل کر، اور اسے نارہتم میں پہنچا۔ اور عذاب سخت کا مزا چکھا۔ یہ شخص تیرے دشمنوں سے دوستی کرتا تھا۔ اور تیرے دوستوں سے دشمنی کرتا تھا۔ اور اہل بیت نبی سے بغض رکھتا تھا) ۱۰

شیعوں کی معتبر کتاب تہذیب میں ہے کہ مخالفین ولایت کے جنازے کو غسل دے اور نماز پڑھے، بلکہ اسے اہل خلاف کی طرح غسل دے۔ اس کے ساتھ جریدہ نہ رکھے اور نماز پڑھے تو دعا کی جگہ اس پر لعنت کرے ۱۱

فروع کافی میں اس کے بعد ایسی ہی روایتیں حضرت امام زین العابدین اور سیدنا امام جعفر صادق سے بھی منسوب کی گئی ہیں۔

یہ اور اس قسم کی درجنوں روایات کے ہوتے ہوئے دھوکہ دہی، فریب کاری، مکاری و عیاری، اور منافقت کا بھی کوئی مفہوم باقی رہ جاتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا الفاظ اپنے اندر کوئی حقیقی معنی و مفہوم رکھتے ہیں تو حضرات شیعہ کے نزدیک جسے تقیہ کہا جاتا ہے اور جس کی مثالیں ان کی اصح کتب بعد کتاب اللہ اور دیگر دستاویزی مآخذ میں موجود ہیں، صرف ان کا ایک تقیہ اپنے اندر مکر و فریب، دجل و دغل اور دور خاپن اور منافقت کی تمام غلیظ ترین شاخوں کو لئے ہوئے ہے یا نہیں؟ اور کیا کوئی ذرہ بھرا ایمان رکھنے والا انسان بھی ان روایات کو خانوادہ نبوت کے مقدس فرزندوں کی طرف منسوب کر سکتا ہے؟ شیعیت کی پوری تاریخ اور تحریک کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ایک وسیع نظر فکر جس نتیجہ پر پہنچتی ہے وہ یہ ہے کہ تقیہ بھی اس فرقہ کی داغ بیل ڈالنے والوں کی ایک لازمی ضرورت تھی۔ ایک ایسا تیرہ ہدف نسخہ جو شیر خدا مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے لے کر اہل تشیع کی تمام معتد شخصیات کو اپنے خود ساختہ سانچہ میں فٹ کر سکے۔ جسے اگر ہم جناب مخینی صاحب کے لہجے میں کہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ تقیہ بنیان فرقہ شیعہ کا ایسا طاغوتی حربہ ہے جس نے اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی جلالت مآب، سرمایہ شجاعت، بے باک، نڈر، حق گو، حق شعار، نسل پاک پر صد سال تک حق پوشی، منافقت، دور خاپن، اور خلاف ضمیر زندگی گزارنے کا الزام لگایا ہے۔ (العیاذ باللہ)

سورۃ آل عمران کی آیت مبارکہ

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا
مِنْهُمْ تَقَةً (القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، آیت: ۲۸)

نہ بنائیں مومن کا فردوں کو اپنا دست مومنون کو چھوڑ کر اور جس نے کیا
یہ کام پس نہ رہا اللہ سے (اس کا) کوئی تعلق، مگر اس حالت میں کہ تم کرنا چاہو
ان سے اپنا بچاؤ۔

اور یہ ہے ہمارا بے داغ آئینہ | لفظ ثقہ کی مفسرین اسلام نے جو تشریح
کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

اگر مسلمان کفار کے زرخے میں آجائے اور اسے اپنے قتل ہو جانے، مال
چھین جانے، اور ناموس لٹ جانے کا قوی اندیشہ ہو، تو اس بے بسی کے
عالم میں وہ ایسی بات کہہ لے جس سے وہ کفار کے شر سے محفوظ رہے۔
اس عالم خوف و خطر میں اسے یہ اجازت ہرگز نہیں کہ وہ ایسا فعل کرے یا
ایسی بات کہے جس سے دوسرے مسلمان کو ایسا ضرر پہنچے جس کی تلافی نہ ہو سکے۔
مثلاً کفار اس سے اگر کسی مسلمان کو قتل کرنے، زنا کرنے، کسی پاکدامن عورت پر بہتان
لگانے یا کفار کو مسلمانوں کے راز بتانے پر مجبور کریں تو اس مسلمان کو اس امر کی ہرگز اجازت
نہیں کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے ان کاموں میں سے کوئی کام کرے۔

اگر وہ اپنی جان بچانے کے لئے زبان پر کلمہ کفر لائے (جس طرح حضرت عمار بن
یاسر رضی اللہ عنہ نے کیا)، اور اس کا دل مطمئن ہو تو اسے ایسا کرنے کی رخصت تو ہے
لیکن اس کا ایمان پر ڈٹے رہنا اور اپنی جان دے دینا بہت افضل ہے۔

عصر حاضر کے اسلامی مفکر اور صاحب الرائے مفسر قرآن حضرت مولانا پیر کرم شاہ
اندھری اہل تشیع کی تفسیر کے حق میں دلیلوں کا جائزہ لینے کے بعد اسلامی قانون میں جس
جملہ کو حلال کیا گیا ہے اور جو عزیمت کے مقابلہ میں محض ایک رخصت ہے اس کا ذکر کرتے
ہوئے رقم طراز ہیں۔

اس چیز کو اس تفسیر سے دور کیا واسطہ بھی نہیں جو مذہب شیعہ کا اصل عظیم ہے۔
اور بڑا کار ثواب ہے۔ جس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے وہ یہاں تک کہہ
جاتے ہیں کہ اگرچہ خلفائے ثلاثہ نے قرآن کی تحریف کر دی، احکام شریعت کو

بدل ڈالا، سنت رسول کو مٹا دیا۔ لیکن حضرت علیؑ نے تقیہ پر عمل کیا اور خاموش رہے۔ بلکہ کاروبار حکومت میں ان کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ ان کے مال غنیمت سے اپنا حصہ قبول کرتے رہے۔ ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔۔۔
 استغفر اللہ! شاہ مرداں، شیرزیداں علیہ وآلہ افضل الثناء واکمل الرضوان کی ذات مقدس پر یہ کتنا ناپاک بہتان ہے۔ ایسی بہتان تراشی پر ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں ﷻ

۱۔ تفسیر ضیاء القرآن، للعلامہ محمد پیر کرم شاہ، ۱۰۰ لازہری، ج ۱، ص: ۲۲۱

باغِ فِدت

صفحہ	مندرجات
۲۳۸	باغِ فِدت کیا ہے؟
۲۳۹	باغِ فِدت اور اسلامی روایات
۲۴۲	شاہ عبدالعزیز سے ایک سوال اور اس کا جواب
۲۴۷	مسئلہ فِدت اور شیعہ
۲۵۱	فی اور انفال
۲۵۲	فِدت اور اصول کافی کی دو روایات

باغ فدک

مسلمان اور شیعوں کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں ایک باغ فدک کا بھی مسئلہ ہے۔ باغ فدک اور اس جیسے متعدد مسائل کی تحقیق کرنے والا صاف محسوس کرتا ہے کہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی ذوات مبارکہ سے بغض و عناد کے فاسد جذبات نے یہ مسائل اختراع کر لئے ہیں۔ اور اہل ہواد ہوس نے بندر کے زخم کریدنے جیسی حرکتوں کے ذریعہ یہ مسائل پیدا کئے ہیں۔ آئیں کچھ آپ بھی جائزہ لیں۔

باغ فدک کیا ہے؟ فدک یہود کا ایک چھوٹا سا قریہ تھا۔ جس کے باہر کچھ باغ اور کاشت کی زمین تھی۔ قدیم دور میں اس علاقہ پر عادی و ثمود کی بستیاں تھیں۔ بعد میں یہود نے وہاں بود و باش اختیار کی اور زراعت و آب رسانی کو ترقی دی۔

۶۳۰ء میں محاصرہ خیبر کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مبلغ بنا کر وہیں سے فدک روانہ فرمایا۔ اہل فدک نے حضرت محاصرہ رضی اللہ عنہ کی دعوت قبول کرنے میں پس و پیش کی۔ مگر جب یہود کا مرکز یعنی خیبر فتح ہو گیا تو اہل فدک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قاصد بھیجا۔ اور اہل خیبر کی شرائط کے مطابق صلح کر لی۔ اور طے پایا کہ وہ فدک کی نصف پیداوار حضور کی خدمت میں پیش کرتے رہیں گے۔ حضور نے ان کی پیشکش قبول کر لی۔ اس طرح فدک کی زمین خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئی۔ کیونکہ مسلمانوں نے اس کیلئے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے۔ یعنی اس کے لئے جہاد نہیں کیا تھا۔

کچھ دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ فدک کی نصف زمین اور باغ دینے

کی بنیاد پر صلح ہوئی۔ الغرض فدک کی یہی آمدنی تھی جسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال، ازواج مطہرات، بنی ہاشم کے افراد، بہانوں، سفراء اور کچھ غریبوں اور یتیموں کی امداد پر خرچ فرماتے تھے۔ بعض اوقات اسی کے ذریعہ سامان جہاد بھی فرماتے اور اصحاب صفہ کی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ فدک کی آمدنی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی فاطمہ اور بنی ہاشم کے لوگوں کی مکمل کفالت نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ اس میں سے کچھ رحمت فرمایا کرتے تھے۔ وہ قطعہ زمین کچھ اتنا وسیع نہیں تھا جو مذکورہ بالا تمام ضرورتوں کا کما حقہ کفیل ہوتا۔ جیسا کہ روایتوں سے ظاہر ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سارا جہان اور جو کچھ اس میں ہے سب کے منجانب اللہ مالک و مختار سرور ہر دوسرا رحمت کو نین، مختار ماریں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خزائن الارض کی کنجیاں پروردگار عالم نے انہیں عطا فرمائیں۔ اور جنت کی نعمتوں کا انہیں قاسم بنایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

کل جہاں ملک اور جو کی ردنی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے۔ اور سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عطا سے مالک و مختار ہیں۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں
اور جملہ مخلوقات الہی سفرہ انعام الہی پر حضور ہی کے صدقہ و طفیل رزق پاری
ہیں۔ افراد امت حضور کی معنوی اولاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک بنیادی بات
تھی جو ذکر ہوئی۔

باغ فدک اور اسلامی روایات | باغ فدک کے بارے میں ابو داؤد
کی روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت
بی بی فاطمہ زہرا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی کہ فدک ان کے لئے

خاص کر دیں، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے انکار فرمایا۔
وان فاطمہ سألت ان يجعلها لها فاني لے

سیدہ فاطمہ نے حضور سے فدک کا سوال کیا تو حضور نے انکار فرمایا۔

• معلوم ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک اپنی لاڈلی بیٹی فاطمہ کو عنایت نہیں فرمایا۔

• حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کے بارے میں کوئی وصیت بھی نہیں فرمائی کہ بنی ہاشم یا سیدہ فاطمہ کو دیا جائے۔ اس لئے کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی مال و منال اور دولت و ثروت سے بے نیاز تھے۔ جو دو کرم اور بخشش و عطا حضور کی صفت تھی۔ اور فقر حضور کی ردا تھی۔ جو کچھ سونا چاندی حضور کے پاس ہوتا سب راہ خدا میں جلد از جلد خرچ فرما دیتے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ کسی کو دنیوی مال کا وارث نہیں بناتے۔

• ایک بار نماز عصر پڑھ کر نہایت سرعت سے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے اور سونے کا ایک ٹکڑا تھا جو لاکر خیرات فرمایا کہ ببادادہ رات بھر گھر میں پڑا رہ جائے۔
• مرض وصال میں گھر کے اندر کچھ اشرفیاں تھیں جنہیں راہ حق میں لٹا دیا۔ اور فرمایا۔ اللہ کا نبی اللہ سے اس حال میں نہ ملے کہ اس کے قبضہ میں یہ اشرفیاں ہوں آقا و مولا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے لئے بھی کوئی مال اور دولت و ثروت نہیں چھوڑی۔ بس ہر ایک ام المؤمنین کے لئے ایک ایک حجرہ تھا جو بن کر حضور نے انہیں ہیہ فرما دیا تھا۔ ان حجروں کے سوا ان کے پاس نہ کوئی زر تھا نہ زمین، اور یہ بھی واضح رہے کہ حضور نے سیدہ فاطمہ کے لئے بھی حجرہ عنایت فرمایا تھا۔ حضور کا ارشاد ہے۔

لا نورث ما ترکناہ ہم (انبیاء) کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم جو چھوڑتے
صدقہ لے ہیں صدقہ ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد ازواج مطہرات

رضی اللہ عنہن نے جانا کہ حضور نے جو کچھ باقی چھوڑا ہے اسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ تقسیم کرایا۔ اس وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حدیث مذکورہ بالا پڑھ کر سنائی، جس کا علم ہر ایک کو نہیں تھا۔ تو تمام امہات المومنین نے طلب میراث کا مطالبہ واپس لے لیا۔

صحیحین میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جماعت صحابہ کے سامنے جب یہ بات پوچھی کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ تم کسی کو وارث نہیں بناتے، تو تمام صحابہ نے اقرار کیا کہ ہاں بیشک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ اس مجمع میں منجملہ اور صحابہ کے حضرت عباس، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن وقاص بھی موجود تھے (رضی اللہ عنہم) اور سب نے یک زبان حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عمر نے بطور خاص حضرت عباس اور حضرت علی کو قسم دے کر اس کی تصدیق چاہی تو انہوں نے بھی تصدیق کی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وصال سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے جانشین رسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فدک کا مطالبہ کیا۔ اس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاتون جنت کو ادھر گزری ہوئی حدیث شریف سنائی۔

بات ظاہر ہے کہ جس طرح امہات المومنین میں سے کچھ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک کا علم نہیں تھا اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ تقسیم وراثت چاہی تھی۔ مگر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سامنے آگیا تو سب نے آمنا صدقاً کہہ کے سر تسلیم خم کر لیا۔ اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکی چہتی شہزادی نے بھی محبوب رب العالمین کا فرمان مبارک سن کر طمانیت حاصل کر لی ہوگی۔

مگر بخاری شریف کی بعض روایات میں حضرت ابو بکر صدیق اور سیدہ فاطمہ زہرا کے سوال و جواب کے بعد طلبہ کے سیدہ فاطمہ حضرت ابو بکر سے ناراض رہیں اور اسی حالت میں چھ ماہ بعد وفات پا گئیں۔ اس کے جواب میں علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ بات حدیث کے متن سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ راوی کا اپنا تبصرہ ہے جو ممکن ہے روافض کے پردہ پگندے کا اثر ہو۔
شیخ محقق تحریر فرماتے ہیں۔

مطالبہ فدک کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ کے دولت کدہ پر گئے۔ اور دھوپ میں ان کے دروازہ پر کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان سے راضی ہو گئیں۔
مطالبہ فدک کے بعد سیدہ فاطمہ چھ ماہ بعد وصال فرما گئیں۔ طبقات ابن سعد میں امام شعبی اور امام نخعی کی روایات کے مطابق نماز جنازہ حضرت ابو بکر صدیق نے پڑھائی بعض دوسری روایات کی رو سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چونکہ شرم و حیا اسلامی کا شاہکار تھیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار مرد و عورت کے بارے میں ان سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بابا جان میرا خیال ہے کہ عورت کئے اس سے بہتر کچھ نہیں کہ نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھے اور نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے۔ یہ سن کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کیوں نہ ہو آخر بیٹی کس کی ہے؟ — حضرت خاتون جنت نے اسی جذبہ شرم و حیا کی وجہ سے اپنی میت جلد از جلد حضرت اسماء بنت عمیس (زوجہ صدیق اکبر) کے بنائے ہوئے لکڑی کے گہوارے میں پوشیدہ کر کے تجہیز و تکفین کی وصیت فرمائی تھی۔ جس پر عمل ہوا۔

شاہ عبدالعزیز سے ایک سوال اور اس کا جواب | مسئلہ فدک کے سلسلہ میں مزید توضیح کئے

خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ایک فتوے کا خلاصہ زیر قلم لانا، مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سوال کا حاصل | مسلم۔ ام المؤمنین عائشہ سے راوی کہ سیدہ فاطمہ نے حضرت صدیق اکبر کی خدمت میں اپنی وراثت کا مطالبہ کیا،

بخاری میں ہے۔ فغضبت فاطمہ وخرجت عنه ولم تتكلم حتى ماتت، پس فاطمہ غصہ ہوئیں۔ اور ان کے پاس سے چلی آئیں۔ اور وفات تک سیدنا صدیق اکبر سے بات نہیں کی۔ اور بخاری میں یہ بھی ہے کہ جس نے فاطمہ زہرا کو غصہ دلایا اس نے مجھے خشناک کیا۔

اور مسلم حضرت عمر سے راوی کہ انہوں نے حضرت علی اور حضرت عباس سے کہا۔ (جو ایک طویل حدیث ہے) کیا آپ دونوں حضرات سمجھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر دروغ گو گنہگار بے وفا اور خائن ہیں۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ وہ نیک، سچے، راشد اور حق کے تابعدار ہیں۔ پھر وفات ہوئی ابوبکر کی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں۔ اور ابوبکر کا ولی ہوں۔ تو کیا آپ دونوں حضرات کا خیال ہے کہ میں دروغ گو گنہگار بے وفا اور خائن ہوں۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں سچا، نیک، راہ راست پر، اور حق کا پیروکار ہوں۔

معارج النبوت میں روایت ہے کہ وقف فرمایا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف نے اس موقع کو جس کی حدیں معلوم ہیں۔ حضرت فاطمہ کے لئے اور ایسا وقف کیا کہ حضرت فاطمہ کے سوا دوسرے کے لئے وہ موقع حرام کر دیا گیا۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کے لئے یہ وقف ہمیشہ کے لئے کر دیا اور یہ شرط فرمادی کہ حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد یہ موقع ان کی ذریات کے لئے وقف رہے گا۔ تو جو شخص سکر وقف کو تبدیل کر دے تو اس کا گناہ تبدیل کرنے والوں پر ہے۔ بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

جواب کا خلاصہ | مسلم کی روایت سے کوئی تفصیر سیدنا صدیق اکبر کی ثابت نہیں۔ انہوں نے وراثت کے سلسلہ میں جواباً صرف حدیث رسول بیان کی۔ اور حدیث مان کرنا مستحکم نہیں ہے۔ اگرچہ بعض روایتوں سے

پتہ چلتا ہے کہ سیدہ فاطمہ نے وفات کے وقت تک سیدنا صدیق اکبر سے بات نہیں کی۔ لیکن اور کئی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہ صدیق اکبر سے خوش تھیں۔

اور یہ چیز امامیہ فرقہ کی روایات سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ مجاہد السالکین کے مصنف اور دوسرے شیوخ علماء نے حضرت صدیق اکبر کے سیدہ فاطمہ کے پاس جانے اور ان کے دروازے پر کھڑے ہو کر انہیں رضا مند کرنے اور سیدہ فاطمہ کے خوش ہونے پر پروردگار عالم کو شاہد بنانے کی روایت کی ہے۔

شاد صاحب فرماتے ہیں۔ "اغضب" کا مطلب جان بوجھ کر اپنے قول و فعل کے ذریعہ غصہ دلانا ہے جس کا صدور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ سے نہیں ہوا۔ یہی بات سیدہ فاطمہ زہرا کی توان پاکان امت کو کبھی بلا تقصیر بھی غصہ آجاتا ہے۔

چنانچہ گئو سالہ پرستوں کے معاملہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت ہارون علیہ السلام پر غضبناک ہونا نص سے ثابت ہے۔

دوسری روایت بھی مسلم میں ہے۔ مسلم اور دیگر کتب صحیحہ میں واقعہ اس طرح ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ صدیق اکبر کے پاس تھا۔ اور وہ اس سے حضرت فاطمہ اور ازواج مطہرات کو خرچ دیتے تھے۔ ان کے بعد بنی ہاشم میں جو حاجتمند تھے انہیں دیتے تھے۔ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو حضرت علی اور حضرت عباس آپ کے پاس آئے اور ترکہ حوالہ کرنے کا سوال کیا۔ تاکہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ اس ترکہ کو عمل میں لانے تھے۔ ہم لوگ خود عمل میں لائیں۔ حضرت عمر نے ترکہ ان دونوں حضرات کے سپرد کیا۔ اور کہا کہ آپ لوگ اسے باہم تقسیم نہ کریں۔ اور اس میں وراثت جاری نہ کریں۔

مگر پھر کچھ روز کے بعد حضرت عباس نے چاہا کہ یہ ترکہ تقسیم ہو۔ تو حضرت علی نے اس بات سے انکار کیا۔ اس طرح باہم منازعت ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت علی

نے حضرت عباس کو بے دخل کر دیا۔ حضرت عباس نے امیر المومنین حضرت عمر کے پاس حضرت علی کی شکایت پیش کی۔ اس پر حضرت عمر نے حضرت عباس کی فہمائش کے لئے مذکورہ بالا کلمات کہے تاکہ حضرت عباس حضرت علی کی فہمائش اور شکایت سے باز رہیں۔ اور اس میں ترکہ کا حکم جاری نہ کریں۔ یہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کا عمل رہا۔ اور میں اور حضرت علی بھی یہی چاہتے ہیں۔ اور وراثت انبیاء تقسیم نہ ہونے کی حدیث آپ حضرات کی روایت کردہ، اور توشیح فرمودہ ہے۔ چنانچہ پھر حسب سابق عمل ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ مروان نے اپنے دور میں اس پر قبضہ کر لیا۔

اور اسلامی فقہ میں وقف کا یہ قانون ہے کہ ولی یا عصباء میں سے واقف اگر کسی کو متولی مقرر نہ کرے اور انتقال کر جائے تو اس وقف کی تولیت والی آفاق یعنی والی ملک سے متعلق ہوتی ہے۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب ترکہ وقف تھا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی ہوئے۔ لہذا اس کے انتظام اور تقسیم کی ذمہ داری کے بعد دیگرے ان حضرات پر آئی اور وہ لوگ اسے بحسن و خوبی انجام دیتے رہے جیسا کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے۔

”فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ جس کی آمدنی حضور اپنے اہل و عیال پر خرچ فرماتے تھے۔ اور بنی ہاشم کے بچوں کو دیتے تھے۔ اور اس سے غیر شادی شدہ مرد عورتوں کا نکاح کرتے تھے۔ ایک بار بنی فاطمہ نے سوال کیا کہ فدک ان کو عطا کر دیں۔ حضور نے انکار کیا۔ تو ایسے ہی حضور کی حیات تک رہا یہاں تک کہ حضور کا وصال ہو گیا۔“

فلما ان ولی ابوبکر عمل فیہا بما عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حیاتہ حتی مضی لسبیلہ فلما ان ولی عمر بن الخطاب عمل فیہا بمثل ما عملہ حتی مضی لسبیلہ ﷺ

پھر جب ابو بکر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے فدک کے بارے میں ویسے ہی عمل کیا جیسے حضور نے اپنی حیات مبارکہ میں کیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بھی رحلت فرما گئے۔
پھر جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی حضور اور ابو بکر ہی کی طرح کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی انتقال فرما گئے۔

اور اسی طرح یہ سلسلہ حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان غنی، ان کے بعد مولائے کائنات علی مرتضیٰ اور سیدنا حسن مجتبیٰ سے گزرتا ہوا مروان تک پہنچا۔ تمام خلفائے راشدین حتیٰ کہ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت حسن مجتبیٰ نے بھی فدک کے معاملہ میں طریقہ نبوی، طریقہ صدیقی، طریقہ فاروقی و عثمانی ہی پر خود بھی عمل فرمایا۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ بھی اس باب میں بالکل مطمئن تھے۔ البتہ جب مروان بن الحکم (متوفی ۱۵۶ھ) کا زمانہ آیا تو اس نے فدک کو اپنی جاگیر بنالیا تھا۔ مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز (م ۱۹۵ھ) رضی اللہ عنہ نے فدک کو اپنے دور میں پھر دوبارہ دور نبوی دور و خلفائے راشدین کے مطابق کر دیا۔

کم نظر و دافض نے مالک جنت کی شہزادی سیدہ فاطمہ زہرا (صلی اللہ تعالیٰ علیہا و علیہا اٰلہیوم القیامت) سے جوڑ کر مسئلہ فدک کو اتنا بڑھا یا جس سے کوئی غیر جانب دار انسان یہ خیال کر سکتا ہے شہزادی رسول بھی زمین کے ایک معمولی ٹکڑے کی خاطر اپنے بابا جان کے یا ر غار صدیق سے عمر بھر ناراض رہیں۔ کیا انہیں زمین اور باغ کا یہ حصہ اتنا پیارا تھا۔ کیا وہ معاذ اللہ اس دنیوی متاع کی اتنی خواہشمند تھیں۔ نہیں، اور ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمارا تو ایمان ہے کہ دنیا کی ساری آرائشی اور اس کے ظاہر و پوشیدہ سارے خزانے سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے لئے اتنے قابل التفات بھی نہیں تھے۔ جس کے لئے وہ اخلاق نبوی کے دائرہ سے باہر سوچ بھی سکتی تھیں۔ یہ سب فتنہ انگیز غناصر کی من گڑھت کہانیاں ہیں۔ جو ان مقدس ہستیوں کے حوالہ سے اختراع کی گئی ہیں۔ مگر اس سے ان کی سراسر توہین ہوتی ہے۔

مسئلہ فک اور شیعہ | فک کے باب میں شیعہ اپنی روایتوں کی رو سے یہ الزامات عائد کرتے ہیں۔

(۱) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے سیدہ فاطمہ کا ترکہ نہ دینے کے لئے خود حضور کی ایک حدیث کو پیش کر دیا کہ ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔
 (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فک حضرت فاطمہ کو یہ کر دیا تھا مگر حضرت ابوبکر نے اسے نہیں مانا۔ حضرت فاطمہ نے گواہ کے طور پر حضرت علی اور ام ایمن کو پیش کیا۔ مگر انہوں نے کہا ایک عورت اور گواہ ہونی چاہئے۔ اس پر سیدہ فاطمہ ناراض ہو گئیں، اور وصیت کی کہ حضرت ابوبکر میرا جنازہ نہ پڑھائیں۔ چنانچہ انہیں راتوں رات دفن کر دیا گیا۔

(۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرا کے لئے فک کی وصیت کی تھی۔ حضرت ابوبکر نے پھر بھی فک انہیں نہیں دیا۔
 مسئلہ فک آگے چل کر اور ترقی کر گیا، اور اس سلسلہ میں شیعہ چابکدستوں نے مزید غور و خاص کر کے اسے توسیع دی۔ چنانچہ جناب عینی صاحب کے جانشین علی خامنہ ای نے لکھا ہے۔

(۴) ہارون رشید نے حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر علیہما السلام کے سامنے مسئلہ فک چھیڑا۔ اور کہا کہ آپ فک کے حدود اربعہ کا تعین کر دیں تو ہم وہ آپ کے حوالے کر دیں اس کا خیال تھا کہ اس طرح فک کا نعرہ جو ہمیشہ تاریخ میں اہل بیت کی مظلومیت کے عنوان سے دہرایا جاتا رہا ہے اس کو بے اثر بنا دے۔ اور شاید اس طرح اپنے اور فاضلین فک کے درمیان فرق جتانے کا مقصد رہا ہو۔ چنانچہ حضرت پہلے تو اس کی درخواست رد کر دیتے ہیں۔ اور جب اس کی طرف سے اصرار بڑھتا ہے تو کہتے ہیں اگر فک واپس ہی کرنا ہے تو اس کے حقیقی حدود کے ساتھ واپس کر دو۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اس کی ایک حد عدن، دوسری سمرقند، تیسری افریقہ، اور چوتھی ان سمندروں کا کنارہ، جن میں رمنستان وغیرہ جزیرے ہیں۔ (یہ دراصل اس وقت

کی دولت اسلامیہ کی حدود و اربعہ ہیں) یہ سنکر ہارون کا پارہ آخری نقطہ پر پہنچ چکا تھا۔ غصہ اور کھیا ہٹ میں کہتا ہے۔ پس ہمارے لئے اب کیا بچا۔ اٹھے اور میری جگہ بیٹھ جائیے (اس سلسلہ میں شعی رہنما کے آخری الفاظ یہ ہیں) اسی کے بعد ہارون امام کے قتل کا ارادہ کر لیتا ہے۔ (مختصاً) ۳

• اس کے علاوہ کلینی کی ایک روایت ہم یہاں فتاویٰ عزیز کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

لما ورد ابو الحسن موسى عليه السلام على المهدي يرواه ميرد المظالم فقال يا امير المؤمنين ما بال مظلمتنا لا تتردد فقال له وما ذلك يا ابا الحسن قال ان الله تبارك وتعالى لما فتح على نبيه صلى الله عليه وآله وسلم فدفن وما والاها لم يوجف عليها بخيل وركاب فانزل الله على نبيه صلى الله عليه وآله وسلم واث ذات القرى في حقه فلم يدرك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من هم فراجع في ذلك جبرئيل عليه السلام وراجع ربه فادعى الله ان ادفع فدفن الى قاطمة فدعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا قاطمة ان الله امرني ان ادفع فدفن اليك فقالت قلت يا رسول الله من الله ومنك فلم ينزل وكلا ثها فيها حيوة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلما ولي ابو بكر اخبر عنها وكلا ثها فانت فماتت ان يرد ها عليها فقال لها ائتني يا مسود واجر يشهد لك فجاءت باصير المؤمنين عليه السلام وقرأ من فشهدا فكتب لها التعرض فخرجت والكتاب معها فلقبها عمر فقال ما هذا معك يا بنت محمد قالت كتابي كتب لي ابن ابي قحافة قال ارييني فابت فانتزعها من يدها ونظر فيه ثم ثقل فيه ومها وخرقه وقال لها هذا لم يوجف عليه ابوت بخيل ولا ركاب فضعى الحبال في رقابنا فقال له المهدي حدها لي فقال حدها لي جيل احدى وحدث سيف البحر وحدث منها دو مت الجندل هي حصن على خت عشر ليلة من المدينة وحدث منها عريش مصر فقال له كل هذا قال نعم

یا امیر المؤمنین هذا کلمہ مما لم یوجف اهلہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم بخیل ولا رکاب فقال کثیر والنظر فیہ۔

یعنی جب ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام مہدی کے پاس وارد ہوئے اور ان کو
دیکھا کہ لوگوں کا مظالم واپس کرتے ہیں۔ یعنی جس کا مال ظلم سے کسی نے لے
لیا ہے وہ اس کو واپس دلواتے ہیں۔ تو ابوالحسن نے کہا کہ اے امیر المؤمنین
ہم لوگوں کی چیز جو ظلم سے لے لی گئی ہے۔ اس کا حال کیا ہے کہ وہ ہم
لوگوں کو واپس نہیں دلواتے۔ تو مہدی نے کہا کہ اے ابوالحسن وہ کیا چیز
ہے؟ تو ابوالحسن نے کہا کہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے پیغمبر صلی
اللہ علیہ وسلم کو فدک اور اس کے متصل کی زمین پر فتح دی کہ اس پر گھوڑے اور
اونٹ پر سوار ہو کر حملہ نہ کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم پر وحی نازل فرمائی کہ صاحب قرابت کو اس کا حق دیکھئے۔ تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ ہوا کہ وہ لوگ کون ہیں۔ تو یہ امر حضرت جبریل
علیہ السلام سے پوچھا اور انہوں نے اپنے پروردگار سے پوچھا۔ تو اللہ تعالیٰ
نے وحی نازل فرمائی کہ فدک حضرت فاطمہ کو دیکھئے، تو حضرت فاطمہ کو پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا۔ اور کہا کہ اے فاطمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو
حکم فرمایا ہے کہ میں تم کو فدک دوں۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ
یا رسول اللہ میں نے قبول کیا۔ جو مجھ کو اللہ کی طرف سے اور آپ کی طرف
سے ملا۔ پھر برابر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دکلا یعنی کارپرداز اس
میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک رہے۔ پھر جب ولی یعنی منصور
حضرت ابوبکر ہوئے تو اس مقام سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دکلا
یعنی کارپردازوں کو نکال دیا۔ تو حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر کے پاس
تشریف لائیں۔ اور کہا کہ آپ فدک ہم کو واپس دیدیں تو حضرت ابوبکر
نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ ہمارے پاس اسود اور احمر کو لے آؤ کہ وہ

تمہارے موافق شہادت دیوں۔ تو حضرت فاطمہ حضرت امیر المومنین اور
 اور ام ایمن کو لے آئیں۔ ان دونوں نے حضرت فاطمہ کے موافق
 شہادت دی۔ تو حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہ کے لئے لکھ دیا کہ فدک
 کے بارے میں تعرض نہ کیا جائے گا۔ تو حضرت فاطمہ باہر تشریف لائیں
 اور وہ نوشتہ آپ کے پاس تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات
 ہوئی۔ تو حضرت عمر نے کہا کہ اے صاحبزادی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کی، یہ کیا چیز تمہارے پاس ہے تو کہا ایک نوشتہ ہے یہ میرے واسطے
 ابن ابی تمّانہ نے لکھ دیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ یہ نوشتہ مجھ کو دکھاؤ
 حضرت فاطمہ نے انکار کیا تو حضرت عمر نے آپ کے ہاتھ سے وہ نوشتہ
 پھینچ لیا اور اس کو دیکھا اور اس پر تھوک دیا۔ اور اس کو مٹا دیا اور چاک کر دیا
 اور حضرت فاطمہ سے کہا کہ اس پر تمہارے والد نے گھوڑا اور ادنٹ ہمراہ
 لیکر حملہ نہیں کیا تھا کہ تم جہاں ہم لوگوں کی گردن میں رکھتی ہو۔

ابو الحسن مہدی نے کہا کہ اس کی حد مجھ سے بیان کر دو ابو الحسن نے کہا کہ اس
 کے ایک جانب کی حد جبل احد ہے، اور دوسری جانب کی حد کنارہ درینے
 شور ہے، اور تیسری جانب کی حد دومتہ الجندل ہے۔ اور یہ ایک قلعہ ہے
 کہ مدینہ منورہ سے پندرہ دن کی راہ کے فاصلے پر ہے۔ اور اس کے
 چوتھے جانب کی حد عریش مصر ہے۔

مہدی نے ابو الحسن سے کہا کہ کیا یہ سب ہے تو ابو الحسن نے کہا کہ ہاں۔
 یا امیر المومنین یہ سب ہے۔ یہ سب اس چیز سے ہے کہ وہاں کے لوگوں نے
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گھوڑا اور ادنٹ ہمراہ لیکر حملہ نہ کیا تو مہدی
 نے کہا کہ بہت ہے۔ اور یہ قابل غور ہے“ ۳۷

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اس روایت کے بارے میں اپنے فتویٰ
 کے اندر اتنا ہی لکھ کر بات ختم کر دی کہ ”اس کی روایت سراسر دروغ اور افتراء ہے۔“

فدک کے سلسلہ میں اب ہم معزز قارئین کے سامنے حضرات شیوخ کے فاسد پر و پگنڈے کے خلاف خود ان کی حدیث سے نہایت ٹھوس ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ سیدنا صدیق اکبر اور تمام خلفائے راشدین نے اس سلسلہ میں جو عمل کیا وہ عین حق تھا۔

فی اور انفال | سب سے پہلے فی اور انفال کی قرآنی تعریف ملاحظہ کریں۔ اس کے بعد شیعی کتب کی دو معتبر روایتیں لکھی جائیں گی۔

مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ
مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ
وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ
وَالْبُنِ السَّبِيلِ - (القرآن)

جو فی دلا یا اللہ نے اپنے رسول کو اہل شہر سے
وہ اللہ اور رسول کے لئے ہے۔ اور رشتہ
داروں، یتیموں — اور مسکینوں
کے لئے

شیخ محقق فرماتے ہیں۔

فی کا حکم یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے لئے ہے۔ اس میں خمس و تقسیم نہیں
ہے۔ اور اس کی تولیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے
(اشعۃ اللمعات ج ۳، ص: ۴۴۶)

مراقۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔
حکمہ ان یکون لکافۃ
المسلمین کلاً

فی کا حکم یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے
لئے ہے۔

قرآن مجید میں آٹھویں سورۃ الانفال ہے۔ انفال نفل کی جمع ہے۔ جس کے معنی
مال غنیمت کے ہیں۔ اسی سورہ میں ہے۔

قُلْ اِنَّ نُفَعَالَ لِلّٰهِ
وَلِلرَّسُولِ

آپ فرمائیے غنیمتوں کے مالک اللہ اور
رسول ہیں۔

تفسیر منہری میں ہے۔

آلہ انفال یعنی الغنائم والنفل الغنم لانها من فضل اللہ و
عطاۃ

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اموال غنیمت وہ ہیں جو جہاد کے بعد حاصل ہوتے
ہیں۔ سورہ انفال کی شان نزول یہ ہے کہ فتح بدر کے بعد مجاہدین صحابہ اموال غنیمت پر
قدیم جاہلی عرب دستور کے مطابق ٹوٹ پڑے۔ اور اس سلسلہ میں باہم الجھنے لگے۔ اس
پر انفال کا نزول ہوا۔ اور حضور نے انہیں غنیمت کے مال کے احکام سنائے اور
اپنے دست مبارک سے سب کو مال غنیمت تقسیم فرمایا۔
تفسیر قرطبی میں ہے حضرت عباہ بن صامت نے کہا۔

”فینا معشر اصحاب بندہ نزلت حین اختلفنا فی النفل وساء
فیہ اختلا فنا فنزعہ اللہ من ایدینا وجعلہ الی الرسول
فقسمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ (قرطبی)

فدک اور اصول کافی کی دو روایات | بارغ فدک کے سلسلہ میں عوام کو غصب اور ظلم کی
داستان سنانے والے ابراہیم گتہ ہے کہ خود

اپنی بنیادی کتابوں کے مندرجہ جیسے بھی نا بلند ہیں۔ آئیے اصول کافی کی ایک روایت دیکھئے اگرچہ یہ روایت
بھی اس تناظر میں لائی گئی ہے کہ فدک از قسم فی نہیں در احادیث فدک کہ محدثین اسلام فی کے تحت لاتے ہیں۔
کانت فدک لرسول اللہ فدک بطور خاص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم خاصہ کا تھا۔ چونکہ اسے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لانہ فتحہا وامیر المؤمنین اور امیر المؤمنین علی ہی نے فتح کیا تھا۔ جن کے
لہو یکن معہما احد فزال ہمراہ کوئی اور نہیں تھا۔ تو اس کا نام فی نہیں
اسم الفی ولزمہا اسم ہو سکتا۔ بلکہ اس کا نام
آلہ انفال ہے۔

اس روایت کے کلی مفہوم سے ہمیں یہاں بحث مقصود نہیں۔ اور نہ ہمیں اس بات

کی تحقیق کرنی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف آپ دونوں حضرات فدک تشریف لے گئے تھے یا نہیں؟ — اور اگر گئے تھے تو آپ حضرات کے ہمراہ کوئی تیسرا بھی تھا یا نہیں؟ — ہمیں اس روایت کی صرف یہ بات نوٹ کرنی ہے کہ فدک اصول کافی کی اس روایت کے بموجب فی نہیں انفال ہے۔ چلے اگر ہم فدک کو انفال ہی مان لیتے ہیں۔ تو خود انفال کی تعریف اور حکم اسی اصول کافی میں جو کچھ پایا جاتا ہے اسی کے مطابق توسیدنا صدیق اکبر اور ان کے بعد تمام خلفائے راشدین نے فدک کے باب میں عمل کیا۔ پھر بھلا اختلاف کس بات کا؟ — غصب کیسے ثابت ہوا۔ ظلم کہاں برپا ہوا۔ اور سیدہ فاطمہ کا حق کہاں مارا گیا؟ یہی انفال کی تعریف اور حکم پڑھئے۔

قال الانفال مالم یوجف علیہ بخیل ولا رکاب او قوم صالحوا او قوم اعطوا بایذیہم وکل ارض خربتہ او بطون او دیتہ فہو لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو للامام بعدہ یضع حیث یشاء ۱۱

فرمایا انفال وہ ہوتا ہے جو لشکر کشی کے ذریعہ نہ حاصل کیا جائے، یا دشمن جنگ سے صلح کرتے ہوئے پیش کرے، یا کوئی قوم حکومت اسلام کو کواز خود دے، یا وہ زمین جو لا وارث غیر آباد چلی آتی ہو، یا دریاؤں یا پہاڑی ناووں کی وادیاں ہوں (یہ سب انفال ہیں) انفال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اور حضور کے بعد جو امام اور خلیفہ ہو وہ اس کا مالک ہوگا — جیسے چاہے تصرف کرے۔

اتنے پختہ ثبوت کے بعد اس کے عین مخالف اس روایت کو بھی پڑھئے۔ اور اس سلسلہ میں خود اپنی فہم ایمانی و درایت سے فیصلہ مان گئے۔

فروع کافی میں ہے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا۔ مجھے معلوم ہے کہ مجھ سے پہلے خلفائے دینہ و دانستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کیا۔ عہد توڑا۔ اور سنت کو بدلا۔ اگر میں ان احکام کے

چھوڑنے پر آمادہ کروں۔ اور حضور کے زمانے میں جس طرح احکام تھے

اس طرح کر دوں تو میرا شکر مجھ سے الگ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ میں اکیلا

رہ جاؤں گا۔ یا تھوڑے سے شیعے میرے ہمراہ رہ جائیں گے۔

اس کے بعد اس روایت میں وہ احکام شمار کرائے گئے ہیں جو (بزرگ شیعہ)

خلفائے ثلاثہ نے بدل دیئے تھے۔ انہی میں کا ایک مسئلہ مسئلہ فدک بھی ہے۔

اس کے حق میں فرمایا۔

”اگر میں فدک فاطمہ کے وارثوں کو دے دیتا تو لوگ مجھ سے متفرق

ہو جاتے۔“

کمال یہ ہے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بھی ان تمام مسائل کو جوشیعوں کے خیال کی رو سے خلفائے ثلاثہ نے خلاف سنت نبوی بدل ڈالے تھے،

درست نہ فرمائے۔ اور جوں کے توں برقرار رکھے۔ حتیٰ کہ باغ فدک کا مسئلہ بھی حل نہ کیا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں جو فیصلہ کیا تھا، مولائے کائنات علی مرتضیٰ نے بھی اسی کو برقرار رکھا۔ اب حضرات شیعہ خود بتائیں کہ حضرت علی نے ایسا کیوں کیا؟

باغ فدک کے سلسلہ میں شیعوں کے تمام پاؤں اعتراضات کا جواب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفۃ اشاعہ شریعہ کے باب دہم کے اندر (باب دہم در مطاعن خلفاء وغیرہ) بارہویں، تیرہویں اور چودھویں طعن کے جوابات کی شکل میں نہایت تفصیل سے دیا ہے۔ اہل ذوق تفصیل کے لئے اس کا مطالعہ کریں۔

مسئلہ فدک کے سلسلہ میں موافق و مخالف دستیاب مآخذ کی روشنی میں ہر باضمیر انصاف پسند قاری بآسانی اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے عناد میں مخالفین نے اس بات کو بھی اپنا خاص عنوان بنالیا ہے۔ اور بلاوجہ بات کو جنگڑ بنا کر مقدس اصحاب کی شان میں گستاخی کر کے اپنے اعمال نامے سیاہ کئے ہیں۔ ورنہ فدک کا مسئلہ سرے سے کوئی مسئلہ ہی نہ تھا۔ اسلامی مآخذ و معادروں سے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مذک کے سلسلہ میں وصیت کرنا ثابت ہی نہیں ہے۔
 اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اگر سبذنا صدیق اکبر ان کی شہزادی کو سناتے
 ہیں تو ایک فرماں بردار بیٹی کو ایسے بے مثال باپ کی حدیث مبارک سننا کراپنا دینی
 حق ادا کرتے ہیں نہ یہ کہ ایذا پہنچاتے ہیں۔ اور اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے
 اپنی صاحبزادی ام المومنین عائشہ کو بھی تو میراث نہیں دی۔ پھر اس کو کیا کہیں گے۔
 الغرض مذک کا معاملہ منجملہ ہزار ہا مسائل خلافت کے ایک مسئلہ تھا۔ جس میں قرآن و حدیث
 کے مطابق عمل کیا گیا۔ اہل عناد نے اسے فتنہ بنالیا تو یہ ان کا عمل ہے۔

مہ نوری فشانہ دسگ بانگ می زند

اور اچہ جرم خامیت سگ ہی بود

مکراجح

۱۔ بحم البلدان، لفظ قرئی ج ۲، ص ۷۲	۱۱۔ فتاویٰ عزیزی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلی
۲۔ سیرت ابن ہشام ج ۲، ص ۲۵۲	۱۲۔ علیہ الرحمہ (اردو) ص ۷۱
۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۵۶	۱۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۵۶
۴۔ ص ۱۶۶	۱۴۔ مجلہ توحید قم ایران، ج ۴، شمارہ ۶۰
۵۔ اشعۃ اللمع، شیخ عبدالحق محدث دہلی	۱۵۔ ص ۱۲۴
۶۔ رضی المولیٰ عنہ، ج ۲، ص ۸۴	۱۶۔ فتاویٰ عزیزی، اردو، مطبوعہ کراچی
۷۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۵۰	۱۷۔ ص ۷۱۰
۸۔ صحیح مسلم، ج ۲، ص ۹۱	۱۸۔ مراقبہ، ج ۴، ص ۳۱۳
۹۔ صحیح بخاری، ج ۲، ص ۵۵۵	۱۹۔ اصول کافی، ص ۳۱۵
۱۰۔ ج ۲، ص ۹۰	۲۰۔ ص ۳۵۲
۱۱۔ اشعۃ اللمع، ج ۲، ص ۳۵۴	۲۱۔ فروع کافی، کتاب الروضہ، ص ۲۹

غذیرہ

اور اس کے وارث جناب خیمینی

غدير خم اور اس کے وارث جناب محمد بنی

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی قدیم و جدید شاہراہ کے قریب بحفہ اور غدير نماي بستان
 تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج و داع ہے واپسی کے موقع پر بحفہ اور غدير خم کے
 مقام سے گزرے تھے۔ یہ بستی غدير خم بحر احمر سے دس کلومیٹر دور تھی۔ اس زمانے میں
 وہاں بنو خزاعہ اور بنو کنانہ کے لوگ رہتے تھے۔ حج و داع کے موقع پر رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قافلہ حجاج میں خطبہ دیا۔ اور لوگوں سے پوچھا۔
 اَلَسْتُ اَوْلٰی بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ۔ کیا میں تمہارے نفوس (تمہاری جانوں) پر تم
 سے اولیٰ نہیں ہوں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں کیوں نہیں، آپ ضرور اولیٰ ہیں۔
 فرمایا۔ فَمَنْ كُنْتُمْ مَوْلَاہُ فَعَلٰی مَوْلَاہُ۔ تو جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا
 ہیں۔ اس واقعہ سے شیعہ حضرات یہ استدلال کرتے ہیں کہ یہ دراصل حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کی امامت و خلافت کا اعلان تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اعلان
 ہی اعلان خلافت علی تھا تو خود حضرت علی نے اپنے اس حق کا اعلان کیوں نہیں کیا؟
 غدير خم کے اس خطبہ بنوی کے اسباب و وجوہ پر نظر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس
 واقعہ سے کچھ دنوں پہلے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کو
 یمن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ متعین فرمایا تھا۔ وہ جماعت جب یمن
 سے لوٹ کر آئی تو اس جماعت کے بعض اکابر صحابہ مثلاً حضرت بریدہ سلمیٰ، اور حضرت
 خالد بن الولید وغیرہ رضی اللہ عنہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت علی
 مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی چند شکایات بے جا رکھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
 حضرات کو مصلحتاً الگ الگ جواب دے کر خاموش نہیں فرمایا۔ بلکہ موقع مناسب
 دیکھ کر مکہ معظمہ سے لوٹتے ہوئے مجمع صحابہ میں حضرت علی مرتضیٰ سے بایں الفاظ اپنے

تعلق و داد و محبت کا اظہار فرمایا کہ پہلے لوگوں سے جمع کر کے سوال کیا۔
 یا معشر المسلمین الست اولیٰ بکم من انفسکم قالوا بلیٰ !
 قال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه
 وعاد من عاداه۔

آئے مسلمانوں! کیا میں تمہیں اپنی جانوں سے زیادہ دوست نہیں ہوں۔ سب نے
 جواب دیا۔ بیشک آپ ہیں۔ فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں
 اے اللہ دوست رکھ اسے جو علی کو دوست رکھے۔ اور اے دشمن رکھ، جو
 انہیں دشمن رکھے۔

اس طرح اپنے اس خطبہ مبارکہ کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام
 مسلمانوں کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کو واجب قرار دے دیا۔ یمن سے لوٹ
 کر چند شکایات بے جا کرنے والے چند صحابہ کو حضور اگر یہی بات فرماتے تو یہ اہمیت نہ
 ہوتی۔ جو مخصوص انداز میں خطبہ کے ذریعہ ہوئی۔ ان الفاظ مبارکہ کو خلافت بلا فصل کی
 دلیل بنانا نہ لغوی اعتبار سے درست ہے نہ کسی اور لحاظ سے، اگر مَن کُنْتُ مَوْلَاہ
 فَعَلِی مَوْلَاہ کو ولایت و امامت کبریٰ کے معنی میں بغرض محال مان بھی لیں تو کیا یہ
 ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں ابھی حیات ظاہری ہی میں ہیں
 بعینہ اسی زمانہ میں حضرت علی مرتضیٰ بھی مسند خلافت پر متمکن ہیں۔ کیا ایک وقت
 دو تصرف جمع ہو سکتا ہے؟ کیونکہ خطبہ مبارکہ میں حضور کے بعد کی ولایت کا ذکر نہیں ہے
 حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں حضرت امیر کی شرکت امارت
 کو جس طرح مسلمان ناممکن سمجھتے ہیں شیعوں کا بھی یہی خیال ہے۔ البتہ حضور انور صلی اللہ
 علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ ساتھ حضرت علی مرتضیٰ سے محبت رکھنے میں کوئی استحالہ نہیں،
 ابو نعیم نے حسن مثنیٰ بن حسن السبط رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ان سے ایک
 رذیل بوجھا گیا کہ کیا حدیث مَن کُنْتُ مَوْلَاہ خلافت علی پر نص ہے؟ فرمایا۔ اگر پیغمبر
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے مراد خلافت ہوتی تو ضروری تھا کہ حضور اسے خوب

واضح فرماتے تاکہ سب مسلمان سمجھ لیں۔ کیونکہ حضور سب سے نصیح اور صحیح گفتگو فرمانے والے تھے۔ اگر اس سے مراد خلافت تھی تو بیشک وہ یوں فرماتے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَذَا عَلَى أَمْرِي وَالْقَائِمُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي فَاسْمَعُوا
وَاطِيعُوا۔

آئے لوگو! یہ میرے قائم مقام ہوں گے میرے بعد تم ان کی سنو اور اطاعت کرو۔
بخدا اگر خدا اور رسول علی کو اس کام کے لئے انتخاب فرماتے تو ناممکن تھا کہ علی اس حکم کی فرماں برداری نہ کرتے، اور قدم نہ بڑھاتے اور خدا اور رسول کی اطاعت سے منہ موڑتے۔ کیا حضرت علی ان لوگوں کے پیشرو ہوتے، جو اہل خطا ہیں؟
اسی طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت حسن نے فرمایا۔ خبردار، بخدا اگر خلافت مراد ہوتی تو صاف فرماتے، جیسے نماز و زکوٰۃ کی تصریح فرمائی ہے
گویا غدیر خم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً فَفَعِلْتُ مَوْلَاً میں مولا کا معنی حاکم، خلیفہ اور امیر لینا کسی طرح درست نہیں۔ قرآن مجید میں مولا کے معنی دوست آئے ہیں۔
فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكَ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ۔ پس بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست اللہ ہے، اور جبریل ہیں، اور نیک بندے ہیں۔

خم غدیر اور خمینی صاحب | شیعہ قوم کے نزدیک یوم غدیر ایک عید ہے۔ اسے یہ لوگ گویا اعلان خلافت مرتضوی بلا فصل کا دن

خیال کرتے ہیں۔ امتداد زمانہ نے ان کے خیالات اور مزعومات کو اور پختہ بنا دیا ہے۔
غدیر کے عنوان پر یہ لوگ نہایت جذباتیت سے گفتگو کرتے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں تمام دنیا کے شیعیت سے قطع نظر یہاں آپ کو پہلے جناب خمینی صاحب سے ملاتا ہوں وہ کہتے ہیں۔

تجدید بر کار و روزہ روز ہے جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت کی ذمہ داری معین فرمادی۔ اور آخر تک کے لئے حکومت اسلامی کا نمونہ معین و مشخص فرما دیا۔ اور اسلام کی حکومت کا نمونہ ایک ایسی ذات کو قرار دیا ہے، جو تمام پہلوؤں سے پاک و پاکیزہ اور تمام جہتوں میں معجزہ ہے۔ یقیناً پیغمبر اکرم جانتے تھے کہ تمام معنوں میں کوئی بھی حضرت امیر علیہ السلام کا مثل نہیں ہو سکتا ہے اپنی مشہور کتاب "الحکومت الاسلامیہ" میں جناب خمینی صاحب لکھتے ہیں

أدر حجة الوداع میں غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے بعد کے لئے حکمران نامزد کر دیا۔ اور اسی وقت سے قوم کے دل میں سلسلہ مخالفت کا آغاز ہوا۔

حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت علی منہاج النبوة، خلافت راشدہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل ہونے والے نظام اسلامی کا اعلیٰ ڈھانچہ تھا جسے خود شارع علیہ السلام نے قیامت تک کے لئے دلیل شرعی قرار دیا۔ مگر جناب خمینی صاحب نے اپنی وصیت میں ان حضرات کو معاذ اللہ خواہشات نفسانیہ کا شکار، پیغمبر سے منحرف اور ان کی خلافت کو ملوکیت اور شہنشاہیت وغیرہ لکھا ہے۔

ابتداء میں ہی مسلمان اور اسلام لوگوں کی خواہشات نفسانیہ کا شکار ہو گئے یہ تمام مشکلات جن سے ہم آج دوچار ہیں انکی سرچشمہ یہی نفسانی خواہشات ہیں۔ پیغمبر اسلام کی رحلت کے بعد یہی خواہشات حکومت حق کی تشکیل سے مانع ہوئے۔ وہ حکومت جو اسلام چاہتا ہے، وہ حاکم جس کی تعیین کا حکم خداوند تبارک و تعالیٰ نے فرمایا تھا اور جس کو رسول اکرم نے معین فرما دیا تھا، اگر اس میں لوگ مانع نہ ہوتے اور وہ نظام بردے کا رانا، حکومت

۱۔ مجلہ توحید، قم، ایران، ج ۲، شماره ۵، ص: آخر
 ۲۔ الحکومت الاسلامیہ، للخمینی، ص: ۱۳۱

حکومتِ اسلامی ہوتی۔ منتخب ہونے والا حاکم منصوص من اللہ حاکم ہوتا۔ اس وقت لوگ سمجھتے کہ اسلام کیلئے اور اسلامی حکومت کا کیا مطلب ہے؟ لیکن افسوس! رسولِ صلعم کے بعد عوام کو اس چیز سے منحرف کر دیا گیا، جس کا پیغمبر نے حکم دیا تھا۔ اور یہ انحراف ان کے زمانے تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ ان لوگوں نے زمین فراہم کر دی کہ آخر تک اسلامی حکومت تشکیل نہ پاسکے۔ حضرت امیر علیہ السلام اس بنیادی دشواری میں مبتلا ہو گئے جو ان لوگوں نے کھڑی کی تھی۔ اور آپ کے بعد تو حکومت مکمل طور پر اپنی اسلامی صورت سے خارج ہو کر ملوکیت اور شاہنشاہیت میں تبدیل ہو گئی۔ خود اسلام کو، رسول خدا صلعم کے بعد چند روز کے علاوہ جبکہ امیر المومنین سلام اللہ علیہ دلی امر تھے۔ اسلامی حکومت کی شکل دیکھنا نصیب نہ ہوئی۔ وہ مختصر سا دور بھی مشکلات سے بھرا ہوا۔ جنگِ جمل کی مشکلات، صفین کی مشکلات، جنگِ خوارج (ہندوان) کی مشکلات، مشکلات ہی مشکلات، پھر بھی یہی چند روز جن میں حضرت امیر سلام اللہ علیہ نے حکومت کی۔ اپنے حکومتی پروگرام معین و مقرر کر دیئے۔ یہی چند روز مسلمانوں کے لئے، اسلام کے لئے ایک درس عبرت بن گئے۔ اگر لوگوں نے موقع دیا ہوتا کہ اسلامی حکومت اور اسلام کی پناہ میں حکومت قائم ہو۔ لوگ اسلامی حکومت کی پناہ میں زندگی بسر کریں تو یہ تمام مشکلات پیش نہ آتیں۔

عظیم ترین مصیبت جو اسلام پر وارد ہوئی، یہی حضرت امیر سلام اللہ علیہ سے حکومت سلب کرنے کی مصیبت ہے۔ آپ کی عزاکر بلا کی عزائے بالاتر تھی۔ امیر المومنین پر اور اسلام پر پڑنے والی مصیبت اس مصیبت سے بالاتر ہے جو سید الشہداء سلام اللہ علیہ پر وارد ہوئی۔ تمام مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ لوگوں کو موقع نہیں دیا گیا کہ وہ سمجھ سکیں اسلام کسے کہتے ہیں؟ اسلام آج بھی حالتِ ابہام میں زندگی بسر کر رہا ہے اب بھی مبہم ہے۔ آج لوگ نہیں جانتے کہ اسلام کا مطلب

کیا ہے؟ اسلامی حکومت کیا چیز ہے؟ اسلام کیا کرنا چاہتا ہے؟ اسلام کے
حکومتی منصوبے کیا ہیں؟ لے

غذیر اور شیعی مضمون آرائی | مجلہ توحید کی ساتویں جلد کا چوتھا شمارہ ،
امام خمینی کی شخصیت اور انکار پر مشتمل ہے ،

اس شمارہ کا ادارہ (شذرہ) امام خمینی وارث غدیر کے عنوان سے لکھا گیا ہے مضمون
کی ابتداء سورہ قصص کی آیت نمبر ۵ سے کی گئی ہے ۔ پھر بتایا گیا ہے کہ چودہ سو سال
قبل ۱۸ رذی الحجہ ۱۱۸۰ ھ تاریخ اسلام کا عظیم دن ، آخری حج سے واپسی پر میدان غدیر
میں دور ختم نبوت کا عظیم ترین اجتماع ، اکمال دین ، اتمام نعمت ، اور رضایت خداوند
متعال کی خوش خبری ، عالم کفر و الحاد کی مایوسی ، اسلامی حکومت کی تاسیس کا دن ۔
ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوت و رسالت کو معراج کمال حاصل ہو گئی ، کیسے کیسے ظلم و ستم کا
خاتمہ ہوا ۔ اور کیسے کیسے ظالم و ستمگر نمونہ عبرت بن گئے ۔ (ص : ۵ ملخصاً)

اس کے بعد سورہ نور کی آیت نمبر ۵۵ ۔ حضرت ختمی مرتبت کی رسالت کے ۲۲ سالہ
دور کی تکمیل ، غدیر کا بے کراں بیاباں ، آفتاب کی تمازت سے تپے ہوئے چہرے ، حاجیوں
کے ماتھوں پر پسینہ کی بوندیں ، ایک غیر معمولی کیفیت سے دوچار مسلمان ، ایسے میں
جبریل امین کا پیغام خدا کے ساتھ نازل ،

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (الآیہ : ۱۰۰ ، مائدہ ۶۷)

”یعنی اے ہمارے رسول جو کچھ آپ پر خدا کی جانب سے نازل کیا جا چکا ہے ۔

لوگوں تک پہنچا دیجئے ۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو گویا کوئی کار رسالت ہی انجام

نہیں دیا ۔

واقعہ غدیر کا ماخذ یہی قرآنی آیت ہے جو مولائے متقیان علی بن ابی طالب کی

اور انسانیت پر خدا کی طرف سے اتمامِ نعمت کا سبب بن گیا ہے۔ جس کے ظہور پذیر ہونے سے اسلام درحقیقت اسلام ہے اور خدا اس دین کو ایسا ہی پاتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے۔ اور اگر وہ نہ ہو تو اسلام اسلام ہی نہیں ہے۔ آیت کالب دلہجہ بتاتا ہے کہ یہ واقعہ کتنا اہم ہے۔ اسی بنا پر شیعہ اس سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ موضوع جو دین کی تکمیل اور اتمامِ نعمت کا سبب بنا، اور جو اگر واقع نہ ہوتا تو اسلام دراصل اسلام ہی نہ رہتا۔ وہ کیا تھا؟ شیعہ کہتے ہیں کہ ہم ہی بتا سکتے ہیں کہ وہ کون سا موضوع ہے، جسے اتنی اہمیت دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی روایتیں اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ یہ آیت بھی اسی موضوع امامت کے تحت نازل ہوئی ہے۔

تعالے ان کے کبہ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

لے مجلہ توحید، قم، ایران، ج ۶، شماره ۱، ص ۵۸/۵۷

marfat.com

Marfat.com

متحدہ

متعہ

شرعیات میں بعض ایسے کام بھی ہیں جن کی پہلے اجازت تھی۔ بعد میں شارع علیہ السلام نے انہیں حرام قرار دے دیا۔ انہی میں سے ایک متعہ بھی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری آبادی میں ایک ایسا منادی بھیجا جس نے اجازت متعہ کا اعلان کیا لہٰذا صحیح بخاری کا ایک عنوان ہے

فہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نکاح المتعہ اخیراً
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں متعہ سے منع فرما دیا تھا۔
 حرمت متعہ کے سلسلہ میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے
 اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔
 حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انہ کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال یا ایہا الناس
 انی قد کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء وان اللہ
 قد حرم ذلک انی یوم القیامۃ

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ اے
 لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کی اجازت دی تھی۔ اور اب بیشک اللہ

۱۔ صحیح مسلم ج ۱، ص ۵۳۵ ۲۔ صحیح بخاری ج ۲، ص ۱۷۶
 ۳۔ صحیح مسلم ج ۲، ص ۵۳۸ ۴۔ صحیح مسلم ج ۲، ص ۵۳۸

نعلے نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا۔

علامہ قسطلانی شرح بخاری میں رقم طراز ہیں۔

قد راسلام میں متعہ، مضطر کے لئے اس طرح جائز تھا جیسے مرد ارکھانا، پھر

اسے حرام قرار دے دیا گیا تھ

متعہ اور شیعہ شیعوں کے نزدیک ان کے ادراکی مخصوص اعمال کی طرح متعہ بھی ہے۔ اور یہ نہ صرف وقت ضرورت جائز بلکہ عبادت ہے۔

چنانچہ شیعہ محدثین میں الکلبینی، الکافی، الصدوق (من لایحضرہ الفقیہ) الطوسی (تہذیب الاحکام)، العالی (وسائل الشیعہ) اور الکاشانی نے الوانی میں جواز متعہ فضائل متعہ پر اپنی بہت ساری روایتیں لکھی ہیں۔ صد ہزار استغفار کہ ان کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے منسوب کر کے یہ روایت لکھی ہوئی ہے۔

من تمتع مرة فدرجته کدرجۃ الحسین ومن تمتع مرتین

فدرجته کدرجۃ الحسن ومن تمتع ثلاث مرات فدرجته

کدرجۃ علی ومن تمتع اربع مرات فدرجته کدرجۃ علی

تجس نے ایک بار متعہ کیا۔ وہ امام حسین کا درجہ پائے گا۔ جس نے دو بار متعہ

کیا وہ امام حسن کا درجہ حاصل کرے گا۔ اور جو تین بار متعہ کرے وہ حضرت

علی کا درجہ پائے گا۔ اور جو چار دفعہ متعہ کرے وہ میرا درجہ پائے گا۔

دور حاضر کے مسلم شیعہ امام جناب خمینی صاحب نے بھی متعہ کے بارے میں اپنی

خیالات کو مذہب شیعہ کا قانون لکھا ہے، جو ان حضرات کی قدیم کتابوں میں ہے۔

زانیہ عورت سے متعہ کے بارے میں خمینی صاحب لکھتے ہیں۔

۱۔ ارشادات ساری فی شرح صحیح البخاری، علامہ قسطلانی، ج ۸، ص ۲۵،

۲۔ تفسیر منہج الصادقین، فتح اللہ الکاشانی، ج ۱، ص ۳۵۶،

ایران کے شیعہ نظام حکومت کی جانب سے
وفاق علمائے شیعہ اور متعہ متعہ کو قانونی درجہ دیئے جانے کا اعلان،

وہاں کے پارلیمنٹ اسپیکر جناب رفسنجانی صاحب نے تو بہت بعد میں کیا۔ اس معاملہ میں ہندو پاک کے شیعہ مجتہدین نے ایک اشتہار کے ذریعہ اپنے خاص عقائد و اعمال کے ضمن میں متعہ کے کارِ ثواب ہونے کا اعلان ستمبر ۱۹۸۵ء ہی میں کر دیا تھا جس پر بارہ اثناعشری مجتہدین کی تصدیق ہے۔ اقتباس اشتہار یہ ہے۔

● "تمتع (متعہ) کسی شیعہ مومن اور مومنہ کا کچھ رقم یا کسی شے کے معاوضہ پر،

کچھ وقت یا زیادہ وقت پر خفیہ خاص جنسی تعلق قائم کرنا عین ثواب ہے۔"

● "کیونکہ متعہ کے لئے گواہوں کی ضرورت ہے نہ اس میں طلاق ہوتی ہے، نہ

نان نفقہ ہوتا ہے۔ نہ حقوق زوجیت کی طرح باہم وارثت ہوتی ہے۔ یہ

صرف مذہبی طور پر ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے۔"

متعہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) انفرادی متعہ (کنوارہ یا غیر کنوارہ مومن کسی کنواری یا غیر شوہر والی مطلقہ یا تنہا زعمہ) مومنہ سے جب چاہے معاملہ کر کے، انفرادی طور پر متعہ کر کے ثواب کما سکتا ہے۔

(۲) اجتماعی متعہ، کنوارے مومنین یا غیر کنوارے مومنین، صرف بائچھ مومنہ

سے جب چاہیں معاملہ کر کے، کچھ وقت یا زیادہ وقت کے لئے اجتماعی متعہ

کر سکتے ہیں کہ یہ اجتماعی ثواب کا باعث ہوگا۔ (باب المتعہ، جامع الکافی ج ۱)

اس قسم کی جنسی بے اعتدالی شیعوں کے نزدیک اگر اتنی بڑی عبادت ہے تو

پھر بھلا کون شیعہ ہوگا جو خود کو اماموں اور رسول کے درجہ پر نہیں پہنچانا چاہے گا۔

مگر فردغ کافی میں ہے کہ،

۱۔ اشتہار وفاق علمائے شیعہ، کراچی پاکستان، مجریہ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۵ء،

علی بن یقطین نامی ایک شخص نے امام موسیٰ کاظم سے متعہ کے بارے میں جاہل مانگی۔ تو انہوں نے فرمایا: تمہیں متعہ کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں تو اللہ نے اس سے بے نیاز کیا ہے تو اس نے کہا میں تو مسئلہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ فرمایا۔

یہ بات حضرت علی کی کتاب میں تحریر ہے "لے

مگر یاد رہے! امام موسیٰ کاظم نے علی بن یقطین کو انفرادی اور اجتماعی ہر قسم کے متعہ سے روک کر کیا اس کے حصول ثواب اور بلندی درجات کا راستہ نہیں بند کیا؟ اگر یہ اتنا بڑا کار ثواب ہے تو امام کا اس سے منع کرنا کیا معنی؟۔ بس یہ حیا سوز عبادت شیعوں ہی کو مبارک۔

ایضا ذی اللہ! اس نجس عنوان سے قلم کو مزید آلودہ کرنا مزاج اور طبیعت کو سخت ناگوار ہو رہا ہے۔ اس لئے نفس اور شیطان کے دسا دس و مکا دس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر اپنے اور مسلمان بھائیوں کے حق میں اسلامی و قرآنی عفت و پاکدامنی کی دعا کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں۔ اللہم، آمین

آشیاں ملت قراں کا جلانے والے
ہے ہی دین تو تحریک شیاہیں کیا ہے

لے الفروع من الکافی ج ۲، ص ۴۳، وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۴۴۹۔

تقویٰ - تقیہ - اور تبرّ

صفحہ	مندرجات
۲۷۵	ہزار جانِ غلامانِ فدائے نامِ علی
۲۷۵	امام تقویٰ اور تقیہ
۲۷۷	جن کے عقد میں علی مرتضیٰ نے اپنی شہزادی دی
۲۷۹	زمین میں غرق کیوں نہیں ہو جاتا
۲۸۰	یہ کیا تبرّ ہے؟
۲۸۱	تبرّ شیعیت کا جز
۲۸۳	معیار صداقت

تقویٰ - تقیہ اور تبرا

ہزار جان غلامان فدائے نام علی
 علی امام من است ومنم غلام علی،
 حضرت داتا گنج بخش، ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمہ کشف المحجوب
 میں صوفیہ اسلام کے امام و مقتدا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر
 کرتے ہیں۔

اور انہی (اہل اللہ) میں برادر مصطفیٰ، غرق بحر بلا، حریق نار و لا، مقتدا
 اولیاء و اصفیاء، ابوالحسن علی بن ابی طالب شیر خدا کرم اللہ وجہہ ہیں۔
 ان کی شان جادۃ طریقت میں بڑی ارفع و اعلیٰ اور بیان حقیقت
 میں ان کی باریک بینی بہت بلند ہے۔ آپ کا اصول حقائق میں خاص
 حصہ تھا۔ حتیٰ کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں۔
 شیخانی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی اصول عشق و محبت اور
 راضی برضائے الہی کے ماہر ہمارے شیخ و امام حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
 ہیں۔ گویا صاف فرما رہے ہیں کہ علم معاملات طریقت میں ہمارے امام حضرت علی کرم
 اللہ وجہہ ہیں۔ اور اصول اصطلاح صوفیہ میں، علم تصوف طریقت کو کہتے ہیں۔ اور
 طریقت میں عمل جو خاص ہے وہ بلاؤں کا برداشت کرنا ہے۔

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر
 عرض پیرا ہوا کہ یا امیر المؤمنین مجھے ہدایت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی مشغولیت کو بوی

بچوں میں اہمیت کے ساتھ نہ لگانا۔ اس لئے کہ اگر وہ اولیاِ راشد سے ہوئے، تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو خراب اور ضائع نہیں کرتا۔ اور اگر دشمنِ خدا ہوئے تو دشمنانِ خدا کے لئے غم خواری و ہمدردی کیوں؟

یہ سداً انقطاع ماسوی اللہ سے متعلق ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس طرح چاہے رکھتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر کو سخت حالت میں چھوڑ دیا، اور سپردِ خدا کر دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو اسمعیل علیہ السلام کے ہمراہ لے جا کر ایسے دیرانے میں چھوڑا، جہاں کوئی زراعت بھی نہیں تھی۔ بنو اد غنی ذری ذبیح جس کی شان میں ارشاد باری ہے۔ اور خدا کے سپرد کر دیا۔ اور ان میں اپنے کو مشغول نہ کیا اور اپنا دل اپنے رب حقیقی کی جانب رجوع کر لیا۔ حتیٰ کہ ان دونوں کی مراد دو جہاں میں پوری ہوئی۔ باوجود اس کے کہ بظاہر انہیں نامرادی کی حالت میں چھوڑا گیا تھا۔ مگر وہ اپنے سب کام اپنے رب عزوجل کے سپرد کئے ہوئے تھے۔

اسی قسم کی بات وہ ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک پوچھنے والے کو فرمائی۔ جب کہ آپ سے اس نے سوال کیا کہ پاکیزہ ترین عمل کیا ہے۔ فرمایا غفار القلب باللہ، اللہ تعالیٰ کے تقرب کے ساتھ دل کا ہر شے مستغنی ہو جانا۔ حتیٰ کہ دنیا کے نہ ہونے سے فقیر نہ ہو۔ اور مال کی کثرت سے سرور نہ ہو۔ اس قول کی حقیقت اسی فقر و صفت کی طرف جاتی ہے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

تو اہل طریقت حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی پیروی حقائق عبارات و دقائق اشارات میں کرتے ہیں۔ اور تجریدِ علوم دنیا و آخرت سے حاصل کرنے، اور نظارۂ تقدیر حق میں رہنا بھی انہی کی اطاعت کے ماتحت ہے۔ اور لطائف کلام میں آپ کے مضامین اس قدر ہیں کہ ان کی گنتی نہیں ہو سکتی لے

لے کشف المحجوب حضرت داماد گنج بخش ابوالحسن سید علی ہجویری علیہ الرحمہ مطبوعہ لاہور ۱۳۶۰ھ

جو عرفان و حقائق کا گنج گرا نمایہ تقسیم فرمانے والا ہو، مدینہ علم نبوی کا باب عالی ہو، صداقت و حقانیت کے انوار جس کے اشارات و کنایات سے پھوٹتے ہوں اس کی ذات عالی پر یہ کتنی عظیم تہمت ہے کہ انہوں نے حق کو چھپا کر سا لہا سال خلفاء ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) کا ساتھ دیا۔ یہ نہ کسی محب علی کا خیال ہو سکتا ہے، اور نہ کسی غلام مرتضیٰ کا عقیدہ، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو خود حق سمجھتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے پیروؤں کی بیعت کی اور ان کے مشر و معاون منکر رہے۔ تا آنکہ خود ان کی خلافت کا زمانہ آگیا۔

ہمہ شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند
رو بہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را

امام تقویٰ اور تہمت | امام متقیان حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور اہل بیت کے استحقاق کی پامالی کا بہانہ تراش کر اہل تشیع، بعد انبیاء روئے زمین کی مقدس ہستیوں کو نشانہ طعن بناتے اور اپنا ایمان خراب کرتے ہیں۔ میں ان کے سامنے خود فرمان مرتضوی سے ثبوت لاتا ہوں کہ آنحضرت اور ان کی باخدا ذریت کو ان باتوں کا خواب و خیال بھی نہیں تھا۔ اہل تشیع جن کے مدعی ہیں۔

زہد کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
الزہد کلمہ بین کلمتین من القرآن قال اللہ سبحانہ لیکي
لَا تَأْسُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَمَن يَأْسَ
عَلَىٰ الْمَاضِي فَلَا يَفْرَحْ بِالْبَاقِي فَقَدْ أَخَذَ بِالزُّهْدِ بِطَرَفَيْهِ
مُکْمَل زہد قرآن کے دو ٹکڑوں میں جمع ہے۔ ارشاد رب العلیین ہے۔ جو چیز

تمہارے ہاتھوں سے جاتی رہے اس پر افسوس نہ کرو۔ اور جو چیز اللہ
تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں۔ جو شخص جانے والی شے پر افسوس نہیں
کرتا۔ اور آنے والی پر نہیں اترتا اس نے ہر جہت سے نبرد کو پالیا۔

ہم تم سب اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہما متقی مردوں اور متقی عورتوں کے سردار اور نبرد و ورع کی علامت ہیں۔ اور
نبرد و ورع ابتلا و مصائب سے عبارت ہے۔ جیسا کہ ابھی اوپر کشف المحجوب کے اقتباس
میں حضرت مولائے کائنات کا فرمان گزرا۔

اور کیا کوئی ذی شعور اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ خود تو حضرت مولائے کائنات
تعلیم تقویٰ میں یہ فرمائیں۔

● جہاد تقویٰ کا لباس ہے اور خدا کی مضبوط زرہ اور محکم ڈھال ہے لے
اور باوجود اس کے کہ وہ اسد اللہ الغالب ہیں۔ انہوں نے اپنے حق خلافت کو
جانتے بوجھتے اس کے لئے جہاد نہیں کیا۔ نیز تقویٰ کے باب میں جنہوں نے ارشاد فرمایا
● جس نے اپنے دل کو تقویٰ شعار بنالیا۔ وہ بھلائیوں میں سبقت لے گیا۔ اور
اس کا عمل بار آور ہوا۔ لہذا تقویٰ کو اپنانے کے لئے فرصت کو غنیمت سمجھو اور حصول ہشت
کے لئے نیک اعمال کرو لے

● تقویٰ کو اپناؤ، جو مضبوط رسی، محکم دستگیر، مضبوط قلعہ اور پناہ گاہ ہے لے
● اے بندگان خدا جان لو کہ تقویٰ مضبوط قلعہ ہے۔ جبکہ برائی اور گناہ کمزور
بوسیدہ اور منزلزل گھر ہے لے
● تقویٰ آج (دنیا) کے لئے ڈھال اور حفاظت ہے اور کل (آخرت کے لئے)
جنت کا راستہ ہے لے

لے	بیچ البلاغۃ، خطبہ نمبر ۱۲۷	لے	بیچ البلاغۃ، خطبہ نمبر ۱۳۰
لے	"	لے	"
لے	"	لے	"
لے	"	لے	"

● زہد و تقویٰ سے مضبوط تر کوئی قلعہ نہیں ہے

ایسے معلم زہد و تقویٰ سے یہ امید کہ انہوں نے اپنی عمر شریف میں ایک لمحہ کے لئے بھی خلاف حق سُنکر خاموشی اختیار کی ہوگی یا دل میں کچھ اور رکھ کر زبان سے کچھ اور کہتے رہے ہوں گے۔ آیا ایسا کہتا ان کی مدح و ستائش ہے یا توہین و تذلیل۔ جس کے مرتکب کو ان کا رب کبھی معاف نہ کرے کیوں کہ ان کے خالق و مالک نے انہیں دارین میں عزتوں اور کرامتوں سے مالا مال کیا ہے۔

اے دعویدارانِ تولا! وہ مقدس حضرات تو تقویٰ کے بلند مینار ہیں۔ ان کو تقیہ جیسے قبیح غیر شریفانہ اور منافقانہ عمل سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس لئے کہ تم خود غور کرو تو تقویٰ اور تقیہ میں نور و ظلمت جیسی نسبت ہے۔ جو اہل تقویٰ ہیں ان سے تقیہ منسوب کرنا بھی بدترین جرم ہے۔ جس طرح مشرق و مغرب کے دونوں کنارے نہیں مل سکتے اسی طرح تقویٰ کی ردا سے مقدس پر تقیہ کا داغ نہیں لگ سکتا ہے

صفائے قلب ہے جن کے قدم کی مٹی میں
عیوب اہل ہوا ان کو چھو نہیں سکتے ۛ

سیدنا اسد اللہ الغاب
جن کے عقد میں علی مرتضیٰ نے اپنی شہزادی دی | کی یہ شان کہ حضرت

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عقد میں اپنی اس شہزادی کو دے رہے ہیں، جو نور نگاہ فاطمہ زہرا ہیں۔ (رضی اللہ عنہا) مگر اہل تشیع ہیں کہ ان کی بدگوئی سے زبان کو آلودہ کرنا ہی اپنی عبادت سمجھتے ہیں۔ مسلمانانِ اہل سنت کی کتابوں میں تو یہ بات موجود ہی ہے۔ شیعوں کی کتاب میں بھی اس کا ثبوت دیتی ہیں۔

محسن الملک جناب مہدی علی خاں مینر جنگ جو بادشاہ کے صنیعی خاندان سے مجتہد دقت تھے۔ اور بعد میں شیعیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے تھے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

لے پنج البلاغہ، کلمات قصار نمبر ۱، ۳۷۱

marfat.com

Marfat.com

”روایت نکاح ام کلثوم شیعوں کی کتب احادیث، اخبار، فقہ اور کلام میں اس کثرت سے مذکور ہے کہ کسی طرح اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور ایسی متواتر خبر کہ کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ تاحیات حضرت عمر رضی اللہ عنہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں رہیں۔ ان سے زید بن عمر خطاب ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور حضرت عمر کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم کا دوسرا نکاح محمد بن جعفر طیار سے ہوا“ لے

کس کتاب میں محسن الملک نے نکاح ام کلثوم کے سلسلہ میں شیعوں کی کتب کافی، شافی، تہذیب، نزہۃ، شرائع، مسالک، مواعد حسینیہ، مجالس المؤمنین، ازالۃ الغین اور مصائب النواصب کے حوالے قلمبند کئے ہیں۔

فردغ کافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق سے مسئلہ دریافت کیا گیا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ عدت کے ایام خاوند کے گھر پر گزارے یا جہاں مناسب خیال کرے وہاں؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا۔

تعتدی بیتھا و حیث شاءت ان علیاً صلوات اللہ علیہ لہما

توفی عمر اتی ام کلثوم فانطلق بها الی بیتہ لے

اپنے گھر میں یا جہاں چاہے عدت گزارے۔ جب حضرت عمر کی وفات ہو گئی تو حضرت علی اپنی شہزادی ام کلثوم کو اپنے گھر لے گئے تھے۔

دور پہلوی کی ایرانی سلطنت میں مجلس شوریٰ کے ایک وزیر تھے، ان کا نام مرزا عباس قلی خاں تھا۔ انہوں نے شاہ ایران مظفر الدین قاجار کی سرپرستی میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام طراز المذہب مظفری ہے۔ اس کتاب کی جلد اول ص ۴۷ سے ص ۶۱ تک نہایت تحقیق کے ساتھ شیعوں کی ان معتبر روایات اور علمائے شیعوں کے مندرجہ

لے ”آیات بنیات“ محسن الملک نواب مہدی علی خاں میر جنگ ص: ۱۹۳

لے فردغ کافی، ج ۲، ص: ۲۱۱

خارجی بھی ان کے حق میں اس قسم کے کلمات لکھنے کی جرأت نہیں کرے گا۔
حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ کہو اس صرف اس لئے
کی گئی کہ آپ نے سیدنا امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو رشتہ کیوں دیا
ہے۔ اور بس! ۱

شیعوں کے یہ مغلط کلمات اگر کوئی شخص دیکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ذیل میں
مذکور کتابوں کے متعلقہ صفحات دیکھے۔ فردع کافی جلد نمبر ۱، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۴۱،
ناسخ التواتر بخ جلد ۲، ص ۲۶۲، ۲۶۳، ۱۳۶۴

یہ کیسا تبرہ ہے؟ | دین و دیانت سگو گریاں ہیں۔ اور تو لا کی یہ کون سی قسم ہے
کہ ان کے عمل و کردار کے سانچے میں اپنی زندگیوں کو
سنوارنے اور درست کرنے کے بجائے ان کے مزعوم مخالف سے (جو درحقیقت
اللہ اور اس کے رسول و اہل بیت کا پیارا ہے) حضرت اسد اللہ الغالب نے اپنی صحابہ کی
کارشتہ کر دیا تو خود ان کی ذات شیعوں کی بدکلامی کا نشانہ بن گئی۔ جس کا صاف مطلب
یہ ہے کہ انہوں نے خود کو اقوال نبی و علی اور ائمہ پرستوار نہیں کیا ہے۔ بلکہ اپنے خود
ساختہ سانچہ میں ان مقدس ہستیوں کو فٹ کرتے رہے ہیں۔ جسے اور چاہے جو نام دیا
جاسکے۔ مگر اسلام ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ تبرہ کے نام پر خلفائے ثلاثہ، مقدس اہبات
المؤمنین اور صحابہ کو سب شتم کرنا تو ان کے دین کا شعا یہی ٹھہرا۔ اور جو زبانیں بدگوئی
اور گالی گلوچ کی عادی ہو ہی چکیں تو کیا فرق کہ جنہیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں ان پر زبان کھل
رہی ہے یا جن کے توللہ کے ادعا میں دین و ایمان کا سرمایہ ٹاپیٹھے انہیں ملعون کر رہے
ہیں۔ البیاد باللہ

تبرہ شیعیت کا جز ہے | پروفیسر رضیہ جعفری تبرہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہیں

۱۔ مذہب شیعہ، شیخ الاسلام علامہ تہمدین سیالوی علیہ الرحمہ،

بر لاتے ہوئے کلمہ تھر تھر کانپتا ہے۔ مگر خدا شاید ہے کہ غلاظت کے اس ڈھیر کو کریدنا محض اپنے مسلمان بھائیوں کی واقفیت اور شیعیت کو محض رسم و رواج کا فرق سمجھنے والوں کی ہدایت کے لئے ہے۔ تبرا کا ایک بدترین نمونہ دیکھئے۔ معتبر شیعہ مصنف باقر مجلسی کی کتاب رسالہ رجعیہ میں امام صاحب الزمان کی طرف منسوب ایک قول، نوہن صحابہ کے لئے نقل کیا ہے۔

صحابہ کبار نے یہود کے بتلانے کے مطابق دو اسلامی کلمے زبان سے پڑھ لئے تھے۔ اس امید میں کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حکومت سپرد کر دیں۔ دلی طور پر یہ کافر ہی تھے۔ (معاذ اللہ! استغفر اللہ!) یہ مذہب شیعہ میں اپنے مخالف کو گالی بکنا، اس پر بہتان طرازی کرنا، باعثِ ثواب، بلندی درجات کا ذریعہ اور سبب ہے۔ ان کی اہم الکتب میں ہے۔

اِذَا رَأَيْتُمْ اَهْلَ الرَّيْبِ وَالْبِدْعِ مِنْ بَعْدِي فَاطْهَرُوا الْبِرَاءَةَ مِنْهُمْ وَاکْثَرُوا مِنْ سَبِّهِمْ وَالْقَوْلِ فِيْهِمْ وَالْوَقِيعَةِ وَبَاْهْتَوْهُمْ كَيْلًا يَطْمَعُوْا فِي الْفَسَادِ فِي الْاِسْلَامِ وَيَحْذَرُهُمُ النَّاسُ وَلَا يَتَعَلَّمُوْنَ مِنْ بَدْعِهِمْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَكُمْ بِذَلِكَ الْحَسَنَاتِ وَيَرْفَعُ لَكُمْ بِهِ الدَّرَجَاتِ فِي الْاٰخِرَةِ ۝

میرے بعد جب تم شک اور بدعت والوں کو دیکھو تو ان سے بیزاری ظاہر کرو، اور انہیں خوب گالیاں دو، برا کہو، بے عزتی کرو، ان پر بہتان باندھو تاکہ وہ اسلام میں طمع فساد نہ کریں۔ لوگ ان سے بچیں اور ان کی بدعت کو نہ سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ان کاموں کے بدلے نیکیاں لکھے گا۔ اور آخرت میں تمہارے درجے بلند کرے گا۔

۱۰ آیاتِ بیانات۔ ص: ۸۵، ۸۶ ۱۱ اصول کافی، مطبوعہ لکھنؤ، ص: ۵۵۴،

امام جعفر صادق کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے یہ کہا۔

ان الناس كلهم اولاد ہمارے شیعوں کے سوا جتنے لوگ ہیں۔ سب

بنایا ما خلا شیعتنا۔ کنجریوں کی اولاد ہیں۔

ان لوگوں کے نزدیک ان کے مخالفین پر لعنت و نفریں بھیجنا ایک قسم کی عبادت

ہے۔ اور یہ اتنی اہم عبادت ہے کہ جناب خمینی صاحب نے اپنے وصیت نامہ میں ایرانی

قوم کو اس کی بھی خاص ہدایت کی ہے۔ "لعن و نفریں میں کوئی کسر نہ رکھی جائے"۔ سوال

یہ ہے کہ اس قسم کی گھٹیا، رذیل حرکتیں بھی کیا کسی مذہب کا حصہ ہو سکتی ہیں۔ اور کیا اللہ

کی جانب ایسی باتوں کو منسوب کرنے والوں کی حقیقت اہل تولانے اب نہ سمجھی؟۔

سیدنا علی مرتضیٰ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی حق تلفی کے غم میں ٹدھال ہونے

والوں سے عقل و دیانت بار بار یہ سوال کرتی ہے۔

● اصحاب ثلثہ، امیر معاویہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور دیگر مقدس صحابہ

نیز مسلمانوں کو منہ بھر بھر کر گالیاں دینے سے کیا حضرت علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو

کوئی فائدہ پہنچتا ہے، یا تبرا یوں کا کچھ بھلا ہوتا ہے؟۔

● موت کے بعد ہر ظالم و مظلوم احکم الحاکمین کے قانون مکافات کے گہوارہ میں

خود بخود پہنچ جاتا ہے۔ بغرض محال اگر ان حضرات میں سے کسی نے کچھ زیادتی کی ہوگی

تو رب العالمین خود سب سے زیادہ جلد حساب لینے والا ہے۔ اگر اس پر یقین ہے تو پھر آپ

کے دادیلا مچانے سے کیا فائدہ؟۔

● حب علی کے دعویداروں کو کیا خبر نہیں کہ حضرت اسد اللہ الغالب نے جان کے دشمن

کو بھی کبھی گالی نہیں دی۔ اور اپنی ذاتی رنجش کی بنیاد پر کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا۔ بلکہ اپنے

ماننے والوں کو اس بات سے منع فرمایا۔ انہی کا ارشاد ہے۔

نہیں تمہارے لئے اس بات کو برا خیال کرتا ہوں کہ تم گالی دینے والے بنو گے

پھر صدیوں سے شیعوں نے پاکانِ امت کو گالی دینے کا جو سلسلہ جاری کر رکھا ہے یہ کس دین و شریعت اور شرافت و انسانیت کا حصہ ہے۔ ہم انہیں سیدنا علی مرتضیٰ کے خطبات ہی پر غور و تامل کی دعوت دیں گے۔

اے بندہ خدا! کسی گناہ کے سبب کسی کی عیب جوئی نہ کر، شاید وہ بخش دیا گیا ہو۔ اور تو اپنے نفس کے صغیرہ گناہ پر بھی بے خوف نہ رہ کر کیا عیب اسی سبب سے عذاب دیا جائے۔ تم میں سے اگر کوئی کسی کے عیب پر مطلع ہو تو بہتر یہ ہے کہ اپنے عیوب پر نظر کر کے اس کی عیب جوئی سے باز رہے نیز فرمایا۔

”تقویٰ اختیار کر اس شخص کی طرح کہ جب سنا ہے تو فوراً اپنی ذمہ داری کا احساں کرتا ہے۔ اور جب کوتاہی کرتا ہے تو فوراً اپنی غلطی مان لیتا ہے۔ اور جب خدا سے ڈرتا ہے تو اطاعت بجالاتا ہے۔ اور جب یقین حاصل کرتا ہے تو نیکی کرتا ہے۔ اور جب اسے درس دیا جاتا ہے تو عبرت حاصل کرتا ہے۔ اور جب نافرمانی سے روکا جاتا ہے تو رک جاتا ہے۔ اللہ کی دعوت کو سن کر اس کی جانب پلٹتا ہے، تو توبہ کر کے پلٹتا ہے۔ جب اولیاء اللہ کی پیروی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے قدم بڑھاتا ہے۔ جب اسے دکھایا جاتا ہے تو طلبِ حق کے لئے سرگرم عمل ہو جاتا ہے اور نافرمانی اور گناہ سے دوری اختیار کرتا ہے۔ دنیا میں رہ کر آخرت کا ذخیرہ کرتا ہے۔ اپنے نفس کو پاک اور آخرت کو آباد کرتا ہے۔ سفر آخرت کے لئے زادِ راہ فراہم کرتا ہے۔ اور جانے سے پہلے اسے اپنی ابدی اقامت گاہ کی طرف بھیج دیتا ہے۔“

معیار صداقت | اللہ کے نیک اور صالح بندے جو یقیناً مومنین کاملین ہی ہیں۔

وہ بصارت ظاہری کے ساتھ ساتھ بصیرت باطنی سے بھی آراستہ ہوتے ہیں۔ انکھ
موند کر ہر خوش کن شے کو قبھلی کر لینا مسلمان کا شیوہ نہیں۔ بلکہ ہر بات کو ایمان و
اسلام کے معیار پر پرکھنا، پھر قبول کرنا بندگان حق کا خاصہ ہے۔ ارشاد رب العلیین ہے
وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا
وَعُمْيَانًا

”اور جن کے (وہ بندے) کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی
جائیں تو ان پر ہرے اور امد سے ہکمنہ نہیں گستہ“

شیعیت نہ اسلام ہے اور نہ اسلام شیعیت، بلکہ شیعیت اپنے چند مہلک عقائد و خیالات
کی بنا پر اسلام کو فنا کرنے اور اس کی تعلیمات کو مسخ کرنے کی ایک سازش ہے۔ ائمہ
کرام اور اکابرین امت کے نام کا بیل لگا کر لادیت اور زندگی کی ایک لمبی سیریز ہے۔
جو قدم قدم پر قرآن اور فرامین رسول انام سے نبرد آزما ہوتی ہے۔ اس لئے اس دور
پر فتن میں مسلمانوں کو تمام گمراہ فرقوں کی طرح رفض اور شیعیت کے دام ہنرنگ نہیں
سے بھی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم تمام مسلمانان اہل سنت تو ابیہار کی عصمت
صحابہ کی عدالت، اور اولیاء اللہ کی محفوظیت کے قائل ہیں، ہمارے دین میں صلح اور
محبوبان حق سے سو رخن کا تصور بھی نہیں پایا جاتا۔

نہایت ایمان افروز بات فرمائی سیدی امام احمد رضا قادری قدس سرہم
نے جو اہل محبت کے حوزہ جان بنانے کے قابل ہے۔

محبوبانِ خدا اولاً تو گناہ کرتے ہی نہیں۔ عِ اِنَّ الْمَحَبَّتَ لَمِنْ مَحَبِّ يَطِيحُ
هَذَا مَا اخْتَارَكَ سَيِّدَنَا الْوَالِدُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى۔ اور اچانا کوئی
نقصیر واقع ہو تو واعظ و زاجر الہی انہیں متنبہ کرتا اور توفیق انابت دیتا
ہے۔ پھر التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اس حدیث کا ٹکڑا

۱۔ القرآن الکریم، سورۃ الفرقان، آیت: ۷۳،

marfat.com

Marfat.com

ہے۔ وھذا ما مشی علی المناوی فی التیسیر، اور بالفرض ارادۃ
 البیہ و سرے طور پر بجلی شان عفو و مغفرت و اظہار مکان قبول و محبوبیت
 پر ناقد ہو تو عفو مطلق و ارفاع ال حق سامنے موجود، ضرر ذنب محمد اللہ
 تعالیٰ ہر طرح مفقود، الحمد للہ الکریم الودود، و ہذا ما زدنا بفضل الحمد للہ
 اور یہ جسارت بھی ان پاکان امت کے حق میں جو رفقائے نبی اور طبیبِ امراضِ
 قلبی ہیں۔ حاشا وکلا،

روض الریاحین میں امام ابو محمد عبد اللہ بن اسد یمنی با فنی نقل فرماتے ہیں۔
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک کوچہ سے گزر رہا رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک
 مقام پر لوگوں کی بھیڑ جمع ہے۔ لوگ گرد میں بلند کر کے کسی کو دیکھنے کی
 کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے خیال کیا آخر ایسا کون شخص ہے۔ آپ
 بھی وہاں گئے۔ جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان شخص عورت و وقار سے
 کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور لوگ اس کو نبض دکھا رہے ہیں۔ کچھ لوگ
 تار و رے کی شیشیاں لئے کھڑے ہیں۔ وہ لوگوں کے امراض کی تشخیص
 کرتا جا تا ہے۔ اور نسخے تجویز کرتا جا تا ہے۔ حضرت مولائے کائنات نے
 قریب جا کر اس سے دریافت کیا۔ کیا آپ کے پاس جرم و عصیاں کے
 مرض کا بھی کوئی نسخہ ہے؟ طبیب نے سنکر سر جھکالیا۔ اور کچھ دیر اسی
 طرح رہا۔ آپ نے دوبارہ وہی سوال دہرایا۔ جواب نہ ملا۔ جب آپ
 نے اپنا سوال سہ بارہ دہرایا تو نوجوان نے سراٹھایا، اور گویا ہوا۔
 جناب والا! اس مرض کے علاج کے لئے پہلے بوستانِ ایمان میں جاہیں
 اور وہاں سے یہ مفردات اکٹھا کریں۔ بیخ نیت، حبِ ندامت، برگ
 تدبیر، تخم درغ، ثمر فقہ، شاخ یقین، مغز اخلاص، قشر اجہاد،

بیخ توکل، اکمال اعتبار، تریاق تواضع، خضوع قلب، اور فہم کامل۔
 ان تمام کو کف توفیق اور انگشتان تصدیق سے پکڑیں۔ پھر طبق تحقیق
 میں رکھ کر اٹکھائے ندامت سے دھوئیں۔ اس کے بعد امید ورجا کی دیگ
 میں رکھیں۔ اور اس قدر آتش شوق کی آبخ دیں کہ کف حکمت ابل کر اوپر
 آجائے۔ پھر اسے رضا کے پیلے میں انڈیل کر استغفار کے پٹھے سے ٹھنڈا
 کریں۔ اس طرح ایک لاجواب شربت تیار ہو جائے گا۔ اس شربت کو ایسی
 جگہ بیٹھ کر استعمال کریں جہاں اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھے۔ انشاء اللہ مرض
 عیساں دفع ہو جائے گا۔ نوجوان طیب نے اتنا کہا اور ایک نعرہ
 مستانہ دل کی گہرائیوں سے مار کر جان بحق ہو گیا۔ مولائے کائنات نے
 فرمایا۔ واقعی تو جسم و روح دونوں کا طیب تھا۔

سوال یہ ہے کہ جس دور مبارک میں عام مسلمانوں کے خلوص ایمان کا یہ حال
 ہو، اس دور کے اکابر امت مسلمہ کے علوئے شان کا کیا حال رہا ہو گا۔ اور ان کی پاکیزہ
 زندگیوں کو حریصان دنیا کے پیمانے میں فٹ کر ناغداران اسلام کے سوا کس کا
 کام ہو سکتا ہے؟

شیعی قرآن حدیث

شیعی قرآن و حدیث

شیعہ حضرات کے نزدیک الجامع الکافی نامی کتاب حدیث کی سب سے معتبر کتاب مانی جاتی ہے، جسے ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی نے جمع کیا ہے۔ کلینی صاحب کی وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی۔ اور ان حضرات شیعہ کی روایات کے مطابق حضرت محمد بن حسن امام فائب نے ۳۶۱ھ میں اپنے کو روپوش کیا ہے۔ روپوشی کے بعد جس زمانے میں دنیا والوں سے امام فائب کا رابطہ چار و کلا کے ذریعہ قائم تھا، کلینی رازی نے انہیں وکلا میں سے کسی کے ذریعہ الجامع الکافی امام فائب تک پہنچوائی۔ اس پر امام فائب نے یہ کہہ کر تصدیق کر دی۔

قال امام العصر و حجة الله المنتظر عليه سلام الله الملك الأكبر في حق هذا كتاب شيعتنا۔

امام عصر، حجة اللہ المنتظر (امام مہدی ان پر سب سے بڑے بادشاہ اللہ کا سلام ہو) نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا۔ ہمارے شیعوں کے لئے یہی کافی ہے۔ اس کے بارے میں سید ہاشم معروف الحسینی کہتے ہیں۔

متقدمین کا تمام روایات دکانی کے معتبر ہونے پر اتفاق نہیں ہے۔ آپ فرمانے ہیں کہ دکانی کی حدیثیں جو سولہ ہزار ایک سو تالیس کے قریب ہیں ان میں سے تقریباً پانچ ہزار بہتر حدیثیں صحیح، ایک سو چوبیس حسن، ایک ہزار ایک سو اٹھائیس موثق، تین سو دو قوی، اور نو ہزار چار سو اسی حدیثیں ضعیف ہیں۔

۱۔ دراسات فی الحدیث، سید ہاشم معروف الحسینی، ص ۱۳۲، ۱۳۳

ہم یہاں الکافی^{۱۰} اور اس کے علاوہ شیعی احادیث کی چار بڑی کتابوں کا مختصر تعارف لکھتے ہیں۔

۱۔ الکافی: جامع ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی (م ۳۲۸ھ) اس کے تین حصے ہیں۔
تعداد مرویات: ۱۶۱۹۹،

۱، اصول، عقائد پر مشتمل، ۲، فروع، احکام پر مشتمل، ۳، خطب مکاتیب اور آداب پر مشتمل ہے۔

۲۔ مَنْ لَا يَحْضُرُ الْفَقِيه: جامع ابو جعفر صدوق، (م ۳۲۸ھ) —
تعداد مرویات: ۶۵۹۳،

۳۔ تَهْذِيبُ الْأَحْكَام: جامع ابو جعفر طوسی، (م ۳۲۹ھ) تعداد مرویات: ۱۳۵۹،

۴۔ الْأَسْتَبْصَار: جامع ابو جعفر طوسی، تعداد مرویات: ۶۵۳۱،

۵۔ الْوَاكِنِي: جامع ملا فیض کاشانی، (م ۱۰۹۱ھ) یہ کتب اربعہ سابقہ کا مجموعہ ہے۔

ان کے علاوہ بعد میں ترتیب پانے والی کتب حدیث شیعہ میں، وسائل الشیعہ، بحار الانوار، العوالم، جامع الاحکام، اور مستدرک الوسائل وغیرہ ہیں۔

شیعوں کو اپنی روایات بیان کرنے کے لئے دو بزرگوں کے نام مل گئے ہیں۔ ایک حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ، اور دوسرے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ، اور ان حضرات کا ان شیعوں کے متعلق یہ حال تھا کہ انہیں جب پتہ چلتا کہ یہ باتیں اور مسائل ان کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں تو ان کے رخسار غصہ سے سرخ ہو جاتے تھے۔

مذہب شیعہ کے بارے میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان کی حدیثوں کی رو سے اس مذہب کی اہم تعلیمات پردہ خفا میں رہیں۔ حالانکہ دین اور مذہب اہل عالم کی ہدایت کے لئے ہوتا ہے۔ تو اس کی جہاں تک ممکن ہو اشاعت ہونی چاہئے۔ خود مجمع بحار الانوار کے مصنف کی روایت کے مطابق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ایک

لاکھ چوبیس ہزار صحابہ موجود تھے۔ جن میں کم و بیش ساڑھے سات ہزار صحابہ راویانِ حدیث ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کی روایت نہیں کی۔ البتہ امام باقرؑ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے کہا۔

قال ابو جعفر علیہ السلام ولایت الہی اسرھا الی جبرئیل
واسرھا جبرئیل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسرھا
محمد الی علی علیہ السلام واسرھا علی الی من ملہ وانتم
تذیعون لہ

آبو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ ولایت الہی (امامت) اللہ نے جبرئیل کو بطور
راز کے بتایا۔ جبرئیل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور راز کے بتایا۔ حضرت
محمد نے حضرت علی کو بطور راز کے بتایا۔ حضرت علی نے اپنے جیسوں کو بطور
راز کے بتایا۔ اب تم اسے مشہور کرتے ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ کا فیض حاصل کرنے والے حضرات
صحابہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شیعوں نے اپنے مذہب کی بنیاد کے لئے جن
ائمہ کے اسمائے مبارکہ استعمال کئے ہیں۔ ان تک بھی اسلام و ایمان کے بارے میں
روایات پہنچنے کا ذریعہ اصحاب رسول ہی ہیں۔ کس قدر بعید از قیاس بات ہے کہ
امام جعفر اور امام باقر (شیعی اکثر روایات جن پر منتہی ہوتی ہیں) پر تو اعتماد کیا جائے
اور ان کے اوپر بلا واسطہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والوں
کو غیر معتبر کہا جائے۔ مزید برآں ایسی باتیں ان ائمہ کرام سے منسوب کی گئیں، جن کی
دین اسلام تو کجا عام انسانی شرافت میں کوئی گنجائش نہیں مثلاً تقیہ،

• ابو عبد اللہ جعفر صادق نے ابن ابی عمیر اعمی سے کہا۔ دین میں نوے فی صد تقیہ
(جھوٹ) ہے۔ اور تقیہ نہ کرنے والا بے دین ہے۔ (اصول کافی، ص: ۴۸۲)

لے اصول کافی، مطبوعہ، لکھنؤ، ص: ۴۸۷،

marfat.com

Marfat.com

● ابو بصیر نے روایت کیا کہ امام جعفر نے فرمایا: تقیہ کرنا اللہ کا دین ہے۔ راوی نے پوچھا اللہ کا دین؟ امام نے اللہ کی قسم کے ساتھ فرمایا: ہاں! تقیہ اللہ کا دین ہے۔ (اصول کافی، ص: ۳۸۳)

● معمر بن خلاد نے روایت کیا۔ میں نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا۔ ان کے مسلمانوں کے (امراء اور حاکموں کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟۔ تو انہوں نے فرمایا امام باقر فرماتے تھے۔ تقیہ کرنا میرا مذہب ہے۔ اور میرے آباء و اجداد کا دین ہے۔ اور جو تقیہ نہیں کرتا بے دین ہے۔ (اصول کافی، ص: ۳۸۴)

اسی طرح کی روایتیں محمد بن مروان اور ابن شہاب زہری سے اصول کافی ص: ۳۸۴ پر موجود ہیں۔ نیز ص: ۳۸۷ تک تقیہ کی روایات پھیلی ہوئی ہیں۔

اہل تشیع کی جو اپنی الگ فقہ ہے۔ اس کا ماتخذ یہ کتاب و سنت ہی بتاتے ہیں۔ مگر ان کے نزدیک سنت کیا ہے؟ — اس کی تعریف میں یہاں فقہ جعفری کی وضاحت کرنے والے جناب مرتضیٰ حسین صدر الافاضل کے مضمون سے نقل کرتا ہوں ذیلی عنوان۔ ماتخذ، تعارف و حدود کے تحت، کتاب کی تعریف کے بعد لکھتے ہیں۔

سنت: گفارد کردار، عمل و مایید معصوم، یعنی اگر یہ ثابت ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی حکم دیا۔ یا کوئی کام انجام دیا۔ یا کوئی عمل معین انداز سے کیا۔ یا لوگوں نے کوئی کام انجام دیا اور حضور نے اس پر ٹوکا نہیں بلکہ بظاہر اس پر راضی رہے تو یہ بات ہر مسلمان کے لئے حجت اور حکم قطعی کی حیثیت رکھتی ہے۔
سنت کے تین مراحل ہیں۔

الف: قول و فعل و تقریر (تصدیق و تائید) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،
ب: نقل قول و فعل و تقریر رسول اللہ از معصوم و ائمہ اہل بیت علیہم السلام،
ج: قول و فعل و تقریر معصومین لے

لے مجلہ توحید، اردو، قم ایران، ج ۲، شمارہ: ۴، ص: ۱۳۶

شیعی سنت اور تفسیر

حدیث شیعہ اور اصول فقہ میں بھی تفسیر کا کتنا عمل دخل ہے۔ سید مصطفیٰ محقق داماد کے مقالہ مصادیقہ کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔ مضمون کی دوسری قسط میں ائمہ کے تشریحی اختیارات ثابت کرتے ہوئے ایک جگہ مضمون نگار نے لکھا ہے۔

..... معصوم کبھی کسی واجب کو ترک نہیں کرتا: (ص: ۱۴۷ سطر ۲)

پھر آگے بڑھ کر ذیلی عنوان معصوم کی تقریر یا تصدیق کے لئے دو شرطیں لازم ہیں: ”کے تحت کیا لکھا ہے اسے پڑھئے اور اجتماع ضدین کا جلوہ دیکھئے۔

پہلی یہ کہ معصوم کو کامل طور سے فعل کی انجام دہی کی اطلاع رہی ہو۔ یعنی وہ

فعل مکمل طور سے امام کی موجودگی اور ان کے سامنے انجام پایا ہو۔

دوسری یہ کہ امام کے امر بہ معروف اور نہی از منکر کے لئے کوئی رکاوٹ موجود

نہ ہو۔ یعنی امام فعل کے واقع ہونے کے وقت یا جگہ کے لحاظ سے خود عمل

یا اس کے طریقہ سمیت میں اظہار نظر کے لئے کوئی مانع نہ رکھتے ہوں۔ اس

جگہ مختصر سی وضاحت ضروری ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ائمہ علیہم السلام

اور ان کے جملہ اصحاب با دفا ظالم حکام اور سلاطین کی طرف سے ہمیشہ جاسوسی

کے زیر نظر رہے۔ اور بنیاد اسلام کی حفاظت نیز مخفی و علنی شیعوں کی بقا

کے لئے اکثر اسی میں مصلحت تھی کہ خود کو ساکت دپہاں کئے رہیں۔ جس کے

مشہور مظاہر میں سے ایک تفسیر ہے۔ چونکہ غاصب اور مستمگر خلفاء زیادہ تر

شیعوں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے ائمہ علیہم السلام کے ارد گرد جاسوسی

معین کرتے تھے۔ اور یہ حضرات بھی اس بات سے واقف تھے۔ لہذا شیعہ

اقدامات کو پوشیدہ رکھنے کے خیال سے مجبوراً مختلف راہوں اور احتیاط

کے گونا گوں طریقوں سے استفادہ کرتے ہوئے اکثر شرعی معیارات کے بیان

کرنے کا موقع اور امکان نہ رکھتے ہوئے سکوت اور خاموشی کو ترجیح دیتے

تھے۔ لہذا تقریر معصوم کے مطالعہ اور اس کی وقعت و حیثیت جاننے کیلئے

قَدْ خَذَلْنَا شَيْعَتَنَا ۖ ہمیں ہمارے شیعوں نے رسوا کیا۔
جلال العیون میں ہے۔

شیعیانِ مالدست ازباری میرے شیعوں نے میری مدد سے ہاتھ
برداشتند۔ کھینچ لیا۔

ناسخ التواریخ میں ہے کہ امام عالی مقام نے شیعوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔
اے جماعت (شیعہ) شمارِ ملامت اے لوگو! تمہیں ہلاکت بربادی ہو تم کیسے
وضعت باد چہ زشت مردم کہ شما بودہ اید ۱۲ برے لوگ ہو؟۔

شیعی قرآن، مصحف اور جامعہ | یہ ہے اہل تشیع کے مذہبی مصادر کا حال،
جہاں تک شیعی قرآن کا تعلق ہے، وہ مسلمانوں

کے قرآن سے بہت کچھ مختلف ہے۔ وفاقِ علمائے شیعہ کے اشتہارِ بحریہ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۵ء
پاکستان، جس پر ہندو پاک کے ۱۲ بڑے شیعہ مجتہدین کی تصدیقات ہیں۔ اس میں بھی
یہی بات صراحت سے لکھی ہوئی ہے۔ عبارت یہ ہے۔

• قرآن دپورا قرآن اماموں کے بغیر کسی نے جمع نہیں کیا۔ اور جو کہے اس
نے پورا قرآن جمع کیا وہ جھوٹا ہے ۱۳

موجودہ قرآن کے محرف و مبدل ہونے پر حضراتِ اہل تشیع کی انہی حدیث
کی کتابوں میں پانچ سو سے زائد روایات پائی جاتی ہیں۔ جن میں
سینکڑوں ایسی روایتیں ہیں کہ قرآن کی فلاں فلاں سورتوں میں نامرت و
خلافت کا ذکر تھا جسے بدل دیا گیا۔ قدیم علمائے شیعہ نے تو مکمل سورۃ الاولیاء کا بھی ذکر
کیا ہے جسے نوری طبرسی کی کتاب میں آپ بھی دیکھ سکتے ہیں۔

۱۳ علامۃ الصائب، ص: ۴۹، ۱۴ ناسخ التواریخ، ص: ۱۹۴،

۱۵ اشتہارِ وفاقِ علمائے شیعہ، پاکستان، بحریہ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۵ء،

کتاب السنن
۶

α عکس فصل الخطاب جس میں نفس
مصوراً اور لذتہ و کبھی جاکتی ہے۔

ظاہر مطلبین مسوۃ وجوہم فجوہم فجوہم ذات الشمال لا یسوف فطرہ ثم یرد علی رانیہ فرعون صدہ
الامۃ فاقوم فلو قدما ویدو وجہہ وجوہا محابہ فاقول ما فعلتم بالقلوب فیقولون
اما الاکبر ففرقتا واما الاصغر ففرقتا منہ فاقول ردوا ظاہر مطلبین مسوۃ وجوہم فجوہم فجوہم ذات الشمال
لا یسوف فطرہ ثم یرد علی رانیہ ذی الشدہ معھا اول خارجہ فاقوم فلو قدما ویدو وجہہ وجوہا محابہ فاقول ما فعلتم بالقلوب
بک فیقولون اما الاکبر ففرقتا واما الاصغر ففرقتا
ولمنا فاقول ردوا ظاہر مطلبین مسوۃ فجوہم فجوہم ذات الشمال لا یسوف فطرہ ثم یرد
رانیہ امیر المؤمنین سید السلین و امام المتقین فاند العز المجلیں فاقوم فلو قدما ویدو وجہہ وجوہا محابہ فاقول ما فعلتم
بالقلوب بک فیقولون اما الاکبر ففرقتا واما الاصغر ففرقتا منہ
فلما فاقول ردوا واء یرد یقین مبضۃ جوہم فجوہم ذات الیمین وھو قول اللہ تعالیٰ یوم یبشرون
وجوہہ وجوہا واما الذین اسوۃ وجوہہم اکفرتم بعد ما انکرتم فاقول العذاب بما کنتم تکفرون
واما الذین ابضۃ وجوہہم ففی حدیث اللہ م فیما خال الدین واما ذکرنا امام الخیر ثامہ ثریا بکرم مثالب
القوم منابہ الامۃ الراشدین من لسان الخالق وانی انشاء اللہ ان الظاہر من الخیر یخبر عن اللغز
لا المفسر مع ما کتابہ بشان الذی یبصر کرم عابد الشیعۃ معنا و بعضہ یقولون ان عباد
لہ المصاحف والقرآن والصلوۃ کان فی فضل علی واولیہ علیہم السلام ہذا فی السوۃ الرحمن الرحیم
بایاتھا الذین امنوا امنوا بالانوارین انزلناھا لتلوان حکیم ایاہی و یجید انکم عذاب یوم عظیم
توزان بعضہما من بعض انا البقیع العظیم ان الذین یوفون ورسولہ فی ایاہی لم یجات نعم
والذین کفر ولم یعد ما امنوا یفرضہم مضافہم واما عا ہدم الرسول علیہ بعد فون و الحکم
ظلموا انفسہم وعضوا الوصلی الرسول وذلک فیقولون من یمین ان اللہ الذی تور التسمو والارض
بماشاء واصطفی من الملائکۃ وجعل من المؤمنین اولئک فی خلفہ یفعل اللہ ما یشاء لا الہ
الا هو الرحمن الرحیم فلو کما الذین من قبلہم یرسلہم فاحذہم بکرم ان لحدی شدید الیم
لن اللہ فلو اھلک عاد او ثمود لیا کسوا وجعلہم لکرم تذکرۃ فلا یسوفون و فرعون بما طغی علی
موسى واجتہد فرعون اغرقتہ ومن تبعہ اجمعین لیکون لکرامۃ وان اکثرہ فاسوفون ان
اللہ یجمعہم فی یوم الحشر فلا یستطیعون الجواب عن فیستلون ان الحجیم ما وائم وان اللہ علی حکم

اسوۃ

بعہا ثامہ

شیعوں کے نزدیک قرآن مجید ناقابلِ یقین، رد و بدل کیا ہوا، محرف ہے اس کے لئے دیکھیں
 اصول کافی، کتاب الحجۃ، اوحد دوسری معتبر شیعہ کتب کی روایات کے مطابق
 حضرت علی اور ائمہ کے علاوہ اگر کوئی اور یہ دعویٰ کرے کہ اس نے قرآن جمع کیا
 تو وہ کذاب ہے ۱۵

ایک شیعہ صحیفہ جامعہ ہے، جس کا طول ستر گز ہے ۱۶
 مصحف فاطمہ قرآن سے تین گنا بڑا ہے۔ اور اس میں تمہارے قرآن کا ایک
 حرف بھی نہیں ملے

اصول کافی میں ہے۔ الجفر، جامعہ اور مصحف فاطمہ کے بارے میں جو روایات
 ہیں، ان میں سے ایک کا کچھ حصہ اس طرح ہے۔

تمہارے پاس الجفر ہے اور لوگوں کو کیا معلوم الجفر کیا ہے؟۔ سائل نے
 پوچھا مجھے بتائیں وہ کیا ہے؟۔ اس پر امام جعفر نے فرمایا۔ وہ چمڑے کا
 ایک تھیلہ ہے، جس میں تمام نبیوں اور وصیوں کا علم ہے۔ اور بنی
 اسرائیل میں جو علم گزرے ان کا بھی علم ہے۔ اس کے بعد امام نے
 فرمایا۔ اور تمہارے پاس مصحف فاطمہ ہے۔ اور لوگوں کو کیا پتہ کہ مصحف
 فاطمہ کیا ہے؟ اس میں تمہارے اس قرآن سے تین گنا ہے۔ اور بخدا
 اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے ۱۷

۱۵ اصول کافی، ص: ۱۰۶۰، اصول کافی، ص: ۲۶۱ تا ۲۶۸، نسخ التواریخ،
 ج ۲، ص: ۴۹۳، ۴۹۴، تفسیر صافی، ج ۱، ص: ۱۱۴۔ فصل الخطاب فی تحریف
 کتاب رب الارباب کامل

۱۶ اصول کافی، کتاب الحجۃ، ص: ۱۹۳، حیات القلوب، ج ۳، ص: ۳۵،

۱۷ اصول کافی، ص: ۱۳۶، ۱۳۷، اصول کافی، ص: ۱۳۶،

۱۸ اصول کافی، ص: ۱۳۷،

مصحفِ فاطمہ کی ترتیب اس طرح عمل میں آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بی بی فاطمہ بہت غم زدہ ہوئیں۔ تو ان کی تسلی کے لئے اللہ نے ایک فرشتہ مقرر کیا۔ حضرت فاطمہ نے یہ بات حضرت علی کو بتائی۔ اس کے بعد حضرت علی اس فرشتہ سے جو کچھ سنتے اس کو لکھ لیتے تھے۔ اس طرح ایک مصحف تیار ہو گیا وہی مصحفِ فاطمہ ہے۔

آج کل شیعوں کی اکثریت جو علمائے ایران کے زیر اثر ہے قرآن مجید کو غیر محرف اور ہر لحاظ سے محفوظ کہتی ہے۔ اگر یہ لوگ اس بات کو مصمم قلب سے قبول کر لیں، اور قرآن مجید کے منصوبات کی روشنی میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر انشراح صدر کے ساتھ عمل کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔

کُلُّ حَدِيثٍ لَا يُوَافِقُ كِتَابَ اللَّهِ فَهُوَ زُخْرُفٌ ۝

جو حدیث کتابِ الہی (قرآن) کے موافق نہ ہو، وہ باطل ہے۔

تو آج بھی اسلامی اتحاد کے جلوؤں سے دنیا منور ہو سکتی ہے۔ اور مسلم مفکرین نیز مستشرقین کی یہ باتیں غلط کی جاسکتی ہیں، جو انہوں نے کہیں۔

متشیع ہر اس شخص کی پناہ گاہ ہے جو عداوتِ اسلام کو منہدم کرنا چاہتا ہو۔

قدیم عربی تاریخوں میں ایک زمانے میں خاص حالات کے تحت پارٹی بندی، او آپس کی نفرت نے طویل عرصہ تک مسلسل اس بات کی کوشش کی تاریخی صداقت کو جھوٹ سے بدل دیں۔ (پروفیسر ایڈورڈ سنخاؤ، رائل یونیورسٹی، برلن) ۝

اب بھی موقع ہے کہ ہم نفرت و عداوت کی فضا سے نکل کر اسلام و قرآن کے پُر امن قوانین کو قبول کریں۔ اور تاریخِ عالم کے امنٹ نقوش کو تسلیم کریں۔

حیاتِ حضرت مولا علی سے ثابت ہے ۝ قبولِ حق سے بڑا، اور کوئی جہاد نہیں
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ أَعْلَى الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

۱۔ اصول کافی، لمفنا، ص: ۱۲۷ ۝ وسائل الشیعہ، ج ۱۸، ص: ۷۸

۲۔ پروفیسر احمد امین، فخر الاسلام، ۝ تاریخ و سیاست، ج ۲، ص: ۴۳

تفریق بین المسلمین اور شیعہ

صفحہ	مندرجات
۳۰۱	دورفتن اور ایمان کی سلامتی
۳۰۳	تفرقہ سے بچو
۳۰۶	فرمان مرقضوی میں تفرقہ سے بچنے کی تاکید
۳۰۷	اعلانِ بغاوت
۳۱۱	حضرت علی کے حق میں حضور کی پیشین گوئی
۳۱۲	تاریخ ابن سبا
۳۱۵	مماثلت رفض و مسیحیت
۳۱۸	شیعوں کی یہود سے مشابہت
۳۱۹	بعض معاندانہ خصوصیات
۳۲۰	شیعہ فرقہ در فرقہ
۳۲۸	اقسام کفار

تفریق بین المسلمین اور مشرکین

دور فتن اور ایمان کی سلامتی | فتنہ و فساد کی تیز و تند آندھیوں میں بھی شیعہ اسلام و ایمان کی حفاظت کا طریقہ، معلم کتاب و حکمت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن مقدس، سنت خلفائے راشدین اور حب اہل بیت و اہل محبت کا سہارا لیا جائے۔

جس طرح انسانی پیروں کو ڈمگام دینے والی آندھی میں مضبوط درختوں کی جڑے چمک جانے والے محفوظ رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح دور فتن میں کتاب و سنت کے مضبوط قلعہ میں پناہ لینے والوں کے ایمان سلامت رہتے ہیں۔

فرمودات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ امت اسلامیہ بھی افتراق و انتشار کا شکار ہوگی۔ اس ملت میں بھی لرزہ خیز اختلافات رونما ہوں گے۔ مسلمانوں میں بھی کچھ لوگ یہود و نصاریٰ کی روش پر چلیں گے۔ قوم بنی اسرائیل ۱۷ فرقوں میں بٹی مگر مسلمان ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہوں گے۔ یہ بہر حال ہو کر رہے گا۔ جسے کوئی فرد بشر اپنی کوشش سے روک نہیں سکتا۔ لیکن ہاں! ہم آپ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں طوفانی تھپیڑوں سے کشتی ایمان کی حفاظت کا سامان ضرور کر سکتے ہیں۔ اب اللہ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم دین و ایمان کی سلامتی کے اس جہاد میں کامیاب و کامراں ہوں۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔

آئیے پہلے الغنیۃ لطالبی الحق (غنیۃ الطالبین) حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب سے اپنے قلمی مرض کی تشخیص کرا لیں۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

نہایت دل نشیں انداز میں احادیث مبارکہ کے حوالوں سے گمراہی و ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والے فرقوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ ملاحظہ کریں۔

آن گمراہ فرقوں کا بیان جو راہ ہدایت سے بھٹک گئے ہیں۔ اس کی اصل وہ حدیث ہے جس کو کثیر بن عبد اللہ نے اپنے والد اور جد کی سند کے ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے سے پہلے لوگوں کے راستے پر قدم بہ قدم ضرور چلو گے اور ان ہی چیزوں کو اختیار کرو گے جن کو انہوں نے اختیار کیا تھا۔ ایک ایک بالشت، ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک گزان کی پیروی کرو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ سو سار (گوہ) کے بھٹ میں بھی گھسے تھے تو تم بھی ان کی پیروی کے لئے سو سار کے بھٹ میں داخل ہو گے۔ اچھی طرح سن لو کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی ہدایت کے برعکس بنی اسرائیل ۱، فرقوں میں بٹ گئے تھے جن میں ایک فرقہ کے سوا سب گمراہ تھا اور وہ ایک فرقہ مسلمانوں کی جماعت کا تھا۔ پھر عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کی ہدایت کے خلاف عیسائی بھٹ کر ۲، فرقوں میں ہو گئے۔ اور ان میں ایک فرقہ کے سوا تمام فرقے گمراہ اور بے دین تھے۔ وہ ایک فرقہ اسلام اور مسلمانوں کی جماعت کا تھا۔ اس کے بعد تم ۳، فرقے ہو جاؤ گے۔ اور ان میں سوائے ایک فرقہ کے باقی سب گمراہ ہوں گے۔ اور وہ فرقہ اسلام اور مسلمانوں کی جماعت کا ہوگا۔

حضرت عبدالرحمن بن جبیر سے مروی ہے کہ سرکارِ عالی نے ارشاد فرمایا: میری امت پھٹ کر ۳، فرقے بن جائے گی۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب سے بڑا فتنہ وہ فرقہ ہوگا، جو احکام (دینی) کا فیصلہ صرف اپنی رائے سے کرے گا۔ خود ہی حلال کو حرام بنائے گا۔ اور خود ہی حرام کو حلال ٹھہرائے گا۔

عبداللہ ابن زبید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل پھٹ کر ۱۷ فرقوں میں ہو گئے۔ ایک کے سوا سب دوزخی ہوئے۔ اور میری امت پھٹ کر ۲۷ فرقے ہو جائیں گے۔ جن میں سے ایک کے سوا سب دوزخی ہوں گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کیسا ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے سیدھے راستے پر چلے گا۔

جس فرقہ کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ آپ کے زمانہ میں ہوا، نہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہوا۔ بلکہ یہ اخلاف صحابہ کرام اور تابعین حضرات کی وفات کے کئی سو سال بعد ظہور میں آیا ہے۔ آگے رقمطراز ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر فرمایا۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! فتنوں سے بچ نکلنے کا کیا راستہ ہوگا۔ فرمایا اللہ کی کتاب کہ یہی پر حکمت و موعظت نامہ ہے۔ یہی صراطِ مستقیم ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں زبانوں کا اشتباہ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی کو جب جنات نے سنا تو وہ اِنَّا سَمِعْنَا قَوْلًا نَاعِبًا کہے بغیر نہ رہ سکے۔ جو اس کے موافق کہے گا وہ سچا ہوگا۔ اور جو اس کے مطابق فیصلہ کرے گا وہ انصاف کرے گا۔

حضرت عرابی بن ساریہ نے فرمایا۔ ہم نے رسول اللہ کی اقتدا میں فجر کی نماز پڑھی۔ حضور نے ایسا دل نشیں و غطر فرمایا کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ دلوں پر خوف طاری ہو گیا۔ اور بدن گر مل گئے۔ ہم نے

عرض کیا یا رسول اللہ! حضور کی یہ نصیحت تو ایسی ہے کہ ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے حضور ہم کو چھوڑ رہے ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ میں تم کو اللہ سے دُستے رہنے اور حاکم کی اطاعت و فرماں پذیری کی نصیحت کرتا ہوں۔ خواہ وہ حاکم جیسی ظلام ہی کیوں نہ ہو۔ میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ بڑے اختلافات دیکھے گا۔ تمہارے لئے میری سنت اور میرے ان خلفاء کی سنت پر قائم رہنا لازم ہے جو میرے بعد ہوں گے اور تم کو سیدھا راستہ دکھائیں گے۔ اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ اور دانتوں سے پکڑ لینا۔ دین میں نئی باتوں سے بچنا۔ کیونکہ دین میں پیدا کی ہوئی ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو دعوت دینے والا سیدھے راستے کی طرف بلائے اور اس کی دعوت کی پیروی کی جائے تو پیروی کرنے والوں کی طرح اس رہنما کو بھی ثواب ملے گا۔ مگر پیروی کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جو ضلالت کی دعوت دے اور اس کی پیروی کی جائے تو اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر اس پر وبال ہوگا۔ جبکہ پیروی کرنے والوں کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی۔

تفرقہ سے بچو | رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر آنے والے امتحانی ادوار کا پہلے ہی ذکر فرما دیا تھا۔ اور ان حالات میں باہمی اتحاد و اتفاق کے ساتھ ملت مسلمہ کے قلوب کا پھر منکر ملت کی عمارت سے وابستہ رہنے کی شدید تاکید فرمائی تھی۔ السواد الاعظم کے ساتھ رہتے ہوئے اطاعت امیر کا قیادہ

۱۔ الغنیۃ لطاہی المحق (غنیۃ الطالبین) للشیخ عبدالقادر الجیلانی، قدس سرہ، ص: ۱۷۶

مگر دن میں ڈالنے رہنے ہی میں دین و دنیا کی کامیابی تباہی تھی۔ مسجد نبوی شریف کے مقدس منبر سے آنسوؤں کی بھڑی میں روٹ ورجیم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قلوب کو رزادینے والے خطبے اس لئے ارشاد فرمائے تھے کہ مسلمان فلاح یاب ہوں اپنی امت کے غم میں رات رات بھراںسک باری فرمانے والے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب و حکمت تلاوت فرما کر اتحاد و اتفاق کا درس دیا تھا۔ مگر جیسے آسمان کی بارش سے سخت چٹانیں اپنے اندر کچھ جذب نہیں کر پاتیں۔ اور زم زم زمین سبز و زار بن جاتی ہے۔ ان مقدس فرامین سے بھی اہل ظرافت نے حصہ پایا۔ اور بد نصیب محروم رہے۔ اختلاف و افتراق سے دور رہنے کا حکم قرآن مجید میں ہے۔ اور رب کائنات نے تفرقہ اندازوں کو سخت عذاب سے ڈرایا ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ
مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ أُولَٰئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ ۱۷

اور تم لوگ ان لوگوں کے مانند نہ ہو جانا جنہوں
نے واضح آیات پہنچ جانے کے بعد باہم تفرق
کی اور اختلاف کرنے لگے ان لوگوں کے لئے
سزائے عظیم ہے۔

قرآن و حدیث کے ذریعہ رب کائنات کی روشن آیات اور اسلام کے حق ہونے کی آفتاب سے زیادہ واضح علامات سامنے آچکی ہیں۔ اسوۂ محمدی قرآن عظیم کی عملی تفسیر بن کر دنیا میں رونما ہو چکا ہے۔ غام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر و مزیگی نصیحت میں رہ کر حضرات خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، اہل بیت پاک، اور جماعت صحابہ و صحابیات آسمان ہدایت کے روشن نجوم کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی تفرق بین المسلمین کا شوشہ چھوڑے، اور اللہ کی مضبوط سی جھوڑ کو ٹکڑے ٹکڑے ہو تو پروردگار عالم اس سے خود دیکھ لے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ فَتَرُوا
بَيْنَكَ وَبَيْنَ آلِ هَارُونَ
بَيْنَكَ وَبَيْنَ آلِ هَارُونَ

اور ہو گئے کئی گروہ، (اے محبوب) نہیں ہے
آپ کا ان سے کوئی علاقہ، ان کا معاملہ صرف
اللہ ہی کے حوالے ہے۔ پھر وہ بتائے گا جو کچھ
وہ کیا کرتے تھے۔

وَيَنْهَمُ دَكَائُوا شَيْعًا لَّسْتَ
مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ
إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا
يَفْعَلُونَ ۝ ۱۷

شاہ مرداں، شیرزداں،
امیر المومنین علی بن ابی طالب

فرمان مرتضوی میں تفرقہ سے بچنے کی تاکید

کرم اللہ وجہہ الکریم جنہوں نے فتنوں کے طوفانی دور میں بھی قرآنی منشور، اور سنت سید
یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کیا۔ باطل فرقہ بندیوں کے خلاف اپنے خطبہ میں فرمایا۔
خبردار! تم خود کو دین میں فرقہ بندی سے دور رکھو۔ کیوں کہ برسر حق جماعت
جسے تم مکروہ سمجھ رہے ہو بہتر ہے باطل فرقہ بندی سے جسے تم پسند کرتے
ہو۔ بیشک پروردگار عالم نے اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی (فرقہ پرست)
کو بہتری نہیں بخشی ۱۷

ایسی بے بنیاد ہٹ دھرمی اور ضد پر قائم رہ کر حق سے بے گانہ رہنا بوقونی ہے اور
صدائت و خائنت کو جان لینے کے بعد قبول کرنا مردانگی ہے۔ فرماتے ہیں۔
”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، جس نے دانائی کی بات سنی، اور مان
لی۔ جب راہِ راست کی جانب بلایا گیا، تو قریب آگیا۔ ہادی راہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا دامن تھاما اور نجات پاگیا۔ جس نے اشارۃ قدرت کو سمجھا، اور
گناہوں سے خائف رہا۔ جس نے بے ربا عمل کو پہلے ہی بھیج دیا۔ جس نے کدوا
کو نیک اور شائستہ رکھا۔ جس نے نیکی کی۔ ذخیرۂ آخرت بننے والی پونجی جمع
کی اور قابل پرہیز نشیار سے بچا رہا۔ جس نے اغراض دنیوی کے بدلے
آخرت حاصل کی۔ جو خواہشات پر غالب آیا۔ اور نفس کی تمنا کو غلط سمجھا“ ۱۷

۱۷ القرآن الکریم، سورہ الانعام، آیت ۱۵۹ ۱۷ بیج البلاغہ، ص: ۲۱۵، ۱۷ بیج البلاغہ، ص: ۲۸۲

جس علی القاب، شیخ رستم بن اسلام مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
کے تولا کا اہل تشیع پر چار کرتے، اور دم بھرتے ہیں۔ ان کا

اعلان بغاوت

فرمان تو آپ نے نبی البلاغہ میں ملاحظہ فرمایا۔ اب آئیے آپ کو انقلاب ایران کے بانی
خمینی صاحب کے مرکز قلم سے نکلنے والے ترجمان شیعیت "توحید" کے ذریعہ اطیعوا اللہ الایۃ
کی ایک الگ تحکک تفسیر سے روشناس کراتا ہوں۔ جو روح اسلام قرآن و حدیث اور سیدنا
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرمان کی بالکل ضد ہے۔ قارئین کرام اس اقتباس کو اس تناظر
میں دیکھیں کہ بنو امیر اور بنو عباس کے زمانے میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ ہر چار جانب
تیز تھا۔ اور ہر مفتوحہ علاقے میں اسلامی قضاۃ، حکمران، اور قرآن و سنت کی روشنی میں
فیصلہ صادر کرنے والے علماء مقرر کئے جاتے تھے۔ بعض امراء اور حکمرانوں پر ان کے تقویٰ و
طہارت کے باب میں انگلی اٹھائی جاتی ہے۔ مگر یہ بات تو مسلم ہے کہ علماء و قضاۃ عام طور
سے خدا ترس، عدل و انصاف کے دلدادہ، اور حق نیوشی میں اپنی مثال آپ ہوتے تھے
ایسی صورت میں کچھ لوگوں کا ان امراء و قضاۃ، منتقلین، اور اسلامی ریاست کے خلاف
مزاج پیدا کرنا، اور اپنے لئے مخصوص صاحب امتیاز کرنا، کیا باغیوں کے علاوہ کسی
اور کا کام ہوتا ہے۔ اور ایسی حرکات و سکنات کی نسبت ائمہ کی جانب کرنا بڑی خطرناک
جسارت ہے۔ جبکہ بنام روایت قرآن اور اسلام کی صریح مخالفت کے فتنے ہیں۔ اور
اسلامی امراء کی اطاعت کو طاعت کی اطاعت کہا گیا۔ (العیاذ باللہ) ملاحظہ کریں شیعہ
مجتہد لکھتا ہے۔

"قرآن کی آیت مبارکہ اطیعوا اللہ..... وَاُطِیْعُوا اَیُّهَا الرَّسُولُ مِمَّا رَزَقَکُمْ مِنْهُ اس
سلسلہ میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ ظاہر ہے یہ حکم اطاعت ہمیشہ کے لئے ہے
اور اس کے لئے صاحبان امر کا بھی ہمیشہ اور ہر زمانہ میں وجود ضروری ہے
اب اگر ادنیٰ الامر شے صرف معصوم ہستیاں (ائمہ معصومین) مراد ہیں، تو
آج ان کی اطاعت کے کیا معنی ہیں؟ کیا صرف عبادات (نماز و روزہ حج
وغیرہ) میں ان کی اطاعت واجب ہے۔ اور بقیہ تمام احکام اسلامی میں صرف

زبانی اطاعت کافی ہے۔ اور عملاً ہم دشمنان اسلام کے باطل و غیر اسلامی قوانین کے پابند رہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ جس طرح غیبت صفریٰ کے بعد سے آج تک اور جب تک مصلحت امامت اس کی مقتضی ہو کہ امام کا ظہور ہو اس وقت تک ہم عبادات میں اطاعت تو انہیں معصومین کی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ لیکن درمیان میں واسطہ عادل فقہار ہیں۔ جن کے ذریعہ معصومین کے احکام ہمیں معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کے مطابق ہم عمل کرتے ہیں۔ اس طرح تمام امور اجتماعی اور احکام اسلامی میں بھی وہی فقہا مزجع ہیں۔ اس لئے کہ ادلی الامرائہ طاہرین علیہم السلام محض عبادات میں صاحبان امر نہیں تھے بلکہ نبی کی طرح تمام اجتماعی امور اور حکومتی قوانین میں بھی صاحبان امر تھے۔ لہذا جس طرح فقہار کو عبادات میں معصوم کی نیابت حاصل ہے اسی طرح اسلامی حکومت کی تشکیل اور تمام احکام و قوانین کے نفاذ و اجراء کے بارے میں بھی نیابت کا حق حاصل ہے۔ چنانچہ بہت سی روایات و روایات بھی اس کے مؤید ہیں۔ جن میں سے ہم چند روایات یہاں پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

اس کے بعد مضمون نگار نے وسائل الشیعہ کی روایت نقل کی ہے۔ طوالت کے باوجود ہم قارئین کو مطالعہ کی زحمت دیں گے۔ تاکہ ان کے مزاج سے کما حقہ واقفیت ہو سکے محمد یعقوب..... عزمین خنظلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اپنے دو شیوہ ساتھیوں کے بارے میں سوال کیا کہ ان دونوں کے درمیان قرض یا میراث کے بارے میں نزاع ہے۔ اور یہ لوگ داد خواہی کے لئے قاضی یا خود بادشاہ کے پاس گئے ہیں۔ آیا ان کا یہ فعل درست و جائز ہے؟ امام نے فرمایا کہ جو شخص بھی کسی حق یا باطل معاملہ میں ان لوگوں (قضاۃ و سلاطین) کی طرف رجوع کرے گا، اس نے درحقیقت طاغوت کی طرف رجوع کیا ہے اور جو کچھ وہ ان کے فیصلہ کے مطابق حاصل

کرے گا۔ چاہے وہ اس کا حق ہی ہو، پھر بھی حرام رہے گا۔ کیونکہ اس نے اسے ایسے طاغوت کے حکم سے حاصل کیلئے جس سے انکار کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ یُرِیْدُ ذَٰنَ اَنْ یَّتَّحَاکُمُوْا اِلٰی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ یَّکْفٰی وَ اِیَّہٗ رَاوٰی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ پھر وہ دونوں کیا کریں؟ حضرت نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنوں میں دیکھیں (یعنی ایسے شخص کو تلاش کریں) جو ہماری حدیثوں کا راوی ہو۔ اور ہمارے حلال و حرام کو پہچانتا ہو۔ اور ہمارے احکام و قوانین کی معرفت رکھتا ہو۔ اس کو اپنا قاضی بنائیں۔ اور اس کے فیصلہ پر راضی رہیں۔ اس لئے کہ میں نے اس کو تم پر حاکم بنایا ہے۔ (ایسا شخص میری طرف سے تم پر حاکم ہو گا) لے

نقل روایت کے بعد مضمون نگار نے نتیجہ نکالا ہے کہ امام کا حکم ہے کہ ہر معاملہ میں فقیہ کی طرف رجوع کرو۔ کیوں کہ وہ تم لوگوں پر ہمارا مقرر کردہ حاکم ہے۔ فقیہ امت مسلمہ کے لئے تمام امور عامہ میں واجب الاتباع ہے۔ یہ اتباع مجتہدین پر بھی واجب ہے۔ (دافع رہے کہ ایسی ہی دلیلوں کے ذریعہ شیعوں نے جناب غیبی صاحب کی ولایت فقیہ کا قلاب بھی اپنی گردن میں ڈال لیا تھا، جسے خود بہت سے شیعوں نے رد کر دیا تھا) اور یہ دوسری روایت،

ابو خدیجہ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مندرجہ صحاب میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ حضرت کی طرف سے آپ کے شیعوں کو یہ پیغام پہنچا دوں کہ اگر کبھی تم لوگوں کے درمیان آپس میں کوئی نزاع ہو جائے، یا بین دین کے معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو اس فاسق جماعت کی طرف فیصلہ کے لئے رجوع مت کرنا۔ بلکہ تم میں جو شخص ہمارے

لے وسائل الشیعہ، ج ۱، باب ۱۱، ص ۹۸، بحوالہ اسلامی حکومت میں حاکم اعلیٰ۔

جلد توحید، ج ۳، شمارہ ۱۲، ص ۱۴۶ تا ۱۴۹،

حلال و حرام کو پہچانتا ہو اس کو اپنا حاکم بنالینا۔ کیوں کہ میں نے ایسے شخص کو تم پر قاضی معین کیا ہے۔ خبردار! تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے خلاف کوئی نزاعی معاملہ بادشاہ ظالم تک نہ پہنچائے، لے
مضمون نگار خود تشریح کرتا ہے۔

اس روایت میں مدارے فی شئی، سے حقوقی اختلاف مراد ہے۔ جن میں فاسقین کی طرف رجوع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ نیز جماعت فاسق سے مراد وہ قاضی ہیں جو حاکم دفت کی طرف سے منصبِ قضاوت پر مامور ہیں۔

اسی مضمون میں آگے چل کر یہ روایت بھی درج ہے کہ اسحق بن یعقوب نے محمد بن عثمان عمری کے ذریعہ امام غائب صاحب کی غیبت کے زمانہ میں ایک خط لکھ کر کچھ مشکل مسئلہ کا حل پوچھا تو امام غائب نے اپنے قلم سے اس خط کا جواب لکھا۔ اس میں یہ لکھا کہ حوادث واقعہ میں تم ہماری حدیثوں کے راویوں کی جانب رجوع کرو کیوں کہ وہ لوگ میری طرف سے تمہارے ادرجحت ہیں۔ اور میں خدا کی طرف سے ان پر حجت ہوں۔ لے

حضرات قارئین! تحقیق کی راہ میں جادہ پیمائی کرنے والے علمائے اسلام کہتے ہیں شیعوہ مذہب کو باقاعدہ تصنیف کرنے والے دراصل یہی دکلا رہے ہیں۔ اپنی کی مہربانیوں نے ہزار ہا ایسی روایات اختراع کیں، جن کی رو سے قرآن عظیم ناقص، اور ذخیرہ احادیث ناقابل اعتبار قرار پایا۔ اس طرح اسلام کے مقابلہ میں ایک دوسرا اسلام کھڑا کر دیا گیا۔ اور تعجب ہے ان عقل والوں پر جنہوں نے اجلہ صحابہ کو تو مطعون کیا، اور ان کے عناد میں قرآن و ایمان سے برگشتہ ہوئے۔ مگر وہی لوگ فاسقین من رائی کے ذریعہ جذبہ خوش عقیدگی کا استحصال کرنے والے رافضی ملاؤں کے اعتماد پر ایک من گھڑت مذہب کے پیروکار بن گئے۔ طرہ بریں عقل و دانش بایاد گریست

لے وسائل الشیعہ، ج ۱۸، ص ۱۰۰ لے وسائل الشیعہ، ج ۱۸، ص ۱۰۱

کنز العمال میں سیدنا
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی کے حق میں حضور کی پیشین گوئی

سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”علی! تمہیں عیسیٰ بن مریم سے خاص مشابہت ہے۔ یہود نے ان کے ساتھ بغض و عناد کیا۔ حتیٰ کہ ان کی والدہ پر پتھان لگایا۔ اور نصاریٰ نے ان کے ساتھ ایسی محبت کی کہ انہیں اس مرتبہ پر پہنچایا جو ان کا مرتبہ نہیں تھا۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل کرنے کے بعد سیدنا علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ بیشک ایسا ہی ہونے والا ہے۔ دو قسم کے لوگ میرے بارے میں ہلاک ہوں گے ایک محبت میں غلو کرنے والے جو میری وہ بڑائیاں بیان کریں گے جو مجھ میں نہیں۔ دوسرے بغض و عناد میں حد سے تجاوز ہونے والے جن کی عداوت انہیں اس پر آمادہ کرے گی کہ وہ مجھ پر پتھان طراری کریں لے

مخبر صادق حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب داں نگاہیں مستقبل کے افق پر رد نما ہونے والے ان واقعات و حالات کو گویا دیکھ رہی تھیں۔ چنانچہ جس جس کے بارے میں آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشین گوئی فرمائی وہ حرف بحرف پوری ہوئی سیدنا باب مدینۃ العلم امیر المؤمنین مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اسی بات کو اپنے خطبہ میں فرمایا،

سبھک فی صنفان محب عنقریب میرے متعلق دو گروہ ہلاک ہوں گے۔

مفرط یذهب بہ الحب الی غیر الحق و مبغض مفرط یذهب بہ البغض الی غیر الحق، وخیر الناس فی حال النمط الا وسط والزموا والزموا السواد الاعظم فان

ایک محبت میں حد سے تجاوز کرنے والا کہ اسے غلوئے محبت حق کے خلاف لے جائے گا۔ دوسرا گروہ میرے بارے میں بغض و عناد میں حد سے بڑھنے والا کہ اس کا بغض اسے حق کے خلاف لے جائے گا۔ اور میرے باب میں رب کے بہتر وہ

يُبدِ اللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ دَايَاكُمْ
وَالْفِرْقَةُ فَإِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ
لِلشَّيْطَانِ كَمَا أَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ
لِلذِّئْبِ أَلَا مَنْ دَعَا إِلَى هَذَا
الشَّعَارِ فَاغْلُوه وَلَوْ كَانَ تَحْتَ
عِمَامَتِي هَذِهِ لَه

لوگ ہوں گے جو اعتدال پر ہوں گے تو تم بھی درمیان
راہ کو لازم پکڑو، اور السواد الاعظم کے ساتھ رہو
بیشک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ خبردار جماعت
سے جدا نہ ہونا۔ پس جو جماعت سے الگ ہو جاتا
ہے وہ شیطان کا شکار بن جاتا ہے جیسے گٹھے سے
جدا ہونے والی بکری بھیڑیے کا لقمہ بنتی ہے۔

خبردار ہو جاؤ! جوان باتوں کی طرف ہلکے اسے قتل کر دو۔ خواہ وہ میرے عمار کے نیچے ہو۔
یہ حقیقت عالم آشکار ہے کہ روافض (شیعہ) حب علی میں حد سے متجاوز ہیں، اور
خوارج عداوت علی میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ النمط الاوسط (درمیان راہ) پر صرف
اہل سنت و جماعت ہیں۔ جو سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے باب میں انفراط و تفریط
سے پاک ہیں۔

اور السواد الاعظم یعنی مسلمانوں کی بڑی جماعت بھی قرون اولیٰ سے تا امروز اہل
سنت ہی ہیں۔ جن سے وابستہ رہنے کی تلقین مولائے کائنات نے اپنے خطبہ شریف
میں فرمائی ہے۔

اب دعویداران حب علی کو چاہئے کہ گرد و پیش سے بے نیاز ہو کر خود حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کی روشنی میں خود کو شیطان کا شکار ہونے سے بچائیں۔ اور
نجات پائیں۔

تاریخ ابن سبا | تاریخی شواہد سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شیعیت اور
رفض کا بانی ایک یہود زادہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ سیدنا امیر
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد در عثمانی میں یہود میں سے ایک شخص

لے بیچ البلاغہ، ص: ۲۶۰، (نہم اول)

نے اپنے اسلام کا دعویٰ کیا۔ اور مسلمانوں میں شامل ہو گیا۔ جس کا نام عبداللہ بن سبا تھا۔ سب سے پہلے اس نے مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، حیدرآباد، بصرہ، کوفہ، شام وغیرہ علاقوں میں گھوم گھوم کر مسلمانوں کے حالات کا بغور جائزہ لیا۔ زبان دراز اور خوش کلام تھا۔ اس نے جہاں جاتا لوگوں کو اپنی چرب زبانی سے خوش کر دیتا۔ گھومتا پھرتا جب وہ مصر پہنچا، تو وہاں کا ماحول اسے اپنے مقاصد کے لئے مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ وہاں اس نے لوگوں سے غلط فطرت شروع کیا۔ لوگ عموماً اس کی میٹھی باتیں سننے کے لئے اس کے گرد جمع ہو جاتے۔ اس نے جب دیکھا کہ اب کچھ لوگ میری باتیں تسلیم کرنے لگے ہیں تو فتنہ ساز ذہن نے اپنے تیر و تشر آزمانے شروع کئے۔ ایک دن اپنے ہمناؤں کی مجلس میں اس نے کہا۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل و بزرگ ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دوبارہ آسمان سے لوٹ کر دنیا میں آئیں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوٹ کر آسکتے ہیں تو افضل الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں آئیں گے؟ مسلمانوں میں معلوم نہیں کس طرح یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ حضور دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ وہ ضرور آئیں گے۔ یہ پہلی بدعتی گئی تھی جس کا اس نے پرچار کیا۔ اور مصر کے کئی لوگوں کو گمراہ کیا۔

پھر اس نے اس بات کا شوشہ اٹھایا کہ ہر بادشاہ کا جس طرح وزیر ہوتا ہے، اسی طرح ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت ہارون علیہ السلام تھے تو اے مسلمانو! کیا تم پر یہ لازم نہیں کہ نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی کون ہے؟ اس کو جانو۔ گویا مسئلہ وصی کو اس نے مسلمانوں میں اہمیت دی۔ اس پر لچھے دار تقریریں کی۔ اور کہا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے بھی افضل و برتر ہیں۔ پھر بھلا موسیٰ علیہ السلام کا تو وصی ہوا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وصی نہ ہو؟۔ یہ کیسے ممکن ہے؟۔ جو لوگ اس کی تسانی کے دام میں آچکے تھے انہوں نے کہا۔ جناب اب آپ ہی اس عقدہ کو بھی حل کریں۔ اور بتائیں

حضور کا دمی کون ہے؟۔

ابن سبا نے کہا۔ حضور کے دمی حضرت علی ہیں۔ حضرت عثمان نے خلافت پر جبراً قبضہ جایا ہے۔۔۔ جس طرح ابوبکر و عمر زبردستی خلافت پر قابض تھے۔ اے لوگو! حضور جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو تم ان کو کیا منہ دکھاؤ گے کہ ان کے دمی کو ان کا حق نہ دلا سکے؟۔۔۔ اس طرح در خلا کر ابن سبا نے خلافت اسلامیہ کے باغیوں کا ایک گروہ اکٹھا کر لیا۔ مصر ان باغیوں کا مرکزی مقام تھا۔ اور کوفہ و بصرہ وغیرہ تمام ریاستوں میں نمائندے کام کر رہے تھے۔ ابن سبا نے طریقہ کار یہ بنایا کہ اپنے ہم خیالوں کو اکثر ان شہروں میں بھیجا جہاں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ قضاة و حکام تھے۔۔۔ اہل نفسانیت کی عام بیماری ہے کہ کسی حاکم کے پاس سے اگر ان کے خلاف فیصلہ ہو تو ان کے دل میں حاکم سے نفرت آجاتی ہے ابن سبا کے نمائندے ایسے لوگوں کی ٹوہ میں رہتے۔ اور جسے حاکم یا قاضی سے نالاں دیکھتے۔ جلتے پرتیل چڑک کر اس کے دل کی منافرت اور بڑھا دیتے حتیٰ کہ خلیفہ وقت سے بغاوت اور غنا و کایج اس کے دل میں بو دینے۔ اس طرح ہر شہر میں ابن سبا کے ہم خیال پیدا ہو گئے۔ اور اسی گروہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر بغاوت کا علم اٹھایا یعنی مورخ "تاریخ التواریخ" میں لکھا ہے کہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے مصر، کوفہ اور بصرہ سے دو دو ہزار باغی روانہ ہوئے تھے۔ جنہوں نے بالآخر حضرت عثمان غنی کو شہید کر دیا۔۔۔ اور سارا الزام ابن سبا کی حکمت عملی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ٹھوپ دیا گیا۔ اور مسلمان ان پر جا ٹوٹے۔ اس طرح امت میں ایک ایسا عظیم بھونچال آیا جس نے تاریخ کے روشن نقوش پر گرد ڈال دی ہے۔ دور حاضر کے بعض روشن خیال شیعہ محققین نے ابن سبا کے وجود ہی کا انکار کیا ہے۔ آج کل تحقیق کے نام پر سیاسی تھکنڈوں سے پیش رفت کرنے والوں نے یہ طریقہ

لے تاریخ الکامل لابن اثیر ج

نکالا ہے کہ تاریخ کی جس شخصیت، مقام، کتاب یا کردار ان کی تردید کر دیتی ہے، اس کا سرے سے انکار کر دیتے ہیں۔ مگر ان ماڈرن محققین کے پاس اپنی مستند اسما و الرجال کی اس تحریر کا کیا جواب ہے جس میں لکھا ہے۔

عبد اللہ ابن سبا پہلے یہودی تھا۔ پھر اسلام قبول کیا۔ اور حضرت علی سے خاص تعلق کا اظہار کیا۔ اور اپنی یہودیت کے زمانے میں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دھی یوشع بن نون کے بارے میں غلو کرتا تھا۔ پھر اسلام میں آنے کے بعد اسی طرح کا غلو حضرت علی کے بارے میں کرنے لگا۔

وكان اول من اشتهر
بالقول بفضائل ائمة علي واظهر
البواعة من اعدائه وكاشف
مخالفيه واكفرهم له
اور وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی کی امامت کے عقیدہ کی فرضیت کا اعلان کیا اور ان کے دشمنوں سے برادرتن ظاہر کی، ان کی مخالفت کی اور انہیں کافر قرار دیا۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ اسے اور اس جیسے کئی دشمنان خدا در رسول کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا کے آگ میں ڈلوادیا تھا۔

اب حضرات شیعہ خود فیصلہ کریں کہ جس فتنہ گرنے امامت کے مسئلہ کی فرضیت کو اٹھایا۔ اور افضلیت سیدنا علی کو عام کیا۔ حضرت مولا علی نے نہ صرف اسے قتل کرایا بلکہ آگ میں ڈلوادیا تاکہ دنیا کے فتنہ پردازوں کو عبرت ہو۔ ایسی صورت میں جو لوگ آج بھی اسی ابن سبا کی تقلید کر رہے ہوں، آخر ان کا سیدنا مولائے کائنات سے کیا تعلق ہے؟ ————— انہیں خود اپنے دین اور عقائد کا جائزہ لینا چاہئے۔

ماثلت رفض وسيحيت | تاريخ آفاقي شيعيت جب ہم اس کی تلاش میں اوراق
ماضی کی جانب رجوع کرتے ہیں تو ہمیں یہ دیکھ کر

بہد حیرت و استعجاب ہوتا ہے کہ اس فرقہ کی تاریخ موجودہ مسیحیت کے آغاز کی تاریخ سے
 بہد مشابہت رکھتی ہے۔ مسیحیت کی تاریخ یہ ہے کہ رومی یہود نے حضرت
 مسیح کو پھانسی دینے کا فیصلہ کیا۔ اور یہودیت و مسیحیت کے خیال کے مطابق انہیں
 تختہ دار پر لٹکا دیا۔ اور اسلامی عقیدہ کی رو سے پروردگار عالم نے عیسیٰ روح اللہ
 کو آسمان پر اٹھالیا۔ اور ایک خدا رخص کو حضرت مسیح کی شکل دیدی، جسے انہوں نے
 سولی دی۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص حواریوں نے ان کی عدم موجودگی
 میں بھی ان کی تعلیمات کو زندہ رکھا۔ اور وہ توحید، رسالت، آخرت، سزا و جزا، نیز
 عبادات میں تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ان کی تعلیم کو یہود نے فوراً بالکل مٹا نہ ڈالا، بلکہ
 ان کے ماننے والوں میں روز بہ روز اضافہ ہونے لگا۔ اور لوگ ان کی روشن
 ہدایات پر اور محبت و عزیمت سے عمل کرنے لگے۔ اس بات سے یہود کا کلیجہ جل بھن
 گیا۔ اور یہود نے جس مقصد کو پانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے
 سولی کی سزا تجویز کی تھی اس کے خلاف ہوتا دیکھ کر وہ خاموش نہ رہے۔ اس وقت
 انہی یہودیوں میں سے ایک مشہور عالم ساؤل نے قبول مسیحیت کا اعلان کیا۔ اور اپنا
 نام پولس رکھا۔ ساؤل کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ عیسائیت کا کٹر
 دشمن تھا۔ اور عیسائیت قبول کرنے والوں پر طرح طرح سے ظلم و ستم کیا کرتا تھا۔ اس
 نے عیسائیوں کی نظر میں اپنی دھت پیدا کرنے کے لئے یہ مشہور کیا کہ دمشق کے سفر میں
 میں نے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی آواز سنی۔ اور دل سے ان پر ایمان لایا ہوں۔
 عیسائی عالموں اور خوش عقیدہ لوگوں نے اس کی بات کو مان لیا۔ اور اس کی اس
 کی اس قدر آذہکت کی کہ اسے اپنا رہنما بنالیا، یا اس نے اپنی حکمتِ عملی سے لوگوں کی
 سرداری حاصل کر لی۔ اور پھر رفتہ رفتہ عیسوی تعلیمات کو مشرکانہ رنگ دینے
 میں لگ گیا۔ حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ (اور ان کے بقول) ان کے مصلوب ہونے
 کو تمام عیسائیوں کے لئے کفارہ و غیرہ کے عقائد گڑھے جو مسیحیت کی بنیاد بن گئے۔

آپ در طہ حیرت میں پڑ گئے ہوں گے جب تاریخ میں عبد اللہ بن سبا یہودی نژاد کے قبول اسلام کا واقعہ اور مدینہ طیبہ، شام و عراق ہوتے ہوئے مصر میں پہنچ کر اس کی زیر زمین کارروائی کا حال پڑھا ہوگا۔

• وہاں پولس نے حضرت عیسیٰ مسیح کی شان میں غلو کیا۔ ان کے مرتبے کو خوب بڑھا چڑھا کر سیدھے سادے عیسائیوں میں اپنی جگہ بنائی۔ تو یہاں ابن سبا نے ناخواندہ اجد مسلمانوں میں حضرت علی کی امامت اور وحی رسول ہونے کا پرچار کیا۔ ان کی شان میں غلو کا اظہار کر کے لوگوں کو اپنے دام میں لیا۔

• پولس بھی یہودی تھا، ابن سبا بھی یہودی تھا۔

• پولس نے بڑھتی ہوئی عیسائی امت کو برباد کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ ابن سبا نے مسلمانوں کی بربادی کا منصوبہ رچا۔

• پولس نے اپنی عیادانہ چالوں سے عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو منسوخ کر ڈالا۔ ابن سبا نے اپنے ہمناؤں کے ذریعہ سیدنا عثمان غنی کو شہید کرایا۔ اور امت اسلامیہ میں انشقاق پیدا کیا۔

• پولس نے عیسائیوں کو برباد کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کے نام کو استعمال کیا، ابن سبا نے مسلمانوں کو برباد کرنے کے لئے حضرت مولا علی کے نام کو استعمال کیا۔

• پولس نے عیسائیوں کو یہ عقیدہ دیا کہ حضرت مسیح کی مصلوبیت تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ ابن سبا کے ذریعہ جو فرقہ پیدا ہوا اس نے سیدنا امام حسین کے خون ناحق کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھنا شروع کر دیا ہے۔

عبد اللہ ابن سبا اور اس کے ہمناؤں کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کر جل دھنیں کی جنگوں تک اپنے مفسدانہ خیالات و نظریات جو اسلام اور روح اسلام کے منافی تھے خوب خوب پھیلانے کے مواقع ملے۔ ابن سبا کے تمام خیالات چونکہ صرف فساد ڈالنے کے لئے تھے۔ اس لئے ان میں یکسانیت نہیں ہے۔ خود حضرت

- علی کرم اللہ وجہہ کی ذات کے بارے میں غلو نے اتنے ذیضلع کر لئے کہ
- کچھ کا خیال ہے کہ ان میں خدائی روح جلوں کئے ہوئے ہے۔
- کچھ لوگوں کے نزدیک رسالت حضرت علی کے لئے آئی تھی۔ فرشتے کی غلطی سے حضور کی طرف منتقل ہو گئی۔

• اور اس بات پر تو ابن سببا کے تمام پیرو متفق تھے کہ حضور کے بعد ان کے جانشین حقیقی حضرت علی ہیں۔ ان کے علاوہ اور کیا کیا فاسد عقائد بنائے گئے اس کی تفصیل شیعہ فرقہ کے ضمن میں آگے آرہی ہے۔

منہاج السنہ لابن تیمیہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اپنے لشکریوں میں ایسے لوگوں کی موجودگی کا علم ہوا جو خود ان کے بارے میں الوہیت کا عقیدہ رکھتے تھے تو انہوں نے ایسے تمام لوگوں کو قتل کر کے آگ میں جلائے کا حکم صادر فرمایا۔

شیعوں کی یہود سے مشابہت

- غنیہ لطابی الحق میں شیعوں کی یہود سے مشابہت کی بہت ساری مثالیں دی گئی ہیں۔ اسی طرح
- منہاج السنہ میں امام شعبی کے حوالے سے یہود کی مشابہت بیان کرتے ہوئے ۲۲ چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ ہم ان میں سے چند کا یہاں ذکر کرتے ہیں۔
- یہود داؤد علیہ السلام اور ان کی اولاد کے سوا کسی کو حقدار امامت نہیں سمجھتے۔ شیعہ اولاد علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی حقدار امامت نہیں مانتے۔
 - یہود نماز مغرب کو ستاروں کے چمکنے تک مؤخر کرتے ہیں۔ شیعہ بھی مغرب کی نماز کو اتنا ہی مؤخر کرتے ہیں۔
 - یہود نے توریت کو بدل ڈالا۔ شیعہ موجودہ قرآن شریف کی تحریف کے قائل ہیں اور اپنے پاس محرف نسخہ قرآن کی موجودگی ماننے والے ہیں۔

• یہود وہ طلاق جو حیض میں دی جائے اس کے سوا کسی طلاق کو معتبر نہیں مانتے۔ اسی طرح شیعوں کا بھی خیال ہے۔

• یہود مسلمانوں کو اسام علیکم (تم پر ہلاکت ہو) کہا کرتے تھے۔ شیعوں بھی اہل صفت کو اسی طرح کہتے ہیں۔

• یہود اپنی شریعت کے لحاظ سے موزہ پر مسج کے قائل نہیں، شیعوں بھی موزہ پر مسج کو نہیں مانتے۔

• یہود سب لوگوں کا مال حلال سمجھتے ہیں، اسی طرح شیعوں بھی۔

• یہود جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بعض اہل بات کے قائل ہیں کہ جبریل نے غلطی کی اور وحی جو حضرت علی پر لانی چاہئے تھی حضور محمد رسول اللہ پر لائے۔ اس لئے ان سے دشمنی رکھتے ہیں۔

• یہود کی عورتوں پر مہر نہیں، منہ کرتے ہیں۔ شیعوں بھی منہ کرتے ہیں۔
• یہود خرگوش کے گوشت اور طحال (تلی) کو حرام جانتے ہیں، شیعوں بھی حرام جانتے ہیں۔

• یہود اونٹ اور بلیخ کے گوشت کو حرام جانتے ہیں اسی طرح شیعوں بھی کہتے ہیں۔
• یہود اپنی شریعت کے مطابق تین نمازیں پڑھتے ہیں، شیعوں بھی جمع بن الصلا تین کے ذریعہ اکثر تین وقت نماز پڑھتے ہیں۔

• واضح رہے کہ شیعوں کے اندر خود کئی فرقے ہیں۔ ضروری نہیں کہ مذکورہ تمام باتیں ہر ایک میں پائی جاتی ہوں۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ باتیں اگر تلاش کیجئے تو ہر ایک کسی نہ کسی گروہ میں ضرور مل جائے گی۔

بعض معاندانہ خصوصیات | اس کے علاوہ بھی ان میں بہت ایسی چیزیں ہیں جو غیر معقول ہیں۔ علماء نے ان میں سے کئی کا ذکر کتابوں میں کئے۔

- عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ ہیں جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے جنت کی خوشخبری پائی۔ شیعوں میں ان سے نفی پایا جاتا ہے۔ یہ نفی و غناو اتنا بڑھا کہ یہ لوگ دس کے عدد ہی سے منفی ہیں اور اسے منحوس خیال کرتے ہیں۔
- اسی طرح ہاجرین و انصار کا وہ مقدس گروہ جنہوں نے درخت کے نیچے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ یہ لوگ ان سے بھی دشمنی رکھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں ان کی تعریف آئی ہے۔
- جس کسی کا نام ابوبکر، عمر یا عثمان ہو اس سے یہ کبھی معاملہ نہیں کرتے۔
- صدیقہ صدیق اکبر ام المومنین عائشہ عمار رضی اللہ عنہا سے انہیں سخت عداوت ہوتی ہے۔ ان میں کے بعض سرخ ڈبئیوں کے نام حمیرا رکھ کر ان کے بال نوچتے اور ایذا دیتے ہیں۔ اور گمان کرتے ہیں کہ ام المومنین کو ایذا دے رہے ہیں۔
- ان میں کے بعض غالی لوگ ابولولو مجوسی کی محض اس بنیاد پر عزت کرتے ہیں کہ اس نے سیدنا فاروق اعظم کو شہید کیا۔
- شیعہ، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجنے کو تسبیح و تہلیل سے زیادہ مفید کام خیال کرتے ہیں۔

شیعہ فرقہ و فرقہ | شیعہ، لغت میں ساتھی اور پیروکار کے معنی میں ہے۔ اور سلف و خلف کے فقہاء و حکامین کے عرف میں حضرت علی اور ان کی اولاد کے پیروکار کو شیعہ کہا جاتا ہے۔ شیعوں کے عقائد اصول دین پانچ ہیں۔ توحید، عدل، نبوت، امامت اور معاد۔ شیعہ رویت باری کے امکان کو دنیا و آخرت میں نہیں مانتے۔

۱۔ منہاج السنۃ لابن تیمیہ ج ۱ ص ۸۱۷ ۲۔ مقدمہ ابن خلدون ص ۲۱۵

۳۔ جعفر حسین مجتہد، مقالہ نگار شیعہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور ج ۱۱ ص ۹۰۰

مذہب بعد تغیر و تبدل کے لحاظ سے دنیا کے تمام مذاہب میں ممتاز ہے۔ اپنی پیدائش کے وقت سے قدم قدم پر اس نے رنگ بدلے۔ یہاں تک کہ خود اس کے اندر درجنوں گروہ پیدا ہو گئے۔ بالآخر سلاطین صفویہ میں سے شاہ صفی بن اسماعیل ایرانی نے اپنے زمانے میں اس کے قوانین مرتب کرائے۔ اور ایک باقاعدہ مذہب کے طور پر حفظ و ضبط پر توجہ دی۔ اور عراق و خراسان وغیرہ علاقوں میں تبلیغ شیعیت کا انتظام کیا۔ اسی وقت سے شیعوں کے اصول و فروع درست ہوئے۔ اور اس مذہب کی کتابیں لکھی جانے لگیں۔ اس کے بعد اس کے اندر تغیر و تبدل کا راستہ بند ہوا۔

قدیم علماء نے شیعوں کی شاخ در شاخ قوم کا حال اپنی کتابوں میں تفصیل سے لکھا ہے۔ تحفہ اشاعرہ کا پہلا باب اس سلسلہ میں خاص روشنی ڈالتا ہے۔ تاہم سرزمین عراق چونکہ شیعیت کا شروع ہی سے مرکز رہی، اس لئے قریب سے اس قوم کا جائزہ لینے والی عظیم اسلامی، روحانی شخصیت غوث اعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی تحریر سے ہم شیعیت اور اس کی شاخوں کی معلومات حاضر خدمت کرتے ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین کے نویں باب میں ۲۲ فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے واحد فرقہ تاجیہ اہل سنت کے بعد خوارج، معتزلہ، مرجیہ، شیبہ، جہمیہ، ضاریہ، نجاریہ، اور کلابیہ کے ساتھ گمراہ فرقوں میں روافض (شیعہ) اور ان کی تمام شاخوں کا ذکر فرماتے ہیں۔

آپ نے تمام فرقوں کی وجوہ تسمیہ اور ان کے عقائد اور شاخوں کا ذکر فرمایا ہے۔ شیعوں کے بارے میں ان کے مختلف ناموں کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں "شیعہ کا ایک فرقہ قطعیہ ہے۔ اس نے موسیٰ بن جعفر کی موت پر قطعی اجماع کر لیا ہے۔ ایک فرقہ غالیہ ہے۔ یہ گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

۱۔ تحفہ اشاعرہ، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ (اردو) ص ۵۱،
۲۔ غنیۃ الطالبین، ص ۱۷۷،

کے بارے میں بہت زیادہ غلو کرتا ہے، نازیبا باتیں کہتا ہے۔ حضرت علی کے اندر ربوبیت اور نبوت کی صفات کو تسلیم کرتا ہے۔ ہشام بن حکم، علی بن منصور، حسین بن سعد، فضل بن شاذان، ابو عیسیٰ وراق، ابن راوندی، ضحیٰ اس فرقے کے مذہبی مصنفین ہیں۔ (اس فرقے کے لئے مذہبی کتابیں لکھی ہیں) اس فرقے کی بیشتر آبادی قم، کاشان، بلادِ ادریس اور کوفہ میں ہے۔^۱

غنیۃ الطالبین میں بتایا گیا ہے کہ شیعوں کے اصل بڑے گروہ تین ہیں۔

غالبہ ————— زیدیہ ————— اور رافضیہ

اور تمام شیعہ فرقے انہی کی شاخیں ہیں۔ ان میں سے کتنے گروہ اور فرقے فنا کے گھاٹ اتر گئے اور کتنے زندہ ہیں۔ ہمارے پاس اس کا کوئی حتمی ذریعہ علم نہیں تاہم یہ بات مسلم ہے کہ اس وقت امامیہ اور اثنا عشریہ زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ بہر حال ہم یہاں قدیم شیعہ فرقوں کے مختصر تعارف کے طور پر غنیۃ الطالبین کا سہارا لیتے ہیں۔

غالیہ | تو بھی کہتا ہے کہ حضرت علی تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی دوسرے صحابہ کی طرح زمین میں دفن نہیں ہوئے بلکہ وہ ابر میں ہیں وہ وہیں سے اللہ کے دشمنوں سے جنگ کریں گے۔ اور آخر زمانہ میں پھر آئیں گے، اور دشمنوں کو قتل کریں گے۔ حضرت علی اور دوسرے تمام ائمہ فوت نہیں ہوئے ہیں بلکہ یہ سب قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ان کی طرف موت کو راستہ نہیں ملے گا۔ (ان کو موت نہیں آئے گی) غالیہ فرقہ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ علی بنی ہیں۔ جبریل نے وحی

۱۔ غنیۃ الطالبین، ص ۱۷۷، عہ یہ بات حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے

دورگرمی کے لحاظ سے تحریر فرمائی ہے۔

کے پہنچانے میں غلطی کی۔ یہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ علی اللہ تھے۔ اللہ اور اس کی مخلوق کی قیامت تک ان پر لعنت ہو۔ اللہ ان کی بستیوں کو اُجاڑا اور ویران کر دے۔ ان کی کھیتاں برباد کر دے۔ اور زمین پر ان کی کوئی بستی باقی نہ چھوڑے انہوں نے غلو کی حد کر دی، اور کفر بڑھ گئے۔ اسلام کو ترک کر دیا۔ ایمان سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اللہ اس کے رسول اور قرآن کے منکر ہو گئے۔ ہم ایسے اقوال اختیار کرنے والوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

بنانیہ | فرقہ غالبیہ کی ایک شاخ بنانیہ ہے۔ یہ گروہ بنان بن سمان سے منسوب ہے۔ ان کی تہمت تراشیوں اور لغو باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

انسان کی طرح ہے۔ یہ جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ اس تشبیہ سے منزہ اور پاک ہے لہٰذا یہ فرقہ تنازع کا قائل ہے۔ اور کہتا ہے کہ مرنے کے بعد آدمی حقیر جانوروں پھر کٹیروں مکوڑوں پھر حقیر اشیاء کی شکل پا کر ظاہر ہوتا ہے۔

مغیریہ | اس کے بانی مغیرہ بن سعد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ کہتا تھا اللہ نور ہے مگر انسانی شکل میں۔

منصور یہ | اس کا بانی ابو منصور اپنی آسمانی معراج کا مدعی تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ خدا کی پہلی مخلوق تھے۔ ان کے بعد حضرت علی پیدا ہوئے۔ سلسلہ نبوت جاری ہے۔ جنت و دوزخ کی کچھ حقیقت نہیں، جبرئیل نے نبوت پہنچانے میں غلطی کی۔ وہ اپنے پیروؤں سے کہتا تھا کہ تم میں جو چالیس مخالفوں (سُنیوں) کو قتل کر دے وہ غنیمت ہے لوگوں کا مال لوٹ لیں ان کے نزدیک مباح تھا۔

خطابہ | ان کا عقیدہ تھا کہ ہر دور میں دو پیغمبر ہوتے ہیں۔ امام بھی بنی اور امین ہوتے ہیں ہر دور کے دو پیغمبروں میں ایک ناطق ہوتا ہے، دوسرا خاموش، حضور پیغمبر ناطق تھے۔ حضرت علی خاموش،

معمرہ | ان کے عقائد خطابہ کے عقائد تھے، البتہ یہ نماز کے تارک تھے۔
بزرگ | یہ لوگ کہتے تھے کہ امام جعفر اشد ہیں۔ اشد اسی شکل میں نظر آتا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس بھی وحی آتی ہے۔ اور ہمیں بھی ملکوت کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔

مفضل | اس کا بانی مفضل صیرفی ہے۔ یہ لوگ بھی جھوٹی رسالت و نبوت کے مدعی تھے۔ اماموں کے متعلق ان کے عقائد وہی تھے جو عیسیٰ السلام کے بارے میں مسیحیوں کے۔

شرعیہ | یہ گروہ یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ شخصوں میں حلوں کیا تھا وہ ہیں۔ بنی علیہ السلام، علی، عباس، جعفر اور عقیل (رضی اللہ عنہم)
سبائیہ | یہ کہتے تھے کہ حضرت علی نے وفات نہیں پائی قیامت سے پہلے واپس آئیں گے
مفوضیہ | ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا انتظام اماموں کے سپرد کیا ہے یہ لوگ امیر کو دیکھتے تو کہتے علی اس میں ہیں اور ان پر سلام بھیجتے۔
زیدیہ | یہ لوگ شیخین کریمین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) سے تولا کو درست مانتے ہیں۔
جارودیہ | یہ لوگ امامت کا سلسلہ امام حسین تک چلانے ہیں۔ اس کے بعد خلافت کے شورائی ہونے کے قائل ہیں۔

سلیمانہ | ان کا خیال ہے کہ امام حضرت علی تھے شیخین کریمین کی بیعت غلط ہوئی یہ حضرات حضرت علی سے بیعت کے مستحق نہ تھے۔ امت نے امرایک ترک کیا یہ لوگ سیدنا ابوبکر و عمر کی بیعت کو غلط نہیں مانتے۔ کیوں کہ حضرت علی نے خلافت کو چھوڑ دیا تھا۔ البتہ خلافت حضرت عثمان کے وقت حضرت علی کو امام ملتے ہیں۔

نعمیہ | یہ اہل بیت کے مثل ہیں۔ مگر معاذ اللہ حضرت عثمان کو کافر کہتے ہیں۔ اور ان سے تبرک کرتے ہیں۔

یعقوبیہ | یہ سیدنا ابوبکر و عمر کی خلافت کے قائل ہیں۔ اور رجعت کا انکار کرتے ہیں۔

ان میں کے بعض سیدنا ابوبکر و عمر سے تبرا کرتے ہیں اور رجعت کے قائل ہیں۔ (رجعت کا مطلب اول بیعت نہ کرنا، اس کے بعد بیعت کی طرف راجع ہونا ہے)

تتناخنیہ | یہ گروہ مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں پیدا ہو کر آنے کا قائل ہے۔

قطعیہ | چونکہ قطعیہ فرقے کے پیروؤں کو حضرت موسیٰ بن جعفر کی موت کا قطعی یقین تھا اس لئے اس کو قطعیہ کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ امامت کا سلسلہ محمد بن حنفیہ تک لے جاتے ہیں۔ اور آپ ہی کو قائم منتظر مانتے ہیں۔

کیسانیہ | اس فرقہ کی نسبت کیسان کی طرف ہے یہ محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل تھے۔ کیونکہ بصرہ میں علم آپ ہی کو دیا گیا تھا۔

کریمیہ | یہ لوگ ابن کربیب ضرر کے ساتھی تھے (اس لئے ان کو کریمہ کہا گیا ہے)

عمیریہ | اس فرقے کے لوگ عمر کے ساتھی تھے اور جب انہوں نے مہدی پر خروج کیا تو عمیری ہی ان کا امام تھا۔

محمدیہ | یہ گروہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسین امام قائم نے تمام بنی ہاشم کو چھوڑ کر اپنا وصی ابو منصور کو بنایا تھا۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اور حضرت ہارون علیہما السلام کی اولاد کو چھوڑ کر یوشع بن نون کو اپنا وصی بنایا تھا۔

حسینیہ | اس گروہ کا خیال ہے کہ ابو منصور نے اپنے بیٹے حسین کو اپنا وصی بنایا تھا۔ اس لئے ابو منصور کے بعد حسین ہی امام ہوئے۔

ناوسیہ | یہ فرقہ ناوس بصری کی طرف منسوب ہے وہی اس گروہ کا سردار تھا۔ یہ لوگ امام جعفر کی امامت کے، اور ان کے زندہ ہونے کے قائل ہیں۔ اور کہتے ہیں وہی قائم اور مہدی ہیں۔

اسماعیلیہ | اسماعیلہ کہتے ہیں کہ جعفر کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد اسماعیل امام ہوئے۔ یہی بادشاہ بنیں گے۔ امام منتظر وہی ہیں۔

قرامضیہ | یہ فرقہ سلسلہ امامت کو حضرت تک جلاتے ہیں۔ اور اس کے قائل ہیں کہ

امام جعفر نے محمد بن اسماعیل کی امامت کی صراحت کی تھی۔ محمد زندہ ہیں۔ پس وہی امام مہدی ہیں۔

مبارک یہ مبارک نامی شخص سے منسوب ہے جو ان لوگوں کا سردار تھا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ محمد بن اسماعیل زندہ نہیں۔ وفات پا چکے ہیں۔ لیکن ان کے بعد ان کی اولاد میں امامت جاری ہے۔

شمیطیہ یہ فرقہ یحییٰ بن شمیٹ سے منسوب ہے جو ان کا سردار تھا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت جعفر امام ہیں۔ ان کے بعد امامت ان کے بیٹے پوتوں میں جاری و ساری ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ امام جعفر کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ امام ہیں۔ عبداللہ کے پاؤں بہت لمبے اور موٹے تھے۔ اس گروہ کی تعداد بہت زیادہ ہوئی۔

مطلوریہ اس فرقہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے یونس بن عبدالرحمن سے مناظرہ کیا (ان کا فرقہ قطیف سے تعلق تھا) یونس نے ان کے بارے میں کہا کہ تم لوگ کلاب مطوریہ سے بھی زیادہ گندے ہو اسی وجہ سے اس فرقہ کا نام مطوریہ پڑ گیا۔ اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ بن جعفر زندہ ہیں۔ نہرے میں نہریں گے وہی امام مہدی ہیں۔ اس فرقہ کو واقعہ بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ سلسلہ امامت موسیٰ بن جعفر پر ٹھہر جاتے ہیں۔

موسویہ یہ لوگ موسیٰ بن جعفر تک کی امامت مانتے ہیں۔ مطوریہ کے برعکس، یہ حضرت موسیٰ کے زندہ یا مردہ ہونے پر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

امامیہ یہ فرقہ سلسلہ امامت کو محمد بن حسن کی طرف چلاتا ہے۔ اور انہیں (امام غائب) مہدی منظر نسیم کہتا ہے۔ اور یہ کہ وہ ظاہر ہو کر زمین کو عدل سے بھر دیں گے

زراریہ اس کا عقیدہ معریہ کی طرح ہے۔ اس کا بانی عبداللہ بن جعفر زرارہ ہے۔ کسی مسئلہ کا جواب نہ پا کر ناراض ہو گیا۔ اور اس نے موسیٰ بن جعفر کا رخ کر لیا تھا۔ اور حضرت عبداللہ کا مخالف ہو گیا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زرارہ (بانی فرقہ) نے حضرت عبداللہ کی مخالفت ترک کر دی تھی لہ

عہ بھیجے گئے۔ لے غنیۃ الطالبین، ص: ۱۸۴، ۱۸۵

حضرات محترم! محض شیعوں کے اندر تاریخ اسلام کی دوسری صدی کے بعد سے جو تھی
 صدی سے پہلے تک شاخ در شاخ، فرع در فرع کتنے فرتے پیدا ہوئے۔ اس کا ایک
 ہلکا سا نمونہ دکھانے کے لئے راقم الحروف نے "غینہ" سے یہ حصہ نقل کیا ہے۔ یہ وہی دو
 ہے جب صحابہ کے فیض صحبت سے باریاب ہو کر تابعین، تبع تابعین دنیا بھر میں اسلامی علوم
 کی کرنیں پھیلا رہے تھے اور میدان جہاد میں داد شجاعت دے رہے تھے۔ ان فرقوں کی
 ذہنی پراگندگی، بے باکی اور گستاخانہ تفریق کی روشنی میں صاف دیکھا جاسکتا ہے کہ
 جس زمانے میں قرآن کی مشعل اٹھائے اسلامیان عرب چہار دانگ عالم کو منور کرنے
 میں مصروف تھے کچھ باغی مزاج، اہل فتنہ اپنے دام میں گرفتار لوگوں کو مزید ذہنی و فکری
 فلفشاں میں مبتلا کر کے گمراہ کر رہے تھے۔ یہاں اہل فکر و نظر کے سامنے ہم یہ نکتہ بھی رکھنا
 ضروری سمجھتے ہیں کہ دین اسلام اصولی لحاظ سے ایک ہی ہے۔ خواہ حضرات آدم و نوح
 نے اس کی تبلیغ کی ہو، یا ابراہیم، موسیٰ، زکریا و عیسیٰ یا خاتم النبیین محمد مصطفیٰ (صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم) نے کی ہو۔ تمام نبیوں نے دین اسلام ہی کی جانب
 لوگوں کو بلایا۔ اگر کچھ اختلاف تھا تو محض بعض شرعی احکام میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مہتمم
 نبی کے زمانے کی رعایت سے انہیں احکام فروریہ کچھ فرق کے ساتھ عطا کئے تھے۔ مگر
 ہر نبی توحید، رسالت، حشر و نشر، معاد کے سلسلہ میں ایک ہی عقیدہ لے کر تشریف لایا۔
 شرع لکھ من الدین شروع کیا تمہارے لئے وہی دین جس کی وصیت
 ما وصی بہ نوحا لہ نوح کو کی تھی۔ (علیہم السلام)

اس لحاظ سے بھی شیعہ قوم کو دیکھئے۔ اسلام سے انہوں نے خود کو دور کر ہی لیا۔ خود
 ان کے گرد ہوں میں بھی کوئی ایسا عقیدہ مشکل سے ملے گا جن میں کثیر اختلاف نہ پایا جاتا
 ہو۔ اور عربی کا مشہور قول ہے۔

کثرة الاختلاف فی شیء کسی بات میں کثرت اختلاف اس کے کذب کی
 دلیل کذبہ۔ دلیل ہے

لہ القرآن الکریم سورہ شوریٰ آیت ۱۳

اقسام کفار | امام احمد رضا قادری قدس سرہم، اقسام کفار، ان کی الگ الگ تعریف، اور ان میں کن کافروں کی صحبت زہریلے مانپ سے زیادہ ہلک ہے بیان فرماتے ہیں۔

اَشَدُّ عِزًّا دَجَلُ ہر قسم کے کفر و کفار سے بچائے۔ کافر دو قسم ہے۔ اہلی، مرتد اہلی: وہ جو شروع سے کافر، اور کلمہ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہے، مجاہد منافق۔ مجاہد: وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو۔

اور منافق، وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا، اور دل میں منکر ہو۔ یہ قسم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَجَاتِ
أَلَا سُفُلَ مِنَ النَّارِ۔ بیشک منافقین سب سے نیچے طبقہ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجاہد چار قسم ہے۔

اول، دہریہ: کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوم، مشرک: کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود اور واجب الوجود جانتا ہے، جیسے ہندویت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں، مگر معبود مانتے ہیں۔ اور آریہ خود پرست کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں مگر قدیم و غیر مخلوق مانتے ہیں۔ دونوں مشرک ہیں۔ اور آریوں کو موجد سمجھنا سخت باطل ہے۔

سوم، مجوسی: آتش پرست،

چہارم، کتابی، یہود و نصاریٰ کہ دہریے نہ ہوں۔

ان میں اول مینوں کا ذبیحہ مُردار، اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل، اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ منوع و گناہ ہے۔

کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ مجاہد منافق مرتد مجاہد وہ کہ پہلے مسلمان تھا۔ پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا۔ کلمہ اسلام

کا منکر ہو گیا، چاہے دہریہ ہو جائے، یا مشرک، یا مجوسی کتابی کچھ بھی ہو۔
مرتد منافق: وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی
کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین
کرتا، یا ضروریات دین میں کسی شے کا منکر ہے۔ جیسے آج کل کے دہابی رافضی
قادیانی حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے۔ اس سے جزیہ
نہیں لیا جاسکتا۔ اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا
مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا۔ جس سے ہوگا
محض زنا ہوگا۔ مرتد مرد ہو یا عورت۔

مرتد دل میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے۔ یہی ہے وہ کہ اس کی
صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بنکر کفر سکھاتا ہے
قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمہ مکتوبات
شریف میں بدعتی فرقوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کی صحبت بد سے اجتناب کے متعلق
رقم طراز ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین سے عداوت رکھنے والوں کے بارے میں فرمایا۔

بدترین جمیع فرق مبتدعان	تمام بدعتی فرقوں میں بدتر فرقہ وہ ہے جو حضور
جماعت اندک باصحاب پیغمبر بغض اور	کے اصحاب سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس
اللہ تعالیٰ در قرآن خود ایشاں را	فرقہ کو قرآن میں کافر کہلے بیغیظ بہم الکفار
کافر نام بیغیظ بہم الکفار قرآن	قرآن اور شریعت کی تبلیغ تو صحابہ ہی نے فرمائی
و شریعت را اصحاب تبلیغ نمودند، اگر	ہے۔ اگر صحابہ ہی مطعون ہوں
ایشاں مطعون باشند طعن در قرآن	تو پھر قرآن اور ساری شریعت پر طعن لازم
شریف لازم آید	آئے گا۔

۱۔ احکام شریعت، امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ، ص ۱۲۳

۲۔ مکتوبات شریف، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، ج ۱، ص ۸۶

یہ انقلابِ اسلامی ہے یا شیطانی؟

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خدا کی زمین پر خدا کے منتخب بندے ہیں۔ ان کی لہجیت، خلوص، ایثار و قربانی، ہجرت، جہاد اور طاعات و حسنات سے صرف تاریخ کا دامن ہی لبریز نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی آیات اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بھی اس بارے میں موجود ہیں۔ جن کا انکار کوئی دشمن خدا۔ دشمن قرآن۔ دشمن رسول ہی کر سکتا ہے۔ خلفائے راشدین مہدیہین کے علوم مرتبت کا تو کیا کہنا۔ اہل عرفان سے جب سیدنا امیر معاویہ کی شان پوچھی گئی تو انہوں نے یہ بصیرت افروز بیان دیا کہ:

”مصابحت رسول میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی دوڑ سے جو گرد اڑی تھی اس گرد کے ذرات میں سے چند اگر ہم پر آپڑتے تو ہم اسے اپنے لئے سامان بخشش سمجھتے۔“

اس گروہ صحابہ میں کا ہر ایک صحبت رسالت سے اکتساب نور کر کے، اپنی جگہ انجم تاباں بن گیا تھا۔ دنیا کے مسلمان طبقوں میں انبیاء و رسل کے بعد وہ سب سے افضل و اعلیٰ، برتر و بالا جماعت ہے۔ ان سے حسن عقیدت ایمان کی علامت اور ان سے بدظنی بے ایمانی کی دلیل قرار دی گئی ہے۔

مگر جناب خمینی صاحب اپنی لیڈری کے زعم میں اپنے ہوا خواہوں کو ان صحابہ سے زیادہ بتا رہے ہیں۔ تم ایران میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے انہوں نے اپنے

پاسداران کو جن الفاظ سے خوش کیا۔ خدا شاہد، اس کا مقدس رسول شاہد، خدا کا قرآن شاہد، اور اسلام گواہ ہے کہ اس سے خدا اور رسول اور قرآن و اسلام سب بیزار ہیں۔

روزنامہ جنگ کراچی اس گستاخانہ تقریر کا خلاصہ لکھتا ہے :
 ”شوقِ شہادت میں ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں۔ اس کی کوئی مثال نہیں۔ عراق کے ساتھ لڑائی میں ایرانی فوج نے ایسی قربانیاں پیش کی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صحابہ نے بھی ایسی قربانیاں پیش نہیں کیں۔ کیونکہ کفار کے ساتھ لڑائی میں، جب حضور اپنے رفقاء کو بلاتے تو وہ جیلے بہانے کرتے تھے۔ جب کہ میری فوج اشارہ ابرو پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتی ہے۔“

جناب خمینی صاحب کے یہ جانباز نوجوان جن کو انہوں نے اصحابِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم) پر فائق قرار دے دیا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے ہاتھ میں آج ایرانی حکومت کی باگ ڈور ہے۔ ایرانی اسلامی جمہوریہ میں نظام حکومت جاری رکھنے کے لئے ویسے تو بہت سارے محکمے اور مجالس بنائی گئی ہیں۔ مگر خود ایک شیعہ مجتہد محقق ڈاکٹر موسیٰ موسوی لکھتے ہیں کہ موجودہ ایران صرف تین شعبوں کے پنجے میں ہے۔ اور ان سب شعبوں پر حامیان خمینی کا نہایت جذباتی گروپ قابض ہے۔

① پاسداران انقلاب ② مجلس عاملان انقلاب

③ مجلس عادلان انقلاب ۲

ان تمام گروپوں میں جو چیز مشترک ہے وہ محض خمینی صاحب کی محبت ہے

۱۔ روزنامہ جنگ کراچی ۲۲ نومبر ۱۹۸۲ء

۲۔ الشریعۃ البائتہ مصنفہ شیعہ مجتہد ڈاکٹر موسیٰ الموسوی ص ۳۶

علم، دیانت، صلاحیت، اور اخلاق کی، حب خمینی کی موجودگی میں کوئی ضرورت نہیں۔

مجتہد مذکور کی روایت کے بموجب یہ قانون آج ایرانی قوم کے زبان زد ہے:

”خمینی کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی جرم و گناہ مضر نہیں پہنچتا۔“

بڑے سے بڑا مجرم بھی اگر خمینی صاحب کا وفادار ہے تو وہ ان خمینی صاحب کے انقلابیوں کی نظر میں قابل عزت ہے۔ چنانچہ خمینی صاحب کے داماد صادق الطباطبائی — جرمین میں منشیات اسمگلنگ کرنے کے جرم میں پکڑے گئے جرمین حکومت نے انہیں جیل بھیج دیا۔ بالآخر ایران حکومت نے ایٹری چوٹی کا زور لگا کر کسی طرح انہیں باعزت ایران بلالیا، تب کہ اقتدار خمینی کے ابتدائی تین سالوں کے دوران منشیات کی اسمگلنگ کا جرم لگا کر ایران میں ایک ہزار چار سو افراد قتل کئے گئے۔

خمینی صاحب کے انقلابی نوجوان اپنے جمہوریہ اسلامیہ کے صدر جمہوریہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور جسے خمینی صاحب کے خلاف دیکھتے ہیں، اسے قتل کر ڈالتے ہیں، انقلاب کے ابتدائی ایام میں شاہی دور کے جنرل نصیری اور اسی طرح کے چار اور آدمیوں کے قتل میں ایسا ہی ہوا۔ کہ محکمہ ثوریہ نے پانچ اہم افراد کے قتل کا فیصلہ کر دیا۔ اور صدر باشر گان مہندس کو خبر تک نہیں دی، بلکہ

انہوں نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے جب اس پر مواخذہ کیا، اور خمینی صاحب سے استصواب کیا تو، انہوں نے اس فیصلے پر عمل درآمد میں تاخیر کو اپنی اور اپنے حامیوں کی توہین سمجھی — اور غضبناک ہو کر چیخے:

”لاؤ مجھے بندوق و داس فیصلے کی تنفیذ میں خود کروں اور ان مجرموں

کومت کے گھاٹ اُتار دوں“

چنانچہ ان کے حامی نوجوانوں نے، یہی وقت ان سب کو خمینی صاحب کی اقامت گاہ مدرستہ الرفاہ کے صحن میں گولیوں سے اڑا دیا، سلسلہ

انقلاب کے بعد ۱۹۸۳ء تک عادلان انقلاب نے چالیس ہزار آدمیوں کو قتل کی سزا دی، جن میں ہزاروں ایسے لڑکے اور لڑکیاں تھیں جو سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے، اس محکمہ کے ذریعہ حاملہ عورتوں اور مشکوک لوگوں کو بھی قتل کرنے میں ذریعہ نہیں کیا گیا۔ جن لوگوں کے حق میں بھی انہوں نے پھانسی یا قتل کا فیصلہ کیا ان میں سے آج تک کسی ایک کو بھی معاف نہیں کیا۔ اس گروپ نے ۱۹۸۳ء تک ۴۵ ہزار افراد کے مال و اسباب اور جائیدادیں ضبط کیں سلسلہ عادلان انقلاب کا یہ کام ہے کہ وقت بے وقت جب چاہیں جس کے گھر

پر حملہ کر دیں، مکان کی تلاشی لیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے پاس ثبوت نہیں پاتے ہیں انہیں اپنی مرضی کے مطابق نماز پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک پاتے ہیں تو اپنے دفتر میں پکڑ لاتے ہیں اور بدترین سزا دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ روایت قابل غور ہے کہ عادلان انقلاب کے رئیس جس کی سرکردگی میں ایران کی سرزمین خون ناحق سے لالہ زار ہو رہی ہے۔ اس نے جناب خمینی صاحب کے پاس یہ تجویز پیش کی کہ نابالغ اور کمسن قیدیوں کو قتل کرنے کے بجائے ان کی تربیت وغیرہ کا کوئی بندوبست کر دیا جائے۔ اور

بوڑھوں کے بارے میں یہ کہ انہیں قتل اور پھانسی

کے بجائے قید میں ڈال دیا جائے۔ خمینی صاحب نے ان دونوں باتوں کو لائحہ قرار دے کر مسترد کر دیا۔ اور بدستور قتل اور پھانسی کی سزا برقرار رکھی گئی۔ ایرانی شہر بندرعباس کے خمینی نوار قاضی نے خمینی صاحب کے مخالفوں کو مفسدین فی الارض

قرار دے کر انہیں قتل کرنے اور ان کے متعلقین و اقرباء کی جائداد و اموال بحق حکومت ضبط کرنے کا فیصلہ جاری کیا۔ کردیوں کی تحریک کو دبانے کے لئے خمینی صاحب کے انقلابیوں میں سے خلخالی کی معیت میں ایک گروپ کردستان گیا۔ اور پہنچتے ہی تیس سٹا قیدیوں کو جیل سے نکال کر قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس پر انہی میں کے ایک شخص نے کہا خدا سے ڈرو! جن لوگوں کے تم نام تک نہیں جانتے، اور جن کے جرم کے حال کا بھی تمہیں پتہ نہیں انہیں قتل کا حکم دے رہے ہو۔ خلخالی نے کہا۔ لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے یہ ضروری ہے۔

بہر حال بہت گفت و شنید کے بعد تیس کے بجائے دس آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ جن میں معلمات اور ۱۳ سال سے کم عمر کے بچے بھی تھے بلکہ

پاسداران انقلاب کے نام سے ایران بھر میں جناب خمینی صاحب کے حامیوں کی جو ٹولی دندناتی پھرتی ہے اس سے۔ جس اسلامی جمہوریہ کا نفاذ ہو رہا ہے۔ آپ ذرا اس کا بھی مطالعہ کریں۔ اور اندازہ لگائیں کہ آوارہ خصلت، اور خمینی اوباشی میں حد انتہا کو پہنچا ہوا یہ گروہ ایک ہفتے کھلتے ملک کو کس راہ پر لگا رہا ہے۔ یہ وہ پاسداران ہیں جن سے ایرانی بہو بیٹیوں کی عزتیں اور آبروئیں تک محفوظ نہیں رہیں جیلوں کے اندر لڑکیوں اور عورتوں کی عزتیں لوٹنا عام تماشا بن کر رہ گیا ہے۔ خود شیعوہ مذہب کے رہنما مجتہد الرضا الزنجانی نے اپنے ایک خطبے میں روتے روتے یہ کہا کہ آج ایران کی جیلوں میں جو بد قماش عام ہے تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ پاسداران انقلاب۔ ان قیدی عورتوں کی جانیں ہی ضائع نہیں کرتے بلکہ ان کی عزتیں بھی لوٹتے ہیں۔

ایرانی قوم میں یہ واقعہ مشہور عام ہے۔ جب ایک دوشیزہ کو مبینوں جیل میں رکھنے کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ اور اس کے کپڑے اور کچھ سامان لڑکی

کے والدین کو ملے تو سامان میں سے اس کی ایک قمیص برآمد ہوئی جس کے دامن پر مقتولہ نے یہ لکھ چھوڑا تھا :

”اباجان افسوس ! ان پاسداران انقلاب نے سات بار میری عزت لوٹی

ہے اور اب میں بلا کسی جرم و خطا کے قتل گاہ کی طرف لے جاتی جا رہی ہوں“

درندگی اور وحشت انگیزی کا ایسا ہی ایک واقعہ اور بہت مشہور ہے جس

سے اس سرزمین کی پاکیزہ روحیں مضطرب ہواٹھیں۔ پاسداران انقلاب

کے چار سپاہی کسی کو گرفتار کرنے کے واسطے اس کے گھر میں گھس پڑے۔ وہ

شخص نہیں ملا۔ گھر میں اس کی بیوی اور بیٹی تھیں۔ جمہوریہ اسلامیہ ایران کے

مجاہدین کی کارستانی دیکھتے کہ ان چاروں جنسی درندوں نے باری باری ماں کے

رو برو بیٹی کی چادر عصمت کو تار تار کیا۔ وہ لڑکی اس حادثہ کو برداشت نہ کر سکی اور اپنا دماغی

توازن کھو بیٹھی۔ اس کا علاج ایران کے اندر اور باہر کئی جگہ کرایا گیا مگر وہ صحتیاب

نہ ہو سکی۔ اور اسی بدحواسی میں ایک روز چھت سے گر کر ہمیشہ کے لئے خاموش

ہو گئی۔

شہر یزد کے قاضی کی عدالت میں پاسداران انقلاب کے ایک سپاہی کے

خلاف مقدمہ دائر ہوا کہ اس نے فلاں شخص کے مکان پر حملہ کر کے مال و اسباب

لوٹنے کے ساتھ ساتھ شخص مذکور کی بیوی کے ساتھ منہ بھی کالا کیا۔ قاضی نے اس سپاہی کو

سزا سنائی کہ اسے پھانسی دی جائے۔ اس فیصلہ کے خلاف پاسداران انقلاب

نے زبردست مظاہرہ کیا۔ تا آنکہ جناب خمینی صاحب نے اپنے ایک انقلابی

نوجوان کے خلاف فیصلہ دینے کے جرم میں خود قاضی مذکور ہی کو معزول کر دیا۔

پاسداران انقلاب جیلوں اور دوسرے مقامات پر جن لڑکیوں کی آبروئیں

بر باد کرتے ہیں اور ان کی عزت و عصمت سے کھیلتے ہیں۔ بعد میں چند سکے پھینک

دیتے ہیں۔ یا ان کے قتل کے بعد ان کے والدین کے آگے ڈال دیتے ہیں
 کہ ہم نے تو متوہ کیا تھا۔ اور یہی اس کی اُجرت ہے
اب ذرا دعویدارانِ انقلابِ اسلامی۔ کیلجے پر ہاتھ رکھ کر، انصاف
 کی کہیں کہ۔ اگر اسی کا نام اسلامی اور دینی انقلاب ہے تو شیطانی، طاغوتی
 اور نفسانی انقلاب کے کہتے ہیں۔ — ؟

جنوں کا نام خرد رکھ دیا، خرد کا جنوں
 جو چاہے آپ کا حسن کر شمر ساز کرے

۱۔ شیعوہ مذہب میں متوہ صرف یہ نہیں کہ ایک مباح اور جائز شے ہے بلکہ متوہ ایک بہت
 بڑی عبادت ہے۔ جس کے بارے میں ان لوگوں کی بڑی بڑی کتابیں موجود ہیں۔
 ایک شیعہ تفسیر کے اندر متوہ کی فضیلت کے بارے میں راوی نے حضور رسول اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے العیاذ باللہ یہ لکھا ہے کہ :
 ”جو شخص ایک بار متوہ کرے وہ امام حسین کا درجہ پائے گا
 اور جو دو دفعہ کرے وہ امام حسن کا۔ جو تین دفعہ متوہ کرے وہ
 امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا۔ اور جو چار دفعہ متوہ کرے وہ میرا
 (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) درجہ پائے گا۔“

(تفسیر نہج الصادقین ج ۱ ص ۳۵۶)

کامیاب سول کا کامیاب مشن

رسول آخر الزماں سیدنا محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات نے اہل علم کی کایا پلٹ دی زمین پر باطل کی تاریکیاں پارہ پارہ ہو گئیں اور دنیا نے جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَقَ الْبَاطِلُ (حق آگیا باطل نیست و نابود ہوا) کا منظر نورانی کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ جہنم کی راہ پر گھسٹی ہوئی انسانی دنیا کو حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوز و فلاح اور کامیابی کی دہلیز تک پہنچا دیا۔ کامیاب داعی حق کی کامیاب دعوت نے پتے پھلتے اور آگ کی طرف گھسٹتے معاشرے کو گہوارۂ جنت میں داخل کر دیا۔

آخر یہ کس کا فیضانِ کرم تھا جس نے خداوند قدوس کا یہ پیغام دنیا کو عطا فرمایا

○ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
فَقَدْ قَانَ فَوْزًا عَظِيمًا
○ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا
وَاعْنَابًا
○ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ
الْفَائِزُونَ

”اور جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔“

”مستقیقوں کے لئے کامیابی ہے باغ اور انگور۔“

”جنت والے وہ کامیاب لوگ ہیں۔“

○ فَمَنْ نُخْرِجْ عَنِ النَّارِ
”جو آگ سے بچا کر جنت میں

وَأَدْخِلْ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۖ
داخل کیا گیا وہ مُراد کو پہنچا،

یہ رسول اُمّی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامیاب دعوت ہی کا اثر تھا کہ بندگانِ خدا
کے لئے خدا کی بشارتیں نازل ہوئیں۔ اور ان کے حق میں قرآن مجید منطوق ہوا :

○ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
”اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ

ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝
اللہ سے راضی یہی بڑی کامیابی ہے،

○ وَسَيُحِبُّهَا الَّذِينَ
”اور بہت دُور رکھا جائیگا (نار سے)

يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝
جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔ اور جو اپنا مال

وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ
دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔ اور کسی پراس کا کچھ

تَجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ
احسان نہیں کہ بدلہ دیا جائے گا صرف اپنے

رَبِّهِ إِلَّا عَلَىٰ ۝
رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے“

رسول اعظم و اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت اور پیغام اندھیروں میں آفتاب
بن کر چمکا۔ دُنیا کی ظلمتوں کو منہ چھپانے کی جگہ ملنی دشوار ہو گئی — دعوتِ رسول —
پیغامِ رسول کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت خود ربِ قدیر کا مقدس کلام ہے۔

الْيَوْمَ يَلُوكَ الَّذِينَ كَفَرُوا
”آج تمہارے دین کی طرف سے

مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ
کافروں کی آس ٹوٹ گئی تو ان سے

وَإِخْشَاؤُنِ ۖ
نہ ڈرو مجھ سے ڈرو۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
آج میں نے تمہارے لئے تمہارا

وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ
پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے

دِينًا ۖ
اسلام کو دین پسند کیا۔

۱۷۸ / آل عمران / ۱۱۹ / ۱۷۸ / ۲۰ / ۱۷۸ / ۳

ہمارا اور ساری اُمتِ مسلمہ کا ایمان ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ادا کرنے والا رسول آخر الزماں اصلاح و انصاف کا سب سے کامیاب نمونہ ہے۔ حلت و حرمت کے قوانین کی وضاحت، اور عملی نفاذ میں بھی رسولِ خاتم کا کوئی مثیل نہیں۔

ربِّ کائنات نے آپ ہی کو انسانیت کا نجات دہندہ بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور آپ نے انسانوں سے اوہامِ باطلہ اور ظالمانہ نظام کے تمام بوجھ اُتار دیئے۔ آپ نے غیر خدائی تمام زنجیروں سے انسانیت کو آزاد کر کے۔ اپنے کامیاب کامیاب کن، اور کامیاب ساز رسول ہونے کا عملاً ثبوت دے دیا۔

کیا کوئی گورباطن اب یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصاف نافذ کرنے میں ناکام رہے، نہیں اور ہرگز نہیں۔

خمینی نظریہ | مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایرانی شیعوں نے خمینی صاحب اپنی سیاسی کامیابیوں کے زعم میں حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اصلاح قوم و ملت اور نفاذ اسلام میں ناکام گردان رہے ہیں۔

۱۵ شعبان ۱۴۳۷ھ میں خمینی صاحب ایک تقریر میں کہتے ہیں:

”جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کے لئے آئے، ان کا مقصد

بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں، لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے

یہاں تک ختم المرسلین جو انسان کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ اور انصاف

کا نفاذ کرنے کے لئے آئے تھے۔ انسان کی تربیت کے لئے آئے تھے۔

لیکن وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ وہ آدمی جو اس معنی میں کامیاب

ہوگا۔ اور تمام دنیا میں انصاف کو نافذ کرے گا۔ وہ اس انصاف کو نہیں جے

عام لوگ سمجھتے ہیں کہ زمین میں انصاف کا معاملہ صرف لوگوں کی فلاح و بہبود

کے لئے ہو۔ بلکہ وہ انصاف انسانیت کے تمام مراتب میں ہو۔ وہ پیچیدہ

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برپا کئے ہوئے انقلاب عظیم نے دنیا سے ظلم و بربریت کا خاتمہ کر دیا۔ روحانی و جسمانی غلاطت میں لت پت انسانیت کو طہارت و نظافت بخش دی۔ حیاتِ انسانی کے تمام شعبوں میں گھسی ہوئی بیماریوں کو کاٹ کر پھینک دیا اور معاشرہ انسانی صحت و توانائی سے بہرہ مند ہو گیا۔ غیر خدائی فاسد قوانین کے بوجھ تلے دبے ہوئے مظلوموں سے ان کے کاندھے کو ہلکا کر دیا۔ انسان کو حیوانوں کی صف سے نکال کر انسانیت کے بلند مرتبہ سے آگاہ کیا۔ اس طرح چھٹی صدی عیسوی کی تاریک دنیا میں ————— نئی زندگی ————— نئی روشنی ————— نئی طاقت ————— نئی حرارت ————— نیا ایمان ————— نیا عزم و ایقان ————— نیا تمدن اور نئی آب و تاب بکھر گئی۔ سورہ اعراف کا آٹھواں رکوع تلاوت کرو ————— رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کامل اور کامیاب انقلاب کا پتہ چل جائے گا۔

”وہ نبی انہیں حکم دیتا ہے نیکی	يَا مُرْهُمْ بِالْمَعْرُوفِ
کا اور روکتا ہے انہیں بُرائی سے اور	وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ
حلال کرتا ہے ان کے لئے پاک چیزیں	وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں	وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ
اور اُتارتا ہے ان سے ان کا بوجھ۔	الْخَبِيثَاتِ وَيَضَعُ عَنْهُمْ
اور (کاٹتا ہے) وہ زنجیریں، جو جکڑے	اِصْرَهُمْ وَالْآ غُلُلَ
ہوئے تھیں انہیں۔ پس جو لوگ	الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ
ایمان لائے اس نبی پر۔ اور تعظیم کی	فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ
آپ کی۔ اور امداد کی آپ کی اور	وَعَزَّزُوهُ وَنَصَرُوهُ
پیروی کی اس نور کی جو اُتارا گیا	وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي
آپ کے ساتھ وہی کامیاب و	اُنْزِلَ مَعَهُ اُولَئِكَ هُمُ
کامران ہیں۔	الْمُفْلِحُونَ ○ (الاعراف/ ۱۵۷)

کی اُمیدیں ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گئیں۔

○ دینِ کامل رسولِ کامل کے ذریعہ امن گستر ہو گیا۔

○ ماجاء به النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حضور جو لے کر آئے) اسے

حرزِ جاں بنا کر انسانوں نے خدا کی نعمتیں اور اس کی رضا کے اصول پالنے۔

عرفہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پاکبازانِ اُمت نے شہادت گزار دی کہ۔

ہاں یا رسول اللہ! آپ نے دین و دانش کی خدائی امانتیں بطورِ کامل ہم تک پہنچا دیں۔ ہم

اس کی آج بھی شہادت دیتے ہیں اور روزِ حشر رب العالمین کے حضور بھی گواہی دیں گے۔

رسول کی کامیاب تبلیغ ہی کا اثر تھا کہ ————— بدامنی ناگہوارہ عرب، پیغمبر

امن و انصاف بن گیا۔ ————— فرد سے جماعت تک میں اصلاح و تربیتِ نبوی کا ایسا

رچاؤ ہوا کہ شرق سے غرب تک صلاح و فلاح کی کرنیں جگمگانے لگیں۔ — اور

خیر القرون کی برکتوں اور سعادتوں نے چہار دانگ عالم میں امن و انصاف، عدل و

مساوات کا بول بالا کر دیا۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و رسالت ہر لحاظ سے کامیاب رہی

یہ ہر مومن کا ایمان ہے۔ — یہیں تک نہیں بلکہ انہی کی پاکیزہ تعلیمات کے باعث انسان

ہر دور میں کامیاب و کامران رہے گا۔

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ

الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

”تم سبک سر نہ ہو، اور غم نہ کرو تم تو

بلند ہو اگر تم ایمان والے ہو۔“

کامیاب رسول کے کامیاب انقلابِ امن کے سپاہی حزبِ اللہ کے

لقب سے نوازے گئے اور ان کے لئے فوز و فلاح کا وعدہ کیا گیا:

الْأَنْ حِزْبُ اللَّهِ هُمْ

”خبردار ہو کہ بے شبہ اللہ کا گروہ

ہی فلاح یاب ہو گا۔“

الْمُفْلِحُونَ ۝

جس میں انبیاء کامیاب نہیں ہوئے۔ باوجود اس کے کہ وہ اس خدمت کے لئے آئے تھے.....

نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الذَّلٰثِ - شیعی امام خمینی کی یہ تقریر ۱۵ شعبان کو ہوئی جسے پاکستان میں واقع ایرانی سفارت خانہ نے شائع کیا۔ اور یہی کفریہ تقریر نیشنل ٹیلی ویژن ایران کے افتتاح کے موقع پر بھی ہوئی جسے تہران ٹائمز کے حوالے سے دوسرے اخبارات نے شائع کیا۔

دیکھا آپ نے ”اسلامی نظام حکومت“ کا نام نہاد پروپیگنڈہ کرنے والے خمینی صاحب کے افکار و عقائد اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے میں ان کے خیالات و معتقدات ان کے مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہیں۔ انبیاء و رسل کی مقدس — نورانی تاریخ پر کیچڑ اچھا کر اور ان کی رسالت و نبوت کو معاذ اللہ! ناکام قرار دے کر آخر کس دین و مذہب کی کامیابی کے لئے جہاد ہو رہا ہے، ظاہرات ہے وہ خمینی صاحب کا کوئی اپنا دین ہو گا۔ جس کا رسول خاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین سے کوئی علاقہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں بہت سے مدعیان انقلاب و اصلاح ہر زمانے میں اُٹھتے رہے ہیں مگر جناب خمینی صاحب جس رُخ پر چل رہے ہیں وہ تو دنیا والوں کو ان کے ماننے والوں کے نعروں ہی سے پہچان لینا چاہیے۔

”اللہ اکبر، خمینی رہبر“

مقصد تو خمینی صاحب کی رہبری کو دنیا سے منوانا ہے۔ اس کے لئے اہل توحید کو بھی ہموار کرنا ہے۔ رسالت کے اقرار کنندگان اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے صورت حال کو چھپانا بھی ہے۔ اور شیعی دنیا کی ہمنوائی بھی مطلوب ہے۔ اس لئے — دور خمینی میں ایرانیوں کا نیا کلمہ

۱۔ اتحاد و یک جہتی امام خمینی کی نظریں مطبوعہ خانہ فرہنگ ملتان پاکستان ص ۱۵۱

یہ بن گیا ہے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، عَلِيُّ وَلِيُّ اللَّهِ، خمینی حُجَّةُ اللَّهِ

(ماہنامہ وحدت اسلامی - تہران - ۶۸۴)

العیاذ باللہ! ناکام رسول کی رسالت کے محتاج اب خمینی صاحب کیوں ہونے لگے۔ مگر دنیا سے اسلام میں کلمہ کے جزو ثانی
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

کو اس کے جملہ آداب و مقتضیات کے ساتھ ماننے والے بفضلہ تعالیٰ السواد الاعظم ابھی زندہ ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ اہل سنت تو ان کے اقرار رسالت کو پہلے ہی سے جانتے ہیں۔
عَلِيُّ وَلِيُّ اللَّهِ وَصِيُّ رَسُولِ اللَّهِ خَلِيفَةُ بِلَا فَضْلٍ (علی،
اللہ کے ولی، رسول اللہ کے وصی اور بلا فصل خلیفہ رسول ہیں) کے عقیدہ
نے اس گروہ کو قرون اولیٰ ہی میں اہل حق سے کاٹ کر الگ کر دیا تھا۔
خمینی اقتدار نے تمام شیعہ عقائد کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی طرف سے اس میں اضافے
بھی کئے ہیں۔ جس کا ثبوت اسی کتاب کے مندرجات میں ملے گا۔
جناب خمینی کی رہبری اور ان کی امامت و سیادت کو بایں صفحات دُنیا بھر کے شیعہ تو
درکنار۔ ایران کے علماء قبول نہیں کرتے۔ کسی اور کی کیا بات؟

ماتم و نوحہ اور روایات شیعہ

مُندرجات

- ماتم کا موجد _____ ۳۴۶
- اسلامی موقف _____ ۳۴۷
- جناب خمینی کے نزدیک عزاداری شعار الہی ہے _____ ۳۵۱
- کتب شیعہ میں ماتم اور نوحے کی ممانعت _____ ۳۵۲
- نوحہ و ماتم اور وصیت رسول _____ ۳۵۶
- ایسا کیوں؟ _____ ۳۵۸

ماتم و نوحہ اور روایات شیعہ .

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے دنیا میں رسولوں اور نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ وہ حضرات سارے انسانوں سے افضل و اعلیٰ برتر و بالاتھے۔ کئی پیغمبروں کو ظالموں نے شہید بھی کر دیا علیہم السلام، مگر آج دنیا میں کہیں کسی کے نام پر نوحہ خوانی اور ماتم نہیں ہوتا۔ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے ان کا بھی ماتم نہیں ہوتا۔ سیدنا امام حسن شہید ہوئے ان کی تاریخ شہادت پر بھی ماتم نہیں ہوتا۔ انہی اکابرین امت کی طرح اور بھی جلیل القدر ہستیاں شہید ہوئیں۔ اور ان سب سے بڑھ کر سردارانِ نبیؐ و رسول حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مسلمانوں نے ماتم نہیں کیا۔ فتنہ ارتداد، منع زکوٰۃ اور نہ جانے کتنے مصائب امت اسلامیہ پر آئے جنہیں دیکھ کر صحابہ کرام خون کے گھونٹ پیتے تھے۔ اور تمام فتنوں کا بے صبری سے مقابلہ کرتے تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صرف امام حسین اور شہداء کے کربلا کے لئے مروجہ نوحہ، ماتم، اور سینہ کوئی کا قانون کہاں سے نکل آیا؟ اس بنیادی سوال کا جواب ہمیں شیعہ مورخ جسٹس امیر علی کی تحریر میں ملتا ہے۔ انہوں نے لکھا۔

ماتم کا موجد | معزالدولہ شیعہ تھا۔ اور اسی نے کربلا کے حادثہ قتل کی یادگاریں، اور حرم کو ماتم کا دن مقرر کیا۔ اور اس کا ضابطہ بنایا۔ (۲)، عید غدیر کے جشن کی بنیاد بھی اسی نے ڈالی۔ (۳)، فضائل صحابہ مساجد میں باوازی بلند بیان کرنے کی ممانعت کوادی۔ اور دوسرے فرقہ کے نزدیک جو صحابہ مبغوض ہیں نام بنام ان پر لعن کرنے کی روک ٹوک نہ تھی لے

لے SHORT HISTORY OF SARACANS, BY MA. AMIAALI. P 303

۲۲۲ھ سے ۲۲۶ھ تک بغداد میں تشدد پسند شیعوں کی حکومت تھی۔ اسی زمانے میں یہ تمام بدعات ایجاد ہوئیں۔ معزالبدولہ کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ جب اس کو معلوم ہوا کہ ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا تو وہ سن کر بہت رہ گیا۔ اور چلا کر بولایہ بات تو مجھے قطعاً معلوم نہیں تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنے عقیدہ سے توبہ کر لی تھی۔ اخیر میں اسے آکلہ کا مرض لاحق ہوا۔ اور اسی میں موت واقع ہوئی۔

اسلامی موقف | تعزیہ داری، تعزیہ سازی، اس میں اعانت، نوحہ خوانی، سینہ کو پی، جیب و اماں تارتا کرنا، عاشورہ کا سوگ منانا، ان تمام کاموں کے بارے میں اسلامی موقف، جس پر اہل سنت و جماعت عمل کرتے ہیں ظاہر ہے۔ تاہم اکابر علماء کے چند اقتباسات درج کرتا ہوں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا۔ تعزیہ داری کی مجلس میں بہ نیت زیارت، و گریہ و زاری حاضر ہونا، اور وہاں جا کر مرثیہ اور کتاب سننا، اور فاتحہ درود پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟۔ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا۔

اس مجلس میں بہ نیت زیارت و گریہ و زاری کے بھی حاضر ہونا جائز ہے۔ اس واسطے کہ اس جگہ کوئی زیارت نہیں کہ زیارت کے واسطے جائے۔ اور وہاں چند لکڑی جو تعزیہ کی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ قابل زیارت نہیں بلکہ مٹانے کے قابل ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

من رآی منکرًا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبتقلبہ وذلك اضعف الایمان رواہ مسلم۔

یعنی جو شخص کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو چاہئے کہ اسے مٹا دے اپنے ہاتھ سے، اگر ہاتھ سے مٹانے کی اس کو قدرت نہ ہو تو زبان سے مٹا دے یعنی زبان سے منع کر دے، اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کا بھی اس کو اختیار

نہ ہو تو اس کو ٹاڈے اپنے دل سے یعنی دل میں اس کو برا جانے۔ اور یہ یعنی
دل سے منع کرنا نہایت ضعیف ایمان ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے
اور مجلس تعزیه میں جا کر مرثیہ اور کتاب سننے کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ اگر مرثیہ
اور کتاب میں احوال واقعی نہ ہو بلکہ کذب و افتراء ہو۔ اور اس میں ایسا ذکر ہو جس
سے بزرگوں کی تحقیر ہوتی ہو تو ایسا مرثیہ اور کتاب سُنا درست نہیں۔ بلکہ ایسی مجلس
میں جانا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ اسی طرح کا مرثیہ سننے کے بارہ میں حدیث شریف میں
منع وارد ہے۔

عن ابی اوفی قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن المراثی۔ دعا کا ابن ماجہ۔

یعنی روایت ہے ابی اوفی سے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مرثیہ سے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے۔

اور اگر مرثیہ اور کتاب میں احوال واقعی ہو تو ایسے مرثیہ اور کتاب کے فی نفسہ سننے
میں مضائقہ نہیں۔ لیکن ہیئت اس مجلس کی جس طرح بدعتی کرتے ہیں نہ کرنا چاہئے۔ اس واسطے
کہ اس میں مشابہت بدعتی گروہ سے ہو جاتی ہے۔ اور پرہیز کرنا بدعتیوں کی مشابہت
سے ضرور ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ یعنی جس نے مشابہت

کی کسی قوم کی تو وہ بھی ان ہی لوگوں سے ہوا۔

اور جو شخص تعزیه داروں کی مجلس کی طرح مجلس منعقد کرے تو وہ اس حدیث
کے مصداق میں بھی داخل ہو جائے گا۔

من کثر سواد قوم فہو منهم ومن رضى عمل قوم کان
شریکاً لمن عمل رواہ الدیلمی عن ابن مسعود کذا ذکرہ
السیوطی فی جمع الجوامع۔

یعنی جس شخص نے زیادہ کیا۔ جماعت کو کسی قوم کی تو وہ شخص بھی اسی قوم
سے شمار ہوگا۔ اور جو شخص خوش ہوا عمل سے کسی قوم کے تو وہ بھی اس کا

شریک قرار پائے گا، جو وہ عمل کرے۔ روایت کی اس حدیث کو دہلی نے ابن مسعود سے، اور ایسا ہی ذکر کیا اس کے سیوطی نے جمع الجوامع میں:

اور فاتحہ درود پڑھنا فی نفسہ درست ہے۔ لیکن ایسی جگہ یعنی مجلس تعزیرہ داری میں پڑھنے سے ایک طرح کی بے ادبی ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ ایسی مجلس اس قابل ہے کہ مٹا دی جائے۔ اور ایسی مجلس میں نجاست معنوی ہوتی ہے۔ اور فاتحہ درود اس جگہ پڑھنا چاہئے جو نجاست ظاہری و باطنی سے پاک ہو۔ پس جو شخص یا مکان میں تلاوت قرآن شریف کی کرے اور درود شریف پڑھے وہ مستوجب ملامت و ظعن ہوگا۔ ایسا ہی جس جگہ نجاست باطنی ہو، اور درود کرنے کے قابل ہو تو وہاں بھی پڑھنا باعث ملامت و ظعن ہوگا۔ اس واسطے کہ بے محل وہ پڑھنا ہوگا۔

انہی سے تعزیرہ داری میں مدد، مرثیہ و نوحہ خوانی، کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو جواب میں فرمایا۔

یہ بھی جائز نہیں اس واسطے کہ اس سے معصیت میں اعانت کرنا لازم آتا ہے۔ اور معصیت میں اعانت ناجائز ہے۔

مرثیہ و کتاب پڑھنا جس میں احوال واقعی نہ ہو ناجائز ہے اور ایسا ہی نوحہ کرنا کفار کبیرہ ہے اور احادیث میں اس بارے میں وعید وارد ہے۔

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناحۃ والمستمتعۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی عورت پر

لعنت فرمائی ہے

امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ تعزیرہ بنانے کے سلسلہ میں سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لے فتاویٰ عزیزی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (اردو) مطبوعہ: کراچی، ۱۶۵، ۱۶۳،

لے سنن ابوداؤد لے فتاویٰ عزیزی، ص ۱۶۶،

• تعزیه کے علم اور نشان پھل ہیں۔ اور ان سے توسل باطل ہے لہ

جناب خمینی کے نزدیک عزاداری شعار الہی ہے | یہ تو تھا عزاداری اور ماتم کے بارے

میں مسلمان اہل سنت کا اسلامی موقف، اب آئیے شیعہ دنیا کے معمولات دیکھیں۔ پھر ان کی بنیادی کتابوں میں نوحہ اور ماتم کے متعلق احکام کا جائزہ لیں۔ جناب خمینی صاحب کی شہرت آجکل شیعوں کے حلقے سے نکل کر کچھ بے خبر مسلمانوں تک پھیل رہی ہے بعض ناخواندہ پیروں اور مجاوروں پر بھی خمینی پر دیکھنے کے طلسم ہوش ربا کا اثر ہو رہا ہے۔ اور وہ خمینی صاحب کو ملت اسلامیہ کا نجات دہندہ خیال کرنے لگے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ خمینی صاحب شیعیت اور شیعوں کے امام ہیں۔ اور ان کے نزدیک مروجہ عزاداری صرف کوئی رسم و رواج نہیں بلکہ معزالدولہ کی شروع کی ہوئی یہ بدعت شعار الہی بن چکی ہے۔ (معاذ اللہ)

انہوں نے اپنے ایک خطبہ میں کہا۔

”آج ہمیں ان مجالس کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔ ہمیں ان باتوں پر کمان نہیں دھرنا چاہئے جو ان مجالس سے مستبردار ہونے پر کرے یا کہا جائے کہ ہم ان مجالس پر جو خرچ کرتے ہیں، اسے جنگ سے متاثر افراد پر خرچ کریں۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ ہمیں ان کے اخراجات تو بہر حال پورے کرنے ہی ہیں۔ یہ ایک الہی فریضہ ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اپنے دیگر امور ترک کر کے صرف اسی کے ہو کر رہ جائیں۔ آج مجالس اور عزاداری کی پہلے کے مقابلے میں زیادہ ضرورت ہے۔ لوگ تعزیه داری کریں، گریہ و بکا کریں، سید الشہداء کے سلسلے میں یہ امور شعار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ شعار الہی ہیں“ لہ

لہ العطايا النبویہ فی فتاوی الزنویہ، مطبوعہ، رام پور، ج ۱۰، جز ۱، ص ۱۶۱،

لہ خطبہ امام خمینی، مطبوعہ، مجلہ توحید قم ایران، ج ۲، شمارہ ۵، ص: آخر

اور آخری وقت میں جناب خنی صاحب نے جو وصیت نامہ چھوڑا ہے اس میں تو اپنی قوم کو عزاداری کی تاکید اور اس کے اسلوب و طرق کے ساتھ ساتھ لعنت و ملامت کرنے کی بھی وصیت کی ہے۔ نیز اپنے سیاسی رجحانات کو بھی مذہبی کیپسول میں لپیٹ دیا ہے۔

تین جملہ ان کے ائمہ اطہار اور خاص طور سے مظلوموں کے سید و سرور شہیدوں کے سرور و سالار، حضرت ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی عزاداری ہے۔ خدا، اس کے انبیاء اور اس کے ملائکہ و صلحا کی بے پایاں مسلوٰۃ ہو، آپ کی عظیم اور حماسہ آفریں روح پر اس عزاداری کی طرف سے کبھی بھی غافل نہ ہوں۔ اور یاد رکھیں کہ اسلام کے اس عظیم تاریخی حماسہ کو زندہ رکھنے اور اس کی یاد منانے کے سلسلہ میں ائمہ علیہم السلام کے جتنے بھی احکام و فرامین ہیں۔ اور اہل بیت پر ظلم و ستم کرنے والوں کے سلسلہ میں جتنی بھی لعن و نفریں ہے یہ سب کچھ ابتدائے تاریخ سے قیامت تک ظالم و ستمگر سرغنوں کے خلاف قوموں کی شجاعانہ آواز و فریاد ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ بنی امیہ (لعنة الله علیہم) کے ظلم و ستم کے خلاف فریاد اور ان پر لعن و نفریں، اگرچہ وہ خود واصل جہنم ہو چکے ہیں اور ان کی نسل منقطع ہو چکی ہے۔ درحقیقت دنیا کے تمام مظلوموں کے خلاف آواز ہے۔ اور اس ستم شکن فریاد کو زندہ رکھنے کا سبب ہے۔ ضرور ہے کہ ائمہ حق علیہم السلام اللہ کے نوحوں، مرثیوں، اور مدحہ اشعاً (قصیدوں) میں ہر جگہ اور ہر دور کے ظالموں کے مظالم اور ان کے دلخراش جرائم کا موثر طور پر ذکر کیا جائے۔ اور ہمارا یہ دور جو امریکہ، روس اور ان کے تمام گماشتوں، من جملہ ان کے حرم بزرگ الہی سے خیانت کرنے والے آل سعود (لعنة الله و ملائکته و رسلہ علیہم) کے ہاتھوں عالم اسلام کی مظلومیت کا دور ہے۔ (ان کے مظالم) موثر طور پر یاد دلانے جائیں اور

ان پر لعن و نفرین کی جائے۔ اور ہم سب کو یہ جان لینا چاہئے کہ وہ چیںز جو مسلمانوں کے درمیان اتحاد و وحدت کا ذریعہ ہے یہی سیاسی مراسم ہیں جو تمام مسلمانوں اور خاص طور سے ائمہ اثنا عشر علیہم صلوات اللہ و سلم کے شیعوں کی ہست کی عاقبت ہے ۱۷

اس وقت ہم ماتم اور عزاداری کے عنوان پر متوجہ ہیں۔ اس لئے جناب خمینی صاحب کے وصیت نامہ کے اس آخری حصہ پر مزید کوئی تبصرہ کئے بغیر، ان کے ایک اور خطبہ کا اقتباس نقل کرتے ہیں جس سے ان کے نزدیک عزاداری کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا۔

یہ جو روایت میں ہے کہ جو شخص روئے یا رلائے یا رونے کی صورت بنائے اس کی جزا جنت ہے تو یہ اس لئے ہے کہ حتی اگر کوئی رونے والے کی صورت ہی بناتا ہے۔ حزن و دلال کی صورت اپنے اوپر طاری کرتا ہے اور رونے والے کی کیفیت پیدا کرتا ہے تو گویا وہ حسینی مقصد اور حسینی تحریک کی حفاظت کرتا ہے ۱۸

اس باب میں محض خمینی صاحب کی تخصیص کیا۔ پوری کی پوری شیعہ قوم صدیوں سے مصروف ماتم ہے۔ مگر ہم نے اس معاملہ میں جب ان کی اہمات الکتاب کے مندرجہ دیکھے تو ان میں ماتم، عزاداری، سینہ کو بی اور سوگ کی صریح ممانعت کی روایات ایک دو نہیں، متعدد موجود ہیں۔

کتاب شیعہ میں نو حے اور ماتم کی ممانعت | شیعوں کی تفسیر قمی میں ہے کہ امام حکیم بنت عارث بن عبدالمطلب نے حضور سے پوچھا یا رسول اللہ! معروف کے بارے میں ہمیں کیا حکم

۱۷ امام خمینی کا الہی سیاسی وصیت نامہ، مجلہ توحید ج ۶، شمارہ ۵۵، ص: ۲۹، ۳۰، ۳۱
۱۸ خطبہ امام خمینی، مجلہ توحید، تم ایران، ج ۱، شمارہ ۵۵، ص: آخر،

فرمایا ہے کہ ہم آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب
ارشاد فرمایا۔

رب تعالیٰ کے فرمان معروف کے یہ معنی ہیں کہ تم اپنے منہ نہ نوچو، رخساروں پر
ٹھاپے نہ مارو، بال نہ بکھرو، کرتے چاک نہ کرو، کپڑوں کو سیاہ نہ بناؤ، ہائے
ہائے اور بربادی بربادی نہ چیخو، قبر کے پاس نہ کھڑی ہو، تو ان شرطوں
کے ساتھ حضور نے عورتوں کی بیعت لی تھی۔

● انہی کی تفسیر مجمع البیان میں ہے۔

وَلَا يَعْصِيَنَّ فِي مَعْصِيَةٍ مِّنْهُ مَا يَرْضَىٰ ۖ مَعْنَىٰ ہے کہ نوحہ سے باز رہیں، کپڑے
بھاڑنے، بال اور منہ نوچنے اور مرنے والوں پر داد دینا کرنے سے پرہیز
کریں۔

● فردع کافی میں بھی ام حکیم بنت عاتق کی روایت کچھ زیادتی کے ساتھ تحریر ہے
جسے صاحب مرآة العقول نے موثق اور حسن لکھا ہے۔
● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواہبہ شریفہ میں حاضری کا ادب شیعہ کتاب میں
اس طرح لکھا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگ فوج در فوج اس گھر میں آنا،
مجھ پر صلوٰۃ بھیجنا اور سلام کرنا، رد کرنا، اور داد دینا کر کے مجھے اذیت نہ دینا
● علیہ التفتین میں ہے۔

۱۔ تفسیر النبی، ص: ۲۲۵، ۲۔ تفسیر مجمع البیان، ابو علی الطبرسی، ج: ۹، ص: ۲۶۱،
۳۔ فردع الکافی، للکلبی، ج: ۲، ص: ۲۲۸،
۴۔ مرآة العقول، تاج العلماء الشیخہ ولیدار علی بن محمد معین نصیر آبادی، ج: ۱،
ص: ۵۱۳، ۵۔ جلال البیون، ص: ۶۹۔

نوحہ و ماتم اور وصیت رسول | فروع کافی میں ہے۔ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ زہرا
سے فرمایا۔

اذا انامت فلا تمخشی علی وجہا ولا ترخی علی شعر ولا تنادی
 بالویل ولا تعینی علی نائحة لہ
 جب میں فوت ہو جاؤں تو منہ نہ پھیلنا، بال نہ توچنا، واویلانا نہ پھانا، اور
 نوحہ مگر سورتوں کو نہ بلانا۔

حیات القلوب میں ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ
 حضور سرور عالم کے وصال فرمانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک سے کپڑا ہٹایا۔ اور عرض گزار ہوئے —
 میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ زندگی بھر اور بعد وفات بھی یلب
 ہیں۔ آپ کی وفات سے وہ شئی بند ہو گئی جو کسی پیغمبر کے انتقال سے بند نہ
 ہوتی تھی۔ یعنی نبوت اور وحی، آپ کی مصیبت اتنی عظیم ہے جس نے ہمیں
 دوسروں کی مصیبت سے مطمئن کر دیا۔ آپ کی وفات کی مصیبت ایک عام
 مصیبت ہے کہ سب لوگ یکساں دلگیر ہیں۔

داگر نہ آں بود کہ امر کردی بصیر اور اگر آپ صبر کا حکم اور جزع فرزند سے منع نہ
 کردن دہنی نمودی از جزع نمودن ہر فرمانے تو اس مصیبت پر ہم تمام سر کا پانی بہا دیتے
 آئینہ آہلے سرخو در اور مصیبت تو فرد اور آپ کی اس مصیبت کے درد کی کوئی دوا
 ی ریختہ دہر آئینہ درد مصیبت ترا گر نہ دانی کوئی نہ کرتے۔
 امام جعفر صادق نے فرمایا۔

لیس لاحد کم ان یعد اکثر من ثلثة ایام الا الموات علی

لے فروع کافی ج ۲، ص ۲۲۸ لے حیات القلوب ج ۲، ص ۲۶۳،

ایسا کیوں؟ | ہم نے تو یہاں محض نقل روایات پر اکتفا کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان تمام احکام کے ہوتے ہوئے شیعوں میں سینہ کوئی سیہ پوشی، اور ماتم گساری کہاں سے داخل ہو کر جزو دین بن گئی۔ اس کی وضاحت ذمہ دارانِ شیعہ پر ہے۔ حال یہ ہے کہ رسول خدا سیدہ فاطمہ کو اپنی وفات پر ماتم و نوحہ سے باز رہنے کی وصیت خود فرماتے ہیں۔ ادھر حضرت علی فرماتے ہیں حضور نے اگر منع نہ فرمایا ہوتا تو ہم اپنے سر کا سارا پانی بہا ڈالتے۔ ان حضرات کو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور ان کے فرمان کا اتنا خیال، اور دعویدارانِ تولدے اہل بیت بالکل اس کی مخالفت پر کمر بستہ، آخر ایسا کیوں؟۔

ایرانی فتائد کے

عقائد

قائد و رہنما کے آئینہ میں ہی دیکھا جاتا ہے۔ — اسلامی حکومت ایران کی رہنمائی کا سہرا جن خمینی صاحب کے سر ہے۔ — صد افسوس کہ وہ اپنی تصنیف کشف الاسرار کے آئینے میں نہایت کٹر اور غالی شیعوہ نظر آتے ہیں۔ ساڑھے تین سو صفحات کی اس کتاب میں آنجناب نے اپنے عقائد موروثی کو زور و شور سے بیان کیا ہے۔ — اور خلفائے راشدین میں سے تینوں اولین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر لعن طعن کی ہے۔ — حتیٰ کہ انہیں باغی، خائن، اور نہ جانے کیا کیا لکھ مارا ہے۔

خمینی صاحب عقائد کے لحاظ سے شیعوں کے فرقہ اثنا عشریہ سے تعلق رکھتے ہیں امامت و خلافت کے سلسلہ میں ان کے کل کے کل عقائد اپنے فرقہ سے مختلف نہیں اپنی کتاب ”الحکومت الاسلامیہ“ میں بھی انہوں نے اپنا مسلک چھپایا نہیں ہے بلکہ واضح کر دیا ہے۔ اسی لئے انہوں نے لکھ دیا ہے کہ ”ہم ولایت (امامت) پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے بعد کے لئے خلیفہ کا تقرر کریں۔ اور آپ نے ایسا کیا (ص ۱۵) خمینی صاحب کے عقیدے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اپنے بعد خلیفہ کی تعیین حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فریضہ رسالت کی تکمیل کا درجہ رکھتی ہے (ص ۱۶) اگر وہ خلیفہ نامزد نہ فرماتے تو (معاذ اللہ) فریضہ رسالت ناقص رہ جاتا (ص ۲۳) خمینی صاحب اور تمام شیعوں کی طرح اس عقیدے کے سختی سے پابند اور مبلغ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع غدیر خم کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیا تھا (ص ۱۳) خمینی صاحب امام غائب کے بارے میں بھی بڑا سخت عقیدہ رکھتے ہیں (ص ۹) اور خود کو امام غائب کا قائم مقام سمجھتے ہیں جس کی توضیح و تشریح کے لئے انہوں نے اپنی کتاب مذکور ”الحکومت الاسلامیہ کا ایک مستقل باب بڑی عرق ریزی سے تصنیف کیا ہے جس کا عنوان ہے ”ولایۃ الفقہیۃ“ ایرانی حکومت کے لئے نئے دستور کی دفعہ ۵ میں جو تصریحات کی گئی ہیں وہ

”جب کوئی فقیہ عالم و عادل حکومت کی تشکیل پر کمر بستہ ہو تو وہ معاشرے اور اجتماعی معاملات میں ان بھی امور و اختیارات کا مالک ہوگا جو نبی کے زیر اختیار تھے۔ اور تمام لوگوں پر اس کی بات ماننا اور اطاعت کرنا واجب ہوگا۔ اور یہ (عالم و عادل فقیہ) حکومتی نظام سماجی مسائل اور سیاست اُمت کے جملہ معاملات کا اسی طرح مالک و مختار ہوگا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین مالک و مختار تھے۔“

اسی کتاب میں خمینی صاحب نے واضح الفاظ میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ مذکورہ بالا صفات کے حامل فقہار (مجتہدین) رسول اللہ کے نیز ائمہ کے وصی ہیں۔ اس لئے ائمہ کی عدم موجودگی اور ان کی غیبت کے زمانہ میں ان تمام امور کی انجام دہی کے وہی مکلف ہیں۔

اور ائمہ کے بارے میں شیعوں کے عقائد کا غلو پہلے ہی کیا کم تھا۔ کہ وہ انہیں رسول کا نائب مطلق ہی نہیں بلکہ اور نہ جانے کیا کیا مانتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ

حضرات شیعہ کے نزدیک عقیدہ امامت

- امامت اور ائمہ کو جاننا اور ماننا ایمان کی شرط ہے اور اس کا منکر توحید و رسالت کا منکر ہے۔
- امامت اور ائمہ پر ایمان لانے کی تبلیغ تمام پیغمبروں نے کی اور اس کے احکام تمام صحف میں نازل ہوئے۔

۱۔ الحکومت الاسلامیہ ص ۵۷

۲۔ اصول کافی (حضرات شیعہ کی سب سے مستند کتاب) ص ۱۰۵، ۱۰۶ ۳۔ کتاب مذکور ص ۲۷۶

- قرآن مجید میں رسول کے ہمراہ جس خدائی نور کی تنزیل کا ذکر ہے اس سے مراد ائمہ ہیں۔
- مخلوق پر حجت الہیہ کا قیام اور معرفت دین کا حصول ائمہ کے بغیر نہیں ہوتا۔
- اماموں کی اطاعت فرض ہے۔ جس طرح رسولوں کی اطاعت فرض ہے۔
- ائمہ کو حلت و حرمت کا اختیار حاصل ہے۔
- ائمہ بھی انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہوتے ہیں۔
- امامت کا مرتبہ نبوت سے بلند تر ہے۔
- ائمہ کی حکومت تکوینی کائنات کے ذرے ذرے کو محیط ہے۔
- ائمہ کی تعلیمات قرآن کی طرح ہیں۔
- ائمہ کا درجہ انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین سے بلند ہے۔
- ائمہ کو معصوم اور "امام" (باصطلاح شیعہ) ماننے والے اگر ظالم اور فاسق و فاجر بھی ہوں تو جنتی ہیں اور انہیں نہ ماننے والے خواہ متقی و پرہیزگار کیوں نہ ہوں جہنمی ہیں۔
- وہ مسئلہ امامت تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بطور امانت آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا اور انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کیا۔
- آیت کریمہ نَزَلَ بِمِ الرُّوحِ الْأَمِينِ الخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اصول کافی ص ۱۱۷	۲۔ ایضاً ص ۱
۳۔ ایضاً ص ۱۱	۴۔ ایضاً ص ۲۷۸
۵۔ ایضاً ص ۱۲۱-۱۲۲	۶۔ حیات القلوب۔ ملا باقر مجلسی ج ۳ ص ۱
۷۔ الحکومت الاسلامیہ۔ خمینی ص ۵۲	۸۔ ایضاً ص ۱۱۳
۹۔ ایضاً ص ۶۳	۱۰۔ اصول کافی ص ۲۳۸
۱۱۔ اصول کافی ص ۲۶۱	

کے قلب مبارک پر حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ جو چیز اتاری گئی۔ وہ ولایت و امامت کا مسئلہ تھا۔

○ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور امامت اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں۔ امامت ان میں اہم ترین رکن ہے۔

○ اسلام کے تین پائے ہیں نماز، زکوٰۃ اور امامت ان میں سے کوئی صحیح نہیں ایک دوسرے کے بغیر۔

شیعہ حضرات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو محض خلیفۃ النبی ہی نہیں مانتے بلکہ ایسا خلیفہ اور امام تسلیم کرتے ہیں جس کی یہ تمام مذکورہ بالا صفات ہیں۔ اور حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ کے بعد ان کے نزدیک بارہ امام مسلم ہیں۔ اوپر بیان کی ہوئی صفات و درجات حقوق و اختیارات ان سب کے لئے مانتے ہیں۔

ان لوگوں کے نزدیک ان ائمہ سے محبت و عقیدت کے اس معیار کا دوسرا رخ بھی فراموش نہ کیا جائے کہ حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے حد درجہ عناد اور بغض رکھنا۔ نیز ان کی ہجو کرنا ان کے عقائد میں داخل ہے۔ ایرانی رہنما جناب خمینی صاحب بھی اس وصف سے عاری نہیں۔ ہم عدل و انصاف سے راہ حق کے متلاشیوں کے لئے ان کی کتاب کشف الاسرار کے چند اقتباسات کا فوٹو حاضر خدمت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ محض ترجمہ ہوگا۔ اس سے نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ یہ فیصلہ قارئین خود کر لیں۔

۱۔ اصول کافی ص ۲۶۲

۲۔ ایضاً ص ۳۶۸

۳۔ ایضاً ص ۳۶۸

امام خمینی
مد

کشف الاسرار

انتشارات مصطفوی

لم

۱۱۶۰

آدمی که سلف بطرح ریاست خود را بدین مختصر چنانچه
بودند و دست ندیدها میکردند ممکن نبود گفت قرآن اگر خود دست بردارد
مرحله بود فکر خود را انجام میدادند بلکه شاید در اینصورت خلاص من مسلمان
طوری میشد که نامهدام اصل اساس اسلام منتفی میشد زیرا ممکن بود آنها که در
حد ریاست بودند چون دیدند نام اسلام نشود بشود خود برسد بکبر
حرری بر ضد اسلام تشکیل میدادند و در اینصورت مسلمانان قیام میکردند و ناجای
علی بن ابیطالب و دیگر دینداران سکونت را در آنجا داشتند و آنان خورش و غن
اسلام یک جن خلاص ضرر کی بن مسلمانان کثرت اسلام را برای حیف ازین میگد
و آن دین اسلام را هم بپاد فاسیاد بپایام بر من از علی بن ابیطالب بر حدیث
اصل امامت که هیچ بر خلاص صلاح دین هم تمام میشد

۴. آنکه ممکن بود در صورتیکه لعامرا در قرآن ثبت میکردند آنها بیکه جز برای دنیا و ریاست با اسلام و قرآن سروکار نداشتند و قرآن را وسیله اجراء نیات فاسده خود کرده بودند آن آیات را از قرآن بردارند و کتاب آسمانی را تحریف کنند و برای همیشه قرآن را از نظر جهانیان پندارند و تلو و زبانت این تنگه بر او مسلمانها و قرآن آنها مانند و همان عیبی را که مسلمانان بکتاب یهود و نصاری میگردفتند عیناً برای خود اینها ثابت شود

۵. فرضاً که هیچیک از این امور نمیشد باز خلاف از بین مسلمانها بر نمیخواست زیرا ممکن بود آن حزب ریاست خواه که از کار خود ممکن نبود دست بردارند فوراً يك حدیث پیغمبر اسلام نسبت دهند که نزدیک رحلت گفت امر شما با شوری باشد علی بی ایطالبرا خدا از این منصب خلع کرد

مخالفتهای ابوبکر شاید بگویند اگر در قرآن امامت تصریح میشد شیخین مخالفت با نص قرآن نمیکردند و فرضاً آنها مخالفت میخواستند بکنند مسلمانها ز آنها نمیپذیرفتند ناچار ما در این مختصر چند ماده از مخالفتهای آنها با تصریح قرآن

۱۱۹۸

مخالفتهای اینها با گفته های پیغمبر اسلام محتاج بیک کتابست هر کس خواهد مجملی از آنها ببیند بکتاب فصول المهمه تألیف علامه یزرگوار السید شرف الدین العاملی رجوع کند

۴. در آن موقع که پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله در حال احتضار و مرض موت بود جمع کثیری در محضر مبارکش حاضر بودند پیغمبر فرمود بیایید برای شما يك چیزی بنویسم که هرگز بخلالت نیفتد عمر بن الخطاب گفت (هجر رسول الله) و این روایت را مورخین و اصحاب حدیث از قبیل بخاری و مسلم و احمد با اختلافی در اعداد نقل کردند و جمله کلام آنکه این کلام باوه از این خطاب یا و مشراً صادر شده است و تأقیامت برای مسلم عبور کفایت میکند الحق خوب قدر دانی کردند از پیغمبر خدا که برای ارشاد و هدایت آنها آنچه خون دل خورد و زحمت کشید انسان با شرف دیندار و رمیداند روح مقدس این نور بلك باجه حالی پس از شنیدن این کلام از این خطاب از این دنبلافت و این کلام باوه که از اصل کفر و زندقه ظاهر شده مخالف است با آیهانی از قرآن کریم . سوره نجم (آیه ۳) و ما یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا

وَحَىٰ يُوْحَىٰ عِلْمُهُ شَدِيدٌ اَلتَّوْحَىٰ - پیغمبر نطق نہ بکند از روی هوای نفس کلام او
 بیست مگر وحی خدائی کہ جبرئیل با خدا باد تعلیم میکند و مخالف است با آیه اطیعوا الله
 و اطیعوا الرسول و ما آیه و ما آتیکم الرسول فخذوه و آیه و ما صاحبکم بہ چون و
 غیر آن از آیات دیگر

نتیجہ سخن ما از مجموع این مادہ معلوم شدہ مخالفت کردن شیعیان از قرآن
 در این بارہ در حضور مسلمانان بک امر خیالی مہمی نبوده و مسلمانان برباد اخل

در حزب خود آنها بودہ و در مقصود با آنها ہر ام بودند و با اگر ہر ام نبودند جرت حرت فرزد
 در مقابل آنها کہ بایغیر خدا و دختر او بطور سلوک میکردند داشتند و با اگر گاہی یکی
 از آنها بک حرفی میزد سخن او ارجی نمیکذاشتند و جملہ کلام آنکہ اگر در قرآن
 ہم این امر باصراحت لہجہ ذکر میشد باز آنها دست از مقصود خود برمیداشتند

«۱۴۰»

نرک ریاست برای گفتہ خدا نمیکردند متہاجون ابو مکر ظاہر سازیش بیشتر بود با
 بک حدیث ساختگی کار را تمام میکرد چنانچہ راجع بآیات اوت دیدیدہ را عمر ہم
 استبعادی نہ داشت کہ آخر امر مگوید خدا یا جبرئیل بایغیر در فرستادن با آوردن
 این آیه اشتہاء کردند و مہجور شدند آنگاہ سنان نیز از جای برمبختند و مناعت او
 را میکردند چنانچہ در انہمہ تغیرات کہ در دین اسلام داد مناعت از او کردند و
 قول او را بآیات قرآنی و گفتہ ہای پیغمبر اسلام مقدم داشتند

«۱۴۱»

مرای چنین پیغمبر چہ ارح میتوان فائل شد «خدا انہرا برستش میکنیم و .. شناسم
 کہ کار ہایش بر اساس خرد بایداد و عدالت و کفہ ہای عقل هیچ کاری نکند «آ بعدانی
 کہ سانی مرتفع از خدا برستی و عدالت و دہداری ناکند و خود بخرابی آن بکوشد
 و برسد و معاو بہ و عثمان و از این قبیل جیاولجی ہای دیگر را مردم اعتراف دہد و
 تعظیمات را بر سر خود برای ہمیشہ معبر نکند مادر تائیس سہی جو رد
 ستمکاری کہ کار نداشت

بک رئیس عدو کہ بہ عامہ کار میدارد بک سرپرست عائشہ کہ دہ مراد از

جناب نبی کی تحریروں کے خط کشیدہ حصوں کا ترجمہ

”وہ لوگ (سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) سالہا سال تک خود کو حکومت و ریاست ہی کی طمع میں، دین پیغمبر یعنی اسلام سے چپکائے ہوئے تھے۔ اور اسی مقصد کے لئے گروہ بندی کیا کرتے تھے۔ ان سے یہ ممکن نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان کو تسلیم کر کے اپنے مقصد سے دست بردار ہو جاتے، جس ترکیب اور حیلہ سے ان کا مقصد حاصل ہوتا وہ استعمال کرتے۔ بلکہ شاید اس صورت میں مسلمانوں کے درمیان ایسا اختلاف پیدا ہوتا کہ اسلام کی بنیاد ہی منہدم ہو جاتی۔ کیونکہ ممکن تھا کہ اسلام قبول کرنے سے جن کا مقصد محض حصول اقتدار و ریاست تھا۔ جب وہ یہ دیکھتے کہ اسلام سے لگے رہ کر ہم یہ مقصد حاصل نہیں کر سکتے۔ تو اسی مقصد کے حصول کے واسطے اسلام ہی کے خلاف ایک پارٹی بنا لیتے۔ اور کھلے دشمن اسلام بن کر میدان میں آجاتے۔ اور ایسی صورت میں مسلمان بھی اُٹھ کھڑے ہوتے اور لامحالہ علی بن ابی طالب اور دوسرے دین دار مسلمان خاموش تماشائی بنے بیٹھے نہ رہتے۔

۳۔ اس بات کا بھی امکان تھا، ایسی صورت میں جبکہ امام (حضرت علی) کا نام قرآن میں ثبت ہوتا۔ تو جن لوگوں نے اسلام اور قرآن سے دنیاؤ

حکومت کی خاطر تعلق استوار کیا تھا۔ اور قرآن کو اپنی اغراض فاسدہ کا ذریعہ بنالیا تھا۔ وہ ان آیات کو قرآن سے نکال ڈالتے۔ اور آسمانی کتاب کو بدل دیتے اور ہمیشہ کے لئے قرآن کو دنیا والوں کی نظر سے چھپا دیتے۔ اور قیامت تک کے لئے مسلمانوں اور ان کے قرآن کے لئے یہ بات باعثِ ننگ ہوتی۔ اور مسلمانوں کی طرف سے یہود و نصاریٰ کی کتابوں کے بارے میں تحریف کا جو اعتراف کیا جاتا ہے وہی ان پر اور ان کے قرآن پر آتا۔

۵۔ فرض کر لیا جائے کہ ان میں سے کوئی امر واقع نہ ہوتا (یعنی قرآن میں تحریف بھی نہ کی جاتی وغیرہ) جب بھی یہ نہ ہوتا کہ مسلمانوں کے درمیان امامت و خلافت کے بارے میں اختلاف نہ ہو۔ کیونکہ جو گروہ صرف حکومت و اقتدار کا طالب تھا۔

ممکن نہیں تھا کہ اس آیت کی وجہ سے اپنے مقصد سے دست بردار ہو جاتا۔ وہ لوگ فوراً ایک حدیث گھڑ کر رسول کی طرف منسوب کر دیتے کہ وقت وفات حضور نے فرمایا کہ تمہاری امامت کا معاملہ شوریٰ سے طے ہو گا۔ علی ابن ابی طالب کو خدا نے منصب امامت سے معزول کر دیا۔

نص قرآن کے ساتھ ابوبکر کی مخالفتیں۔ شاید تم کہو کہ اگر قرآن میں امامت کا صاف صاف بیان ہوتا تو شیخین مخالفت نہ کرتے۔ اور بالفرض اگر وہ مخالفت کرنا بھی چاہتے تو مسلمان ان کی مخالفت کو قبول نہ کرتے۔ ہم اس مختصر میں قرآن سے ان کی صریح مخالفتوں کی چند مثالیں ذکر کرتے ہیں جن سے ظاہر ہو گا کہ انہوں نے مخالفت کی اور لوگوں نے اسے قبول بھی کیا۔

حدیث رسول سے ان کی مخالفتوں کے ذکر کے لئے تو ایک کتاب درکار ہے جو شخص انہیں مجمل دیکھنا چاہے علامہ بزرگوار السید شرف الدین عالمی کی کتاب فصول المہمہ کی طرف رجوع کرے۔

۴۔ اس وقت جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مرض الموت میں تھے بہت لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے فرمایا: لاؤ تمہارے لئے ایک چیز لکھوں تاکہ تم ہرگز گمراہی میں نہ پڑو۔ عمر بن خطاب نے کہا ہجرہ رسول اللہ اور اس روایت کو مورخین اور اصحاب حدیث بخاری مسلم اور احمد نے بھی نقلی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ یہ یہودہ کلام یہودہ گواہین خطاب سے صادر ہوا ہے۔

اس بارے میں ہماری گفت کو کا نتیجہ (یعنی نہایت طولانی بیان بازی کے ذریعے) خیمینی صاحب نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر جو یہ الزام لگایا کہ ان لوگوں نے مسئلہ امامت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق امامت کو لینے کے لئے معاذ اللہ قرآنی احکامات کی جو کھلم کھلا مخالفت کی اس کا خلاصہ اور نتیجہ کشف الاسرار ص ۱۱۹-۱۲۰ پر ملاحظہ کیجئے۔ وہ یہ ہے:

”ان مجموعہ امثال سے معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کی موجودگی میں اور کھلم کھلا ان کے روبرو صریح قرآنی احکام کے خلاف رویہ اختیار کرنا ان دونوں کے لئے کوئی اہم بات نہیں تھی۔ اس وقت کے مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کے گروہ میں شامل ہو گئے تھے اور اقتدار حاصل کرنے اور حکومت کے مقصد میں ان کے ساتھ مل گئے تھے۔ اور رفیق و ہم نوا ہو گئے تھے۔ یا ان کے گروپ میں شامل نہ ہوئے تھے تو بھی ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے خلاف ایک حرف بھی زبان پر لانے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ جو خود رسول خدا اور آپ کی بیٹی فاطمہ زہرا کے ساتھ

ظالمانہ سلوک کر چکے تھے۔

اور اگر ان میں کاکوئی کبھی کچھ بوتا بھی، تو وہ اس کی پرواہ نہ کرتے۔ حاصل گفت گویہ کہ اگر قرآن میں بھی یہ (حضرت علی کی امامت و خلافت کا) معاملہ صراحت کے ساتھ ذکر ہوتا پھر وہ (شیخین) اپنے مقصد سے دست کش نہ ہوتے۔ اور فرمان خدا کی وجہ سے ترک ریاست نہ کرتے۔ ابو بکر جنہوں نے پہلے سے پورا منصوبہ مکمل کر رکھا تھا، قرآن کی اس آیت کے خلاف ایک حدیث گھڑ کر پیش کر دیتے اور کام ختم کر ڈالتے جیسا کہ انہوں نے حضرت فاطمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے محروم کرنے کے لئے کیا۔ اور عمر (رضی اللہ عنہ) سے بالکل بعید نہیں تھا کہ وہ اس آیت کے بارے میں (جو امامت علی کے بارے میں ہوتی) کہہ دیتے کہ یا تو خدا سے اس آیت کے نازل کرنے میں یا جبریل یا رسول سے اس کے لانے یا پہنچانے میں غلطی ہو گئی ہے۔ اس وقت سنی حضرات بھی ان کی تائید میں اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور فرمان خدا کے بالمقابل ان ہی کی بات مانتے۔ جس طرح ان تمام تغیرات کے بارے میں ان کا رویہ بے جو علم نے دین اسلام اور اس کے احکام میں کئے ہیں۔ ان تمام میں سُنّیوں نے آیات قرآنیہ اور ارشادات رسول کے بالمقابل عمر کی بات ہی کو مقدم رکھا ہے۔ — ہم ایسے خدا کی پرستش کرتے ہیں اور اسی کو تسلیم کرتے ہیں جس کے سبھی کام عقل و حکمت کے مطابق ہوں۔ ایسے خدا کو نہیں جو خدا پرستی و عدالت اور دینداری کی ایک شاندار عمارت تیار کرانے اور خود اس کی بنیاد کی کوشش کرے اور یزید و معاویہ و عثمان جیسے ظالموں اور بد قماشوں کو حکومت سپرد کر دے اور اپنے رسول کے بعد قوم کا ذمہ ہمیشہ کے لئے کسی پر مقرر نہ کرے جو ظلم و جفا کی روک تھام کے لئے مددگار ہو۔

(العیاذ باللہ - نقل کفر نساب شد)

حق الیقین

تالیف
علامہ مولیٰ محمد باقر مجلسی

در اصول دین و معارف

۱۰ جلدیں

کتابخانہ علمی اسلامیہ

پوری حلقہ جامعہ اسلامیہ کراچی - پتہ: ۷۷۹۹۹

۱۰ جلدیں ۱۹۹۰ء طبع

جناب امام خمینی صاحب نے اپنی اسی کتاب کشف الاسرار میں ملاحظہ فرمایا کہ مجلسی کی کتاب حق الیقین کے حوالے دیئے ہیں اور اپنے مذہب کی معلومات کے لئے اس کتاب کو اور مجلسی کی دیگر کتابوں کو پڑھنے کی تاکید کی ہے۔ قارئین اس کتاب کے چند ایمان سوز حصوں کا عکس اور محض ترجمہ دل پر جبر کر کے پڑھ لیں۔ اور اس فرقہ کے بارے میں فیصلہ کریں۔

مذہب

صاحب **الکتاب** استعاده فرمود گمت بسم الله الرحمن الرحيم و نريد ان نمن على الذين استضعفوا في الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثين و نمكن لهم في الارض و نري فرعون و هامان و جنودهما منهم ما كانوا يحسدون و اين آية كسبه موافق احاديث معتبره فذشان آنحضرت و آباء بزرگوار او تالعات و ترجمه ظاهر نظر ايست که ميخواهيم منت گذاريم بر جاعلي که ايشان را سنگدان در زمين ضيق گردانيد اند و بگردانيم ايشان را پيشوايان دين و بگردانيم ايشان را وارثان زمين و تسكين و استيلاء بخشم ايشان را در زمين و بنمائيم فرعون و هامان يعني ابو بکر و عمر و لشکرهاي ايشان را آن ملان نچه را حقد ميگردند

در ايمان رجعت

- ۳۴۷ -

يعني ابگروه مؤمنان در سني مکتب باقومي که غضب کرده است خدا بر ايشان بتحقيق که نابد گردیده اند از آخرت چنانچه نااميد گردیده اند کافران از اسباب قبرها و اين بابو بعد عال الشرايع روايت کرده است از حضرت امام محمد باقر **عليه السلام** که چون قائم ما ظاهر شود عاينه را زنده کند تا بر او حد يزنند و انتقام فاشه را از او بکشند و شيخ مفيد در ارشاد از حضرت

فلق چاهي است در جهنم که اهل جهنم از شدت حرارت آن استعاده ميبايند از خدا طلب نمود که تنس بکشد چون تنس کشيد جهنم را سوزانيد و در آن چاه صندوقي است از آتش که اهل آن چاه از گرمي و حرارت آن صندوق استعاده ميبايند و آن تابوتي است که در آن شش کس از پيشبانان جادارند و شش کس از اين امت لعنتي نمر (اول) پسر آدم است که بر ادد خود را کشتند (نمرود) که ابراهيم را در آتش انداخت و (فرعون) و (سامري) که گوساله پرستي را دين خود کرد و (آنکيکه يهودا بعد از پيغمبرشان گمراه کرد) و لما شش کس آخر (ابو بکر) و (عمر) و (عثمان) و (عاصيه) و (سر کرده خوارج نهر دوان) و (ابن ملجم)

ص ۵۰۳

کرده است و حقتي فرموده است فاقلد قتلهم فادخلوا النار التي لا يملكها الا الله الذي كذبوا و قولي يعني پس نمانيدم شما را از آتشي که پيوسته آفريننده آتش و دانه ميکشد ملازم آن آتش نيست مگشتي ترين مردم آنکس که تکذيب کرد پيغمبر را و پشت گردانيد بر حق و از علي بن ابياهيم از حضرت صادق **عليه السلام** مرويات است در تفسير اين آيات که در جهنم داني هست و در آن وادعا است هست که نميوزد بآن آتش و ملازم ان نيستند مگر شقي ترين مردم که عمر است که تکذيب کردند خدا را در ولايت علي **عليه السلام** و پشت گردانيدان ولايت و قبول نکرد بعد از ان فرمود که آتشي بعضي از بعضي پشت تراست و آتش اين و ادعي محسوس ص ۵۰۹

خلاصہ عبارت

جناب خمینی اور تمام شیعی دنیا کے معتبر باقر مجلسی صاحب کی تحقیق اینق میں قرآن مجید کی اس (قصص ۶/۵) آیت میں فرعون و ہامان سے مراد معاذ اللہ ابوبکر و عمر اور ان کے لشکر سے مراد شیخین کے مؤیدین صحابہ ہیں۔ مجلسی صاحب کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ آل حضرت اور ان کے آبائے بزرگوار کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس کے ظاہری الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ میں اس جماعت پر احسان کرنا چاہتا ہوں کہ اسے ظالموں نے کمزور کر دیا ہے (احسان بایں طور کہ) انہیں پھر پیشوایان دین بناؤں اور زمین کا وارث بناؤں اور انہیں عظمت و فتح دوں، اور فرعون و ہامان یعنی ابوبکر و عمر اور ان کے لشکریوں (یعنی اہل سنت) کو جو ان اماموں سے الگ رہے انہیں دکھاؤں۔

دیکھتے کس بے باکی سے قرآنی مفہوم کو تسمیٰ رنگ دیا ہے اور شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو فرعون و ہامان کی جگہ لاکھڑا کیا ہے۔

صفحہ ۳۲۷ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے :

”یعنی اسے جماعت مومنین ایسی قوم سے دوستی نہ کرو جس پر خدا کا غضب ہو ہے۔ تحقیق کہ وہ لوگ آخرت سے اسی طرح ناامید ہو چکے ہیں جس طرح کفار قبر والوں سے ناامید ہو چکے ہیں۔ اور ابن بابویہ نے علل الشرائع میں روایت کیا ہے امام باقر علیہ السلام سے کہ جب ہمارا قائم (امام غائب) ظاہر ہو گا۔ تو عائشہ کو زندہ کرے گا تا کہ ان پر حد جاری کر کے فاطمہ کا بدلہ لے، العیاذ باللہ! ایک تو دجل و فریب دوسرے نساوۃ رسالت کے معزز و موقر

بزرگوں اور خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے کتاب بڑا ستم ہے یہ اسلام اور اکابرین اسلام کے ساتھ۔ رسول کا کلمہ خواں ہونے کا دعویٰ کرنے والے کیا اتنے ذلیل ہو سکتے ہیں کہ ازدواج رسول کی حرمت کو پامال کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ یہ ہیں اُم المؤمنین صدیقہ طیبہ طاہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں شیعوں کے عقائد و خیالات۔ جن کی نجابت و طہارت اور علو و عظمت کی شہادت خود قرآن میں موجود ہے۔ شیعہ دُنیا کا ان پر یہ اتہام کون سا اسلام پیش کرتا ہے؟

کتاب حق الیقین صفحہ ۵۰۳ کی عبارت میں شیعہ مذہب کی ساری غلطیتیں یکجا کر دی گئی ہیں نہایت کراہت و نفرت کے باوجود اپنے بھائی مسلمانوں پر حقیقت حال ظاہر کرنے کی نیت سے اس نجاست کو کُرُیدِ ناپڑ رہا ہے (معاذ اللہ) ترجمہ یہ ہے:

”فلق جہنم میں ایک کنواں ہے کہ جہنمی اس کی شدید حرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس نے خدا سے اجازت مانگی کہ سانس لے، سانس لیا تو جہنم کو جلا ڈالا۔ اور اس کنویں میں ایک آگ کا صندوق ہے کہ اس کنویں والے اس صندوق کی گرمی اور حرارت سے پناہ مانگتے ہیں اور وہ ایسا صندوق ہے کہ اس کے اندر چھ اشخاص اگلی اُمتوں میں کے اور چھ اس اُمت کے بند ہیں۔ ماسبق اُمتوں میں آدم کا بیٹا (قابیل) جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا اور غرود جس نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور فرعون اور سامری کہ جس نے گوسالہ پرستی کو اپنا دین بنایا اور جس نے کہ اپنے پیغمبر کے بعد یہود کو گمراہ کیا۔ اور اس اُمت کے چھ ابو بکر عمر عثمان معاویہ اور نہروان کے خارجیوں کا سردار، اور ابن ملجم ہیں۔“

صفحہ ۵۰۹ پر آیت قرآنیہ کی تفسیر کرتے ہوئے رفض و شیعیت کا کھلا ہوا مظاہرہ سیدنا فاروق اعظم اشدائ علی الکفار۔ رضی اللہ عنہ سے عناد ظاہر کرنے کے لئے کیا روایت گڑھی ہے کہ

دیکھ کر ایمانی رو نگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آیت اور ترجمہ کے بعد لکھا ہے :
 ”اس آگ کا مستحق ظالم ترین انسان ہوگا، جس نے کہ پیغمبر کی تکذیب
 کی، اور حق سے منہ موڑا..... ان آیتوں کی تفسیر میں مروی ہے
 کہ جہنم میں ایک وادی ہے، اور اس وادی میں ایک آگ ہے کہ اس آگ
 میں جلایا جانے والا۔ اور اس کا مستحق انسانوں میں کا ظالم ترین انسان
 عمر ہے۔ کہ جس نے ولایت علی کے سلسلہ میں رسول خدا کی تکذیب کی۔ اور اسے
 قبول نہیں کیا۔ اور اس کے بعد کہا کہ جہنم کی بعض آگ بعض سے پست ہے مگر
 اس وادی کی آگ مخصوص ہے۔“

یہ ہیں جناب خمینی صاحب کے آئیڈیل مجلسی صاحب کے خیالات و معتقدات
 کیا اب بھی شک باقی ہے کہ شیعیت اسلام سے الگ کسی ڈگر کا نام ہے۔ جس کا قرآن،
 اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان، اور اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
 ان اسلام دشمن، قرآن دشمن عقائد و خیالات کی وضاحت کے بعد
 الثورة الاسلامیة لا شیعۃ ولا سنیۃ کی حقیقت مسلمانان عالم پر واضح ہو جانی
 چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے نام پر اُٹھنے والی یہ
 آندھیاں بھولے بھالے مسلمانوں کو دین و ایمان سے منحرف کر دیں۔ اور سیاسی
 بازیگروں کے جال میں آکر روح اسلام ہم سے رخصت ہو جائے۔ مولائے کریم
 دُنیا بھر کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اس روز بد سے بچائے۔ آمین۔

اگر ایرانی انقلاب اسلامی ہوتا..... | ایرانی انقلاب اگر اسلامی ہوتا

شان ہوتی۔ دُنیا بھر میں اسلام اسلام کا شور مچانے والے ایرانی
 اور خمینی نواز اگر اسلام کے حق میں مخلص ہوتے تو زرخیز لوگوں کے ذریعہ محض
 اپنے من پسند عقائد و نظریات کی ترویج نہ کرتے۔ آج دُنیا بھر میں ایرانی سفارتخانے

ابتدعها الخمينی فی الدین دین اسلام میں ایجاد کی
 الاصلاحی واتخذ منه اساساً ہیں — اور اس کو دین کے
 للاستبداد المطلق باسم الدین نام پر استبداد مطلق کا ذریعہ
 (الثورة البائسة ص ۴۹) بنایا ہے۔

خود شیعی دنیا میں اس نظریہ اور جناب خمینی صاحب کی ان حرکتوں سے کس قدر
 بے چینی اور اضطراب ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کے لئے مصنف مذکور کی تحریر کا ایک
 مختصر اقتباس اور حاضر خدمت ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ساری دنیا کے اہل اسلام
 اور غیر مسلموں کو خمینی صاحب کے منفی نظریات جھول اقتدار کے منصوبوں اور ایرانی
 قوم کی پستی کی داستان کے اسباب بتانا اپنا ذمہ سمجھتے ہیں۔
 ڈاکٹر موسوی کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے:

”دنیا کے تمام مسلمانوں اور غیر مسلموں کو یہ جان لینا ضروری ہے
 کہ ایران کے مقتدر علماء اور دینی شخصیتوں کا خمینی صاحب کے نظریہ ولایت
 فقیہ سے شدید اختلاف ہے۔ اور ان تمام لوگوں نے اعلان کر دیا ہے
 کہ اس نظریہ کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ صریح ضلالت اور گمراہی
 ہے۔“ (حوالہ مذکور ص ۵۱)

ایسا ہر دور فتن میں ہوتا آیا ہے کہ عوام کے اعتقاد اور خوش فہمی کا ناجائز فائدہ
 اٹھا کر چالاک اور زمانہ ساز لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور حصول اقتدار و
 منفعت کے لئے کبھی ہوس دولت و ثروت کی تسکین کے لئے اور کبھی حکومت اور
 مرتبت پر قبضہ جمانے کے لئے دین و مذہب کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔
 اپنے حق میں لایعنی نظریات اختراع کرتے ہیں۔ اور اصل دین۔ اور
 حقیقی شریعت سے ان کا نام کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ براہو اس جذبہ کا جسے
 ”ترفع“ یعنی بڑا بننے کی ہوس انسانیت کے معیار سے گرا کر حیوانیت و درندگی اور
 وحشت و بربریت تک پہنچا دے۔ اس صدی کی سب سے بھیانک

بدترین گمراہی ہے۔۔۔۔۔ وہ بھی اس معاملہ میں متفق نہیں ہیں۔۔۔۔۔ ان کا فرقہ امامیہ جو امامت و خلافت کے بارے میں تمام شیعہ فرقوں سے آگے بڑھا ہوا ہے۔۔۔۔۔ وہ فقیہ اور مجتہد کو ائمہ کا درجہ دینے پر کبھی رضا مند نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ اور اس کے علاوہ دوسرے فرقے بھی اس کو قبول نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ کیونکہ شیعہوں کے تمام فرقے ائمہ کی معصومیت کے بھی قائل ہیں۔۔۔۔۔ اب کسی فقیہ و مجتہد کو امامت مطلقہ کا حقدار تسلیم کرنے سے پہلے وہ اسے بھی معصوم اور دیگر ایسی ہی خصوصیات کا حامل مانیں۔۔۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔۔۔؟

چنانچہ جناب خمینی صاحب کے ہم عصر علماء ایران مثلاً جناب کاظم شریعت مداری جناب طباطبائی القمی وغیرہ نے اس بارے میں اپنی طرف سے شدید احتجاج کا مظاہرہ کیا ہے۔۔۔۔۔ اور ان کے نزدیک خمینی صاحب کا نظریہ ولایت فقیہ، اس دور میں ضلالت دینی کی بدترین مثال ہے۔۔۔۔۔ موجودہ ایران میں کسی بڑے بڑے ذی علم کا علمی چراغ خمینی صاحب کے اقتدار کی آندھیوں میں گل ہو کر رہ گیا ہے۔۔۔۔۔ اس لئے ان شیعہ علماء کا خمینی صاحب کے نظریات سے انحراف ان کے حق میں نہایت تکلیف دہ ثابت ہوا۔۔۔۔۔ اسی کی پاداش میں انہیں خمینی صاحب کے حامیوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑا۔۔۔۔۔ پھر بھی ان علماء نے اس نظریہ کو آج تک تسلیم نہیں کیا ہے۔۔۔۔۔ بلکہ وہ اسے گمراہی و ضلالت کی گھناؤنی مثال سمجھتے ہیں۔

اس موضوع پر ایران کے اندر شیعہ علماء میں خود غم و غصہ اور نفرت کی کیا کیفیت پائی جاتی ہے اور ان لوگوں نے آج کے ہنگامی دور میں بھی اس بدعت و ضلالت کی کس قدر ہمت اور جرأت سے مخالفت کی ہے اس کا اندازہ ایک شیعہ مجتہد ڈاکٹر موسیٰ موسوی کی اس تحریر سے ہوتا ہے :

وموضوع ولایۃ
الفقیہۃ من البدع الستی
”ولایت فقیہ کا عنوان خمینی کی
ان بدعتوں میں سے ہے جو اس نے“

جانی و مالی تباہی کا عنوان جناب خمینی صاحب کے سوا کسے قرار دیا جاسکتا ہے۔
 الثورة البائتہ کے اسی مصنف نے ہمارے سامنے ایک ایسا انکشاف بھی کیا
 ہے جسے سن کر مسلمانوں کے اندر پیدا ہونے والے گمراہ فرقوں اور بتدین کی
 تاریخ و پیش نظر آتی ہے۔ ویسے تو حضرات شیعوہ قرون اولیٰ ہی سے عام
 اسلامی دنیا سے الگ تھلگ ایک علیحدہ فرقہ کی حیثیت میں رہے۔ ان کی نماز اور
 اذان تک کے طور جدا گانہ ہیں۔ مگر خود شیعی دنیا میں یہ انقلاب پہلی بار
 نمودار ہوا کہ کسی نئے شخص کا نام اذان میں شامل کیا جائے۔
 خمینی دور اقتدار میں مساجد کے اندر اللہ اکبر کے بعد خمینی رہبر، کا لفظ بھی
 پکارا جاتا ہے۔

ڈاکٹر موسیٰ موسوی کے بقول ایرانی مساجد میں امام خمینی صاحب کا نام شامل
 اذان کر لیا گیا ہے۔ اس پر بھی شیعی علماء سخت برہم ہیں۔ اور اسے
 ناگوار سمجھتے ہیں۔ البتہ ”جامع گوہر“ جو مشہد رضوی کی مسجد ہے اور جس کے
 خطیب و امام طباطبائی ہیں۔ انہوں نے اپنی مسجد میں اس بدعتِ سیئہ کو
 داخل نہیں ہونے دیا۔ جس کی وجہ سے انہیں سخت مراحل کا سامنا کرنا پڑا
 اور وہ ظلم و ستم کا شکار بنائے گئے۔ (الثورة البائتہ ص ۱۶۲)
 ایران میں اب انبیاء و رسل اور ائمہ کی طرح خمینی صاحب پر بھی درود
 بھیجا جاتا ہے۔ اور ”اللہ اکبر خمینی رہبر“ تو اس ملک کا نعرہ
 ہی بن گیا ہے۔

(سچ خمینی ص ۷۲)

روافض اور یہود

سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین میں، مسلمانوں میں سے پیدا ہونے والے باطل گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں شیعہ گروہ کے پندرہ فرقے شمار کرائے گئے ہیں۔ اور ان کے باطل عقائد کو یہود سے مشابہ بتایا گیا ہے۔ ان میں سے چند مشابہتیں یہاں لکھی جاتی ہیں:-

”یہودی اس بات کے قائل ہیں کہ امامت حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد کے سوا کسی دوسرے کے لئے درست نہیں۔ اسی طرح رافضی کہتے ہیں کہ امامت حضرت علی کی اولاد کے علاوہ کسی اور کی صحیح نہیں ہے۔ یہود جہاد کو اس وقت تک درست نہیں سمجھتے جب تک مسیح و دجال کا خروج نہ ہو اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر رستی کے ذریعے نہ اتریں۔ رافضی بھی کہتے ہیں کہ مہدی علیہ السلام کے برآمد ہونے کے وقت ایک مُنادی آسمان کی طرف سے ندا کرے گا اس وقت جہاد ہوگا۔ اس سے پہلے نہیں (مگر آج جس طرح یہودی نام نہاد جہاد شروع کر چکے ہیں شیعوں نے بھی ان کی متابعت کر لی ہے) یہود بھی نماز مغرب میں بہت تاخیر کرتے ہیں۔ روافض بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی نماز میں قبلہ رخ سے کچھ پھرے ہوتے ہیں روافض بھی قبلہ سے تھوڑا منحرف رہتے ہیں۔“

یہودی ہر مسلمان کے خون کو
حلال سمجھتے ہیں۔
روافض بھی مسلمانوں کا خون بہانا
جائز سمجھتے ہیں۔

یہودی عورتوں کی عدت کے قائل نہیں۔
یہودی تین طلاقیں کو بے معنی
روافض بھی ایسا ہی خیال
رکھتے ہیں۔

یہودیوں نے تورات میں
تحریف کی۔
رافضیوں نے قرآن میں تحریف کا
الزام تراشا۔

یہودی جبریل علیہ السلام سے بغض رکھتے ہیں۔
رافضیوں کا ایک گروہ بھی اس کا قائل ہے کہ جبریل نے وحی پہنچانے
میں غلطی کی حضرت علی کے بجائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہنچادی۔
(غنیۃ الطالبین)

یہ تو تھیں شیعوں کی یہود سے جہلی مناسبتیں اب ذرا دورِ حاضر کا جائزہ
لیجئے۔

بیروت میں خمینی نواز شیعوں نے مظلوم فلسطینی مسلمانوں پر، یہودیوں
کے آلہ کار بن کر قتل و غارت گری کا جو بازار گرم کیا ہے۔ اور شیعوہ
اہل ملیشانے جس بیدردی سے مجاہدین فلسطین کی پشت میں خنجر مارا ہے وہ
ماضی قریب کی خمینی تحریک کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس گروہ کی تباہ کاریوں نے
مسلمان فلسطینیوں کو کمزور کر کے رکھ دیا ہے حالانکہ یہود سے مقابلہ کے میدان
میں فلسطینی مجاہدین کبھی کمزور ثابت نہیں ہوئے تھے۔ مگر یہود کے
ایجنٹ بن کر شیعی گروہ نے مسلمانان بیروت کی کمرہی توڑ کر رکھ دی ہے۔

آخر یہ کس اسلام کی خدمت ہو رہی ہے؟ عراق
کے خلاف متواتر جنگ کا سلسلہ قائم رکھنا۔ مسلمانان عراق کو کفار گردان کر
ان کے خلاف جہاد کو فرض قرار دینا کس اسلام کا قانون ہے؟

امریکہ اور اسرائیل نے خمینی صاحب کی ایرانی حکومت کے ہتھیار خریدنے کی خفیہ کارروائیاں دنیا میں کس باخبر انسان سے پوشیدہ ہیں؟ — مرگ برا امریکہ مرگ برا اسرائیل کے لغروں سے قوم ایران اور مسلمانانِ عالم کو بہلانے والے کب تک اپنی یہود نوازی، اور اسرائیل دوستی کو چھپا سکیں گے؟
خمینی صاحب کے خطرناک منصوبوں کو سمجھنے کے لئے ان کی رفتار و گفتار تحریر و تقریر پر غور کرنا عالم اسلام کی اہم ذمہ داری ہے۔ ان کی ایک تقریر کے اس حصہ کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے جس میں انہوں نے حرمین طیبین کے سلسلہ میں بالکل یہود جیسا ہولناک ارادہ ظاہر کیا ہے:

”دنیا کی اسلامی اور غیر اسلامی طاقتوں میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا.....“

میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینے میں داخل ہوں گا۔ تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے میں پڑے ہوئے دو بتوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو نکال کر باہر کروں گا۔“

(بحوالہ خمینی ازم ص ۷ تقریر فرانس یا پیام جلاوطنی)

یہ اقتباس خمینی صاحب کے باطن کو ظاہر کرنے کے لئے از بس ہیں۔

خمینی مودودی و مشترک

جناب خمینی صاحب کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد سے، ایران ایک اسلامی ملک کے نام سے متعارف کرایا جا رہا ہے اور دورِ حاضر میں اُجائے دین کے نام پر اسلام کا ایک جدید ڈھانچہ تراشنے والی تنظیم جسے جماعت اسلامی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے خمینی حمایت میں نہایت سرگرم دکھائی دیتی ہے۔ جس کا ثبوت اخبارات و رسائل سے وافر مقدار میں فراہم ہوتا ہے۔

دُنیا کے کسی ملک میں قوانین اسلام کے نفاذ کا اعلان، دراصل اتنا پرکشش اعلان ہے جس نے دُنیا بھر کے مسلمانوں کو متوجہ کر لیا، اور لوگوں نے پہلوی اقتدار کے کھنڈر سے اسلامی انقلاب کا سورج طلوع ہونے کی امید باندھ لی اور دُور کے ڈھول سہا دن کے بموجب ایران ایک اسلامی ملک اور اس سے اہم ترین بات یہ کہ جناب امام خمینی صاحب کو حجۃ اللہ، رُوح اللہ، آیت اللہ اور نہ جانے کن کن اوصاف کی خلعتوں کے ساتھ عالم اسلام کی اولین شخصیت منوانے کی مہم چل پڑی ہے ایرانی حکومتی وسائل کے دروازے اس مقصد کے لئے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور لٹریچر، فنکشن، اور ذرائع ابلاغ نے اس محاذ پر بھی کمر باندھ لی ہے۔

اسلام ایک دین کی حیثیت سے اپنے دو ٹوک حقائق رکھتا ہے جنہیں تسلیم کرنے والوں کو مسلمان کہا جاتا ہے۔

اسلام کے سارے عقائد کی بنیاد ہی ذاتِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جن کو رسول مان لینے کے بعد ہی قرآن اور تمام اسلامی احکام جنہیں لے کر رسول خاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، تسلیم کئے جاتے ہیں۔

اسلام کے بنیادی عقائد اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار بھی آدمی کو دائرۂ اسلام سے باہر کر دیتا ہے۔ دین اسلام کا تمام تر مقصود ”رضائے خدا“ کا

حصول ہے

① قرآن و سنت اس کی بنیادیں ہیں۔

② ۱۔ صحابہ الہی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم اجمعین) فرنی رہنے میں ڈھلی ہوئی باکیرہ ترین جماعت ہے۔ اور اسی جماعت صحابہ کے فصل ترین افراد یعنی خلفائے راشدین نے۔۔۔ درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش، اور منشاء کے عین مطابق دُنیا میں اسلامی نظام حیات کو برپا کیا۔۔۔ آج دُنیا بھر کے مسلمان ان کے مہر ہون منت میں۔۔۔ سطورِ اسبق میں اس مُقتدس جماعت کے متعلق غیر ذیل کے اعترافات پیش کئے گئے۔

یہاں ہم خمینی صاحب کے عقائد و نظریات کی چند جھلکیاں نذر ناظرین کریں گے۔ جن سے ان کے دین و ایمان کا سرخ لگانا آسان ہوگا۔۔۔ وہ اسی کے ساتھ ساتھ ان قدروں کا ذکر کریں گے۔ جو خمینی صاحب اور مودودی صاحب کے درمیان مشترک دکھائی دیتی ہیں۔

خمینی صاحب نے اپنے امام غائب

تو ہیں رسالت

مہدی موعود کے حُسن و ولادت کے موقع پر

خطاب کرتے ہوئے: اَشْهَانُ سَلَّمَ عَلَیْہِمُ الْاَنْبِیَاءُ وَرُسُلُہِمْ کِی شَانِ مِیْنِ کِیَا کِیَا گستاخانہ باتیں کہیں۔ سُنئے

تمام انبیاء دُنیا میں عدالت کے اصول کو ثابت و قائم کرنے کے لئے آئے۔ لیکن وہ حضرات اپنے مقصدِ نبوت میں کامیاب نہ ہو سکے یہاں تک کہ خاتم الانبیاء بھی اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے، جو انسانیت کی اصلاح، عدالت کے نفاذ، اور

لَقَدْ جَاءَ الْاَنْبِیَاءُ حَمِیْعًا
مِنْ اَجْلِ اَسْءَاءِ فِیْوَاعِدِ
الْعَدَالَةِ فِی الْعَالَمِ لَکُمْہُمْ
لَمْ یَجْعَلُوا حَتٰی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ
خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ لِذٰی حَسَابٍ
لِاصْلَاحِ الْبَشَرِیَّةِ وَتَنْفِیْدِ
الْعَدَالَةِ وَتَرْسِیْدِ الْبَسْرِ لِمَنْ یَنْجِ

توحید و رسالت پر ایمان رکھنے والا کون ایسا مسلمان ہے جو خمینی صاحب کے ادعا پر چونک نہ اٹھے گا۔ اور دنیا میں اسلامی انقلاب اور قیادتِ عظمیٰ کی بساط بچھانے والے خمینی صاحب سے بیزاری کا اعلان نہیں کرے گا۔

انبیاء و رسل جو خداوند قدوس کی طرف سے ایمان و عدالت کا معیار بن کر تشریف لاتے رہے۔

اور عالم گیتی کو خدائی عدالت سے لبریز کر دیا۔ جنہوں نے اپنے اپنے دور میں ایمانی و حقانی عدالت کی شمعیں روشن کیں۔ بالخصوص خاتم الانبیاء سید الرسل حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے دم سے ایمان و عدالت کے خدائی مشن کی تکمیل کا اعلان قرآن کریم بھی فرما چکا ہے۔ مگر خمینی صاحب جس اسلام کے پیرو ہیں اس میں معصوم گروہ انبیاء و رسل کے علاوہ بھی کوئی ذات ایسی ہے جو ان سب سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہے۔ الحمد للہ کہ اہل سنت۔ جو قرآن مجید۔ رسول خاتم اور اصحاب و انصار والے اسلام کے پیرو ہیں۔ ان کے نزدیک ایسی کوئی ذات نہیں جو مخلوقاتِ عالم میں انبیاء و رسل سے افضل ہو۔ اور اہل سنت کا اسلام تو چودہ سو سال پیشتر مکمل ہو چکا ہے۔ ہر پنج اور ہر عنوان سے کامل اور مکمل ہے۔ کسی طور سے بھی اسے غیر کامل سمجھنے والوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

جناب خمینی صاحب اپنے انہی گمراہ کن خیالات کو اپنی اور تقریروں میں بھی ظاہر کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ اسلام ابتدائے دور سے آج تک مکمل کامیابی سے سرفراز نہیں ہو سکا۔ امام الرضا رضی اللہ عنہ کے جشن میلاد کی تقریر میں انہوں نے کہا:

انی متأسف لا مرین	”مجھے دو باتوں کا افسوس ہے
احدھما ان نظام	ایک یہ کہ اسلامی نظام حکومت اسلام
الحکم الاسلامی لم ینجح	کے ابتدائی دور سے اب تک مکمل طور

منذ فجر الاسلام الى
يومنا هذا
وحتى في عهد رسول الله
صلى الله عليه وسلم لم يستقم
پورے طور پر برپا نہ ہو سکا۔

حصول اقتدار، اور کرسی سلطنت پر ممکن کو ہی اسلامی کامیابی و کامرانی، اور
فوز و فلاح کا معیار سمجھنے والوں کی اس دور میں کمی نہیں ہے۔ خمینی صاحب ایران میں
آج نمبر ایک کی شخصیت ہیں تو انہیں انبیاء و رسل بھی معاذ اللہ کمتر اور حقیر دکھائی دے
رہے ہیں۔ اسی طرح جناب مودودی صاحب بھی اقامت دین کا مطلب
حکومتی اقتدار کا حصول لیتے رہے۔ اور اپنے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے
کی مساعی میں انہیں غور کی سیاسی رہنمائی کی بھی حمایت کرنی پڑی مگر جیتے جی تو وہ
حصول اقتدار میں کامیاب نہ ہو سکے۔ البتہ زندگی کے آخری ایام میں انہیں اپنے
اس مشن میں ہمنیال جناب خمینی کی کامیابی کا مشرودہ مل گیا۔ جسے انہوں نے
اپنے اور اپنی جماعت کے لئے نیک فال سمجھا۔ جناب خمینی صاحب کا تعلق رافضی
فرقہ سے ہے جس کا مسلمانانِ عالم سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ پھر بھی
جناب مودودی صاحب نے خمینی صاحب میں کون سی اسلامیت دیکھ لی کہ ان کے
والد و شیدا ہو گئے۔ ان باتوں کی چھان بین کے دوران ہمیں مودودی صاحب
کی تحریروں میں اہل علم کی نشاندہی سے کچھ ایسی باتیں ملتی ہیں جو عقیدہ رسالت
کے سلسلہ میں مودودی صاحب کو مسلمانانِ عالم سے الگ صف میں لاکھڑا کرتی ہیں
یعنی وہی خمینی صاحب کی طرح تو ہیں منصب رسالت۔

جناب مودودی صاحب کا بے باک قلم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات
اور تقریر و تذکیر کے بارے میں ناکامی کا الزام بھی لگا چکا ہے۔ لکھتے ہیں:

— مودودی ترجمان، مایشیالہ پور، ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

لیکن وعظ و تلقین میں ماکامی کے بعد داعی اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی ۱؎
رسول خاتم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب کائنات نے جس ”فریضہ سالت“ کی
دمتہ داری دی تھی۔ جناب مودودی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ
حضور اقدس سے اس میں معاذ اللہ کوتاہی بھی ہوئی :

”اس طرح جب وہ کام تکمیل کو پہنچ گیا جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
مامور کیا گیا۔ تو آپ سے ارشاد ہوتا ہے کہ اس کارنامے کو اپنا کارنامہ سمجھ کر
کہیں فخر نہ کرنے لگے عا ماً نقص سے پاک، بے عیب ذات، اندر کامل ذات
صرف تمہارے رب ہی کی ہے۔ لہذا اس کا عظیم کی انجام دہی پر اس کی
کی تسبیح اور حمد و ثناء ۲؎ اور اس ذات سے دوست کرو کہ مالک اس
۲۳ سال کے زمانہ خدمت میں آپے فرما کرے میں جو خامیاں اور
کو مایاں سرزد ہو گئی ہیں انہیں معاف فرمے ۳؎

سورہ نصر کی تشریح کرتے ہوئے بھی اسی بات کو لکھا ہے :
”اس کے بعد آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ اللہ کی حمد اور اس کی تسبیح
کرنے میں مشغول ہو جائیں۔ کہ اس کے فضل سے آپ اتنا بڑا کام انجام
دینے میں کامیاب ہوئے، اور اس سے دعا کریں کہ اس خدمت کی انجام
دہی میں جو بھول یا کوتاہی بھی آپ سے ہوئی اسے وہ معاف فرمادے ۴؎
مودودی صاحب نے اسی سورہ کی تفسیر میں اس بات کو ناکیداً پھر دہرایا :
یعنی اپنے رب سے دعا مانگو کہ جو خدمت اس سے تمہارے سپرد
کی تھی اس کو انجام دینے میں تم سے جو بھول چوک، کوتاہی بھی ہوئی ہو
اس سے حشم پوشی و درگزر فرمائے ۵؎

۱؎ الجہاد فی الاسلام ص ۱۴۳ ، ۲؎ قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص ۱۵۶
۳؎ تفسیم القرآن ج ۶ ص ۵۱۴ ۴؎ تفسیم القرآن ج ۶ ص ۵۱۵

دیکھا آپ نے ان مذکورہ بالا عبارتوں میں مودودی صاحب کے قلم نے
نبی کو کس گستاخی سے با مال کرنے کی جسارت کی ہے اور دیکھئے رسالت محمدی کی
کامیابی برائے سیاسی نگاہ ڈالتے ہوئے، اسباب و علل کی تلاش میں مودودی صاحب
نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدائی تعلق اور نصرت و حکمتِ باری کو
کس طرح فراموش کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی
اس کی وجہ یہی لو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا۔ اگر حدِ حوث
آپ کو دے۔ کم ہمت، ضعیف، لارادہ اور ناقابلِ اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی
تو کیا بھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے؟“
اور لیجئے اسوۂ سوا کی نئی توجیہ بھی ملاحظہ کیجئے:

”ایک سے زیادہ مقام پر قرآن میں یہ بیان ہو ہے کہ محمد رسول اللہ
دنیا کے لئے ایک بہت اچھا نمونہ ہیں۔ مگر اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ آدمی
کو ایسا ہی ایماندار و بسا ہی راست باز، ایسا ہی سرگرم و بسا ہی دیندار و
مشقی ہونا چاہیئے جیسے وہ تھے۔ نہ یہ کہ ہم بھی بعینہ اسی طرح سوچیں اور
عمل کریں جس طرح وہ سوچتے اور عمل کرتے تھے“

دودیت کا ضرورتاً رسالت سے فرار بھی قابلِ دید ہے۔

”جو لوگ جہالت و نابینائی کے استِ رسولِ عربی کی صداقت کے قابل
ہیں ہیں۔ مگر نیا سے سابقین یریمان کہتے ہیں اور صلاحِ تقویٰ کی بدگی
بسرارتے ہیں۔ ان کو اللہ کی رحمت کا اسنا حصہ ملے گا کہ ان کی سر اس تحفہ
ہو جائے گی“

۱۔ تحریک اسلامی کی اعلیٰ قیادت بنیاد پر مٹا ۱۱ ص ۳۱۵

۲۔ تفصیلات ج ۱ ص ۱۶۸

ادیب اردو کی بے ادب تحریریں

جناب مودودی صاحب زبان اردو کے ادیب سمجھے جاتے ہیں۔ اس دور میں زبان و بیان کے ادب کا غالباً یہ بھی لازمی جز ہے کہ دین و دیانت اور مسلم طور پر قابل احترام شخصیات اور مسلمات کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کی جائے۔ یا شاید مودودی صاحب جس اقامت دین کے لئے سرگرداں رہے اس کی عظمت کا سنگہ بٹھانے کے لئے۔ اہانت انبیاء اور خدا کی معصوم مخلوق پر کلونخ زنی ضروری سمجھی جاتی ہو۔ مذکورہ بالا تحریروں میں رسالت و نبوت کی اہانت کا انداز آپ نے ملاحظہ کیا۔ اب ذیل کی تحریروں میں گستاخ قلم نے انبیاء و رسل میں سے

کسی کو اسرائیلی چرواہا کہا

کسی کو فریضہ رسالت میں کوتاہی کرنے والا

کسی کو ڈکشیٹر اور مسولینی کی طرح

کسی کو اسرائیلی رواج سے متاثر

کسی کو خواہش نفس سے متاثر / حاکمانہ اقتدار کو نامناسب استعمال کرنے والا

کسی کو بشری کمزوریوں سے مغلوب جذبہ جاہلیت کا شکار،

قصور وار۔ اور نفس شریکی رہزنی میں آنے والے۔ کہا ہے۔

مودودی صاحب نے نہایت بے باکی سے سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام

کو اپنی تنبیہات میں اسرائیلی چرواہا (ص ۲۶۴ حصہ اول) لکھ مارا ہے، حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

”حضرت یونس سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ

کوتاہیاں ہو گئی تھیں۔“

تنبیہات میں ”نفس شریر“ کے بارے میں لکھتے ہوئے کہہ گئے کہ :
 ”اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی ہزنی
 کے خطرے پیش آئے ہیں“

”یہ محض وزیر مالیات کے منصب کا مطالبہ نہیں تھا جیسا کہ بعض
 لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ یہ ڈکٹیٹر شپ کا مطالبہ تھا، اور اس کے نتیجے میں
 سیدنا یوسف علیہ السلام کو جو پوزیشن حاصل ہوئی، وہ قریب قریب وہی
 پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں موسولینی کو حاصل ہے“

”حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے عہد کی اسرائیلی سوسائٹی کے
 عام رواج سے متاثر ہو کر، اور یا سے طلاق کی درخواست کی تھی“

”حضرت داؤد علیہ السلام کے فعل میں خواہش نفس کا کچھ دخل تھا،
 اس کا حکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا، اور
 وہ کوئی ایسا فعل تھا، جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے، کسی فرماں روا
 کو زرب نہ دیتا تھا“

”حضرت نوح علیہ السلام اپنی بشری کمزوریوں سے مغلوب
 اور جاہلیت کے جذبہ کا شکار ہو گئے تھے“

”انبیائے کرام سے قصور بھی ہو جاتے تھے اور انہیں سزا
 بھی دی جاتی تھی“

۱۔ تنبیہات طبع چہارم ص ۱۲۲
 ۲۔ تفہیم القرآن ج ۳ طبع اول ص ۳۲۶
 ۳۔ ماہنامہ ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۵ء ص ۱۵۸

۱۔ تنبیہات ج ۱ طبع پنجم ص ۱۶۱
 ۲۔ تنبیہات دوم طبع دوم ص ۲۲
 ۳۔ تفہیم القرآن ج ۲ ص ۳۴۲

جناب خمینی اور اہانت صحابہ

حضرات سیدہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے تین کو اور

چند صحابہ کرام کے علاوہ لوری جماعت صحابہ کو العاد باللہ تحریر، بدرین باغی اور مطلب پرست اور نہ جانے کیا کیا خیال کرتے ہیں۔ جناب خمینی صاحب کچھ ن سے الگ ہیں بلکہ محدث گروہ صحابہ کے بارے میں ان کے بھی عقائد اپنے گروہ ہی کے مانند ہیں

خنانچہ خمینی صاحب کی کتاب کشف الاسرار جس کے کفریات سے لبریز صفحات کا عکس اسی کتاب میں شامل ہے چند اقتباسات کا ترجمہ یہ ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت رہنے والا حاصل کرنے

وہ ان کا جو منصوبہ تھا اس کے لئے رہا بند رہی۔ سازش کرتے رہے۔

انہوں نے ایسے ہم خیالوں کی ایک راقیوں کی بنائی تھی، اس سب کا اصل

مصدر مطمح نظر سوا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت پر قبضہ کر لینا ہی

تھا۔ اس کے سوا اسلام سے قرآن سے ان کا ادنیٰ سروکار نہیں تھا“

”گر بالفرض فرمانبردار صراحت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد امامت و خلافت کے لئے حضرت علیؑ کی مزدگی کا ذکر بھی کر دیا جاتا ہے

بھی۔ لو کہ قرآنی آیات اور خداوندی فرمان کی وجہ سے ایسے مقصد اور

منصوبہ سے دستبردار ہونے والے ہیں سب سے جس کے لئے انہوں نے اپنے

کو اسلام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیکا کھا تھا اس مقصد

کے لئے جو حیلے اور دواویج ان کو کرے پڑتے وہ سب کرتے اور فرمان خدا کی

کی کوئی پرواہ نہیں کرتے“

قرآنی حکام خداوندی فرمان کے خلاف کرنا ان کے لئے معمولی

مات تھی اسوں نے بہت سے احکام کی مخالفت کی اور خدا کی فرمان

کی کوئی پرواہ نہیں کرتے“

”اگر وہ اپنا مقصد (حکومت و اقتدار) حاصل کرنے کے لئے قرآن سے ان کا سکا دینا ضروری سمجھتے (جن میں امامت کے منصب پر حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا، تو وہ ان آیتوں ہی کو قرآن سے نکال دیتے۔ یہ ان کے لئے معمولی بات تھی“

”اور اگر ان آیات کو قرآن سے نہ نکالتے تب وہ یہ کر سکتے تھے اور یہی کرتے کہ ایک حدیث اس مضمون کی ٹکڑے کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرف منسوب کر کے لوگوں کو بتا دیتے کہ آخری وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا امام و خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ شوریٰ سے طے ہو گا اور علی جن کو امامت کے منصب کے لئے مامور کیا گیا تھا وہ قرآن میں بھی اس کا ذکر دیا گیا تھا ان کو اس منصب سے معزول کر دیا گیا“

”اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عمران آیات کے بارے میں کہہ دیتے کہ باتو خود خدا سے ان آیتوں کے نازل کرنے میں یا جبریل یا رسول خدا سے ان کے پہنچانے میں شبہ ہو گیا، یعنی غلطی اور جھوک ہو گئی“

”جمہی نے حدیث قرطاس کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کیا کہ انہوں نے (حضرت عمر کے بارے میں) لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری وقت میں اس نے آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی جس سے روح پاک کو انتہائی صدمہ پہنچا اور آپ دل پر اس صدمہ کا داغ لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔۔۔۔۔ اس موقع پر جمہی نے صراحت کی کہ یہ بھی لکھا ہے کہ عمر کا یہ گستاخانہ کلمہ دراصل اس کے باطن اور اندر کے کفر و رذیلہ کا ظہور تھا۔ یعنی اس سے ظاہر ہو گیا کہ (معاذ اللہ) وہ باطن میں کافروں کی زندگی تھا“

”اگر یہ شیخیں (اور ان کی پارٹی والے) دیکھتے کہ قرآن کی آیات کی وجہ سے (جن میں امامت کے لئے حضرت علی کی مزدگی کی موعی) اسلام

سے وابستہ رہتے ہوئے ہم حصولِ حکومت کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے اسلام کو ترک کر کے اور اس سے کٹ کر ہی یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں، تو یہ ایسا ہی کرتے اور (ابو جہل والوہب کا موقف اختیار کر کے) اپنی پارٹی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو جاتے،

”عثمان و معاویہ اور یزید ایک ہی طرح کے اور ایک ہی درجہ کے چپاڑی“
(ظالم و مجرم) تھے۔

”عام صحابہ کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی (شیخین کی) خاص پارٹی میں شریک شامل، اُن کے رفیقِ کار اور حکومتِ طلبی کے مقصد میں ان کے پورے ہم نوا تھے، یا پھر وہ تھے جو ان لوگوں سے ڈرتے تھے اور ان کے خلاف ایک حرفِ زبان سے نکالنے کی ان میں جرأت و ہمت نہیں تھی۔“

اور اسے عالمِ اسلام کے سنی مسلمانوں! یہ بھی دیکھتے چلو کہ مسلمانانِ اہلسنت جو ابتداء سے آج تک ہیں اور اب سے قیامت تک رہیں گے ان کے بارے میں خیمینی صاحب کیا رائے رکھتے ہیں۔ اور ہم غلامانِ صدیق اکبر، غلامانِ عمر فاروقِ اعظم، غلامانِ عثمان غنی اور غلامانِ علی مرتضیٰ کے سلسلہ میں ان کا کیا خیال ہے؟ آنجناب لکھتے ہیں:

”سنیوں کا معاملہ یہ ہے کہ ابو بکر و عمر قرآن کے صریح احکام کے خلاف جو کچھ کہیں، یہ لوگ قرآن کے مقابلہ میں اسی کو قبول کرتے ہیں اور اسی کی پیروی کرتے ہیں۔ عمر نے اسلام میں جو تبدیلیاں کیں اور قرآنی احکام کے خلاف جو احکام جاری کئے سنیوں نے قرآن کے اہل علم کے مقابلہ میں عمر کی تبدیلیوں کو اور ان کے جاری کئے ہوئے احکام کو قبول کر لیا اور وہ انہی کی پیروی کر رہے ہیں۔“

جناب مودودی شیعوں کے معتبر علیہ

ایہ تو تھیں ایرانی رہنما جناب خمینی حسنا کی تصنیف کشف الاسرار کی باتیں۔

اب ذرا مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی جانب آئیے ہم یہ تو نہیں کہتے کہ مودودی صاحب مؤمن خمینی صاحب کے ہم عقیدہ وہم خیال ہیں۔ مگر اتنا تو ضرور عرض کرتے ہیں کہ توہین صحابہ میں انہوں نے اپنے بے باک قلم سے اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ خمینی کے ہم مذہب انہیں اپنا، اور اپنے کام کا آدمی سمجھنے لگے ہیں۔ کسی کی گفتار و رفتار ہی اسے کسی طبقہ کا دوست اور کسی طبقہ کا دشمن بناتی ہے۔ اور اق تارخ کی ورق گردانی نے مودودی صاحب کے ذہن سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی قرآنی سیرت محو کر دی۔ اور معلوم نہیں کن جذبات کے تحت انہوں نے انبیاء کرام کی ذوات پر بھی تنقیدیں کیں اور صحابہ کرام کی حیات مبارکہ پر بھی اعتراضات وارد کئے۔ مولانا مودودی صاحب کی کتاب ”خلافت و ملوکیت“ وہ ناو تصنیف ہے جس نے احترام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قلعہ شامخ میں شگاف ڈال دیا ہے۔ اور حد یہ ہے کہ فرقہ شیعوں اس کتاب کو اہانت صحابہ کے لئے بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ایک شیعی اخبار لکھتا ہے :

”ہاں شیعوں، صحابہ کو تنقید سے بالاتر نہیں سمجھتے، اور بوقت ضرورت ان پر بحوالہ قرآن، حدیث و تارخ تنقید کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ملحوظ رہے کہ برادران اہل سنت کے نزدیک بھی صحابہ کرام تنقید سے بالاتر نہیں ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور کے جیتے سستی عالم مولانا مودودی مرحوم نے اپنی کتاب ”خلافت و ملوکیت“ میں جا بجا صحابہ پر تنقید فرمائی ہے۔ اور یہ کتاب آج بھی کھلے بندوں بازار میں فروخت ہو رہی ہے۔“

خلافت و ملوکیت کی شیعیت نوازی کا اعتراف اس فرقہ کے ایک لیڈر کر نل

سید مفتی روزہ رضا لاہور۔

غفا مہدی نے بڑی دلہیت سے کہا ہے

”یہ جند سطریں میں لانا سے اپنی عفیت کے اظہار میں لکھ ماہوں
مولانا سے میں پہلی بار ان کی مشہور تصنیف ”خلافت و ملوکیت“ پڑھ کر متعارف
ہوا۔ اس کتاب سے مطالعہ نے میرے ذہن پر مولانا کی شخصیت کو ایک
غیر متعصب راسخ اور اس عظیم تاریخ زماں کی حیثیت سے منظر کر دیا۔
میں مولانا کو شیوہ سنی اتحاد کا علم بردار تصور کرتا ہوں اور اسلئے

جناب مودودی صاحب کی جہاد صحابہ کرام کے حق میں

جسے مودودی صاحب ہی سمجھ سکے ہیں۔ اس میں صحابہ کرام بار بار غلطیاں کرنے
تھے۔ صدیق اکبر بھی اسلام کے حقیقی مطالبہ کی تکمیل میں جو کھاتے تھے،
خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام میں قانون نہیں۔ سیدنا عثمان غنی کے
دور خلافت میں جاہلیت کو نظام اسلامی میں گھس آنے کا موقع مل گیا تھا۔ ان باتوں
کو جناب مودودی صاحب کی کتاب میں دیکھئے :

”صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی اسپرٹ سمجھے میں بار بار

غلطیاں کر جاتے۔“

صدیق اکبر پر تنقید ملاحظہ کیجئے :

”ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عید اے نفس متورع۔ دوسرا اللہ

بھی اسلام کے نازک ترین مطالبہ کو پورا کرنے سے جو کھاتے تھے

خلفائے راشدین کی دینی و شرعی حیثیت کو پامال کرے۔ یہ الوکھا انداز

قابل غور ہے :

”خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام میں قانون نہیں قرار پاتے

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام ہے ۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ترجمان القرآن جو ۹۵ھ

حوانوں۔۔۔ فامی کی جنب سے کے تھے ۱۱

حضرت سید ماذن بن رضی اللہ عنہ عیسیٰ ہونی کچھ بھی دیکھیں
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جن سراس کار عظیم خلافت کا
رکھا گیا۔۔۔ خصوصیات کے حامل۔۔۔ تھے جو ان کے حلیل القدر
پیشروں کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لئے قابلیت سلامی نظام اعلیٰ
کے اندر گھس آنے کا راستہ مل گیا ۱۲

اسلام کی رُوح صادق سے نا آشنا جناب مودودی صاحب سرکار عثمان غنی
رضی اللہ عنہ میں غلطی نکالنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:
”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایسی کار سیلو ملا۔ غلط تھا، اور
غلط کام بہ حال غلط سے جوہ کسی نہ کیا ہو، اس کو خواہ مخواہ کی
سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرے کی کوشش کرنا، نہ عقل و نصاف
کا تقاضا اور نہ دیں ہی کا یہ مطالبہ ہے، کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی
نہ کہا جائے ۱۳

سید ماذن بن رضی اللہ عنہ پر اہم طرز کا یہ منظر بھی دیکھنے چلیں۔
”لیکن ان بعد جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاشین ہوئے تو
رفتہ رفتہ وہ اس یا ایسی سے ہٹے چلے گئے۔ ابھوں نے بے دریغ اپنے
ایسے رشتہ داروں بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے، اور ان کے
ساتھ دوسری اسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض
بن گئیں۔۔۔ ۱۴

ہل کے طوبیہ نے۔۔۔ لہ کے مار غنیمت کا۔۔۔ راحس مروان

۱۵ تجدید و احیائے دیں ص ۲۳

۱۶ خلافت و ملوکیت ص ۱۱۱ طبع دوم

۱۷ خلافت و ملوکیت ص ۱۱۱

کو بخش دیا (پانچ لاکھ دینار) ۱۱

جناب مودودی صاحب نے قرآن و حدیث سے بے گناہ اور محفوظ ثابت شدہ شخصیت دامادِ رسول، اعلیٰ الصحابہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر تاریخ کی جس کتاب کے حوالے سے ایسے ایسے اتہامات، اور بہتان لگائے ہیں اسی کتاب میں نقل روایت کے بعد یہ بھی درج ہے:

وبعض الناس يقول

اعطاه ولا يصح۔

”بعض لوگ مروان کو پانچ لاکھ

خمس کی رقم دینا بیان کرتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں۔“

ہاں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے معاندین یعنی شیعی فرقوں کی روایت ہی اگر مودودی صاحب کے نزدیک زیادہ معتبر ہے تو یہ ان کا اپنا فیصلہ ہے

یہ بات مودودی صاحب کے علم میں آئی چاہیے کہ خلافت و ملوکیت کے صفحات پر انہوں نے جن رکیک اعتراضات کو بکھیرا ہے دورِ عثمانی میں فتنہ پرداز بلوائیوں نے انہی اعتراضات کو اُچھال کر حضرت خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کو بدنام کیا تھا۔ جس کا جواب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خود اپنی زبان سے دے دیا تھا کہ

”میں نے جسے جو کچھ دیا ہے اپنے پاس سے دیا ہے۔ میں مسلمانوں

کے مال کو اپنے یا کسی کے واسطے جائز نہیں سمجھتا، ۱۲

اصحابِ نبی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو صحبت رسول کے اثر سے صفتِ اللہ میں پورے طور پر رنگ گئے تھے اور جنہوں نے دنیا کو قرآنی اور مصطفوی رنگ میں ڈھالنے کے لئے جان و مال کی بازی لگائی۔ ان پر اگر کوئی یہ الزام دھرے کہ وہ یہودی اخلاق کے زیر اثر تھے تو یہ کتنا بھیانک جرم ہے۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

۱۱ تفصیل کے لئے تاریخ للطبری ج ۵ ص ۱۳۔

”چنانچہ یہ یہودی اخلاق ہی کا اثر تھا کہ مدینہ میں بعض انصار اپنے مہاجر بھائیوں کی خاطر اپنی بیویوں کو طلاق دے کر ان سے بیاہ دینے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ سیدنا خالد سیف اللہ بن کی خارا شگاف شمشیر نے اعدائے اسلام کے کلیجوں کو چھلنی کر دیا۔ اور جو شرک و کفر کے طوفانوں میں توحید و للہیت کی شمع فوزاں تاعمر جلاستے رہے۔ ان کے بارے میں جناب مودودی صاحب فرماتے ہیں:

”اسلام کی عاقلانہ ذہنیت کسی خفیف سے خفیف غیر اسلامی جذبہ کی شرکت بھی گوارا نہیں کر سکتی۔ اور اس معاملہ میں اس قدر نفس کے میلانات سے متنفر ہے کہ حضرت خالد بن ولید جیسے صاحب فہم انسان کو اس کی تمیز مشکل ہو گئی پٹلہ

اور صحابی رسول، کاتب وحی پر الزام و بہتان کی اس شیمی روش کو بھی مد نظر رکھئے:

”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس (زیاد) کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے اپنے والد ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں لیں اور اس کا ثبوت بہم پہنچا کہ زیاد انہی (ابوسفیان) کا ولد الحرام ہے، پھر اسے اسی بنیاد پر اپنا بھائی، اور اپنے خاندان کا فرد قرار دیا، یہ فعل اخلاقی حیثیت سے جیسا کچھ مکروہ ہے، وہ تو ظاہر ہی ہے مگر قانونی حیثیت سے بھی یہ ایک صریح ناجائز فعل تھا، کیونکہ شریعت میں کوئی نسب زنا سے ثابت نہیں ہوتا۔ حالانکہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوسفیان نے ان کے لئے سے جاہلی اصولوں کے مطابق نکاح کیا تھا۔ جس کو اسلام نے منسوخ کر دیا مگر اس سے پیدا ہونے والی اولاد کو ولد الحرام یا غیر ثابت النسب قرار نہیں دیا گئے

۱۔ تفہیمات حصہ دوم طبع دوم حاشیہ صفحہ ۳۵۔ ۲۔ ترجمان القرآن ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ
۳۔ خلافت و ملوکیت ص ۱۵۲۔ تفصیل کے لئے تاریخ لابن الاثیر ج ۲ ص ۱۷۱ ابن خلدون ج ۲

خمینی اقتدار میں اب قرآن کی کون سی تفسیر سامنے آئے گی جس سے دُنیا بھر کے مفسرین قرآن نابلد رہے اور انہیں اس کا سُراغ تک نہیں لگ سکا۔ اب یہ آنے والا زمانہ ہی بتائے گا۔

اسلام میں جن جدید راہوں کی کثود خمینی صاحب جدید تفسیرات قرآنیہ کے ذریعہ کرنا چاہتے ہیں۔ جناب مودودی صاحب بھی اس سلسلہ میں ان کے ہم خیال نظر آتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی لکھا ہے کہ:

”قرآن و سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پُرانے ذخیروں سے نہیں پہلے

مودودی صاحب بھی تفسیر و حدیث کے نئے ذخیرے ہی کے شائقین میں تھے، تمام مجتہدین اور ائمہ اعلام کے تحقیقی و علمی کارناموں کو منسوخ کرنے۔ اور نئی شاہراہ عمل تعمیر کرنے کی فکر میں تھے۔ انہی مقاصد کے لئے بزرگان سلف پر بے لاگ تنقیدیں کیا کرتے تھے۔ خود لکھتے ہیں:

”میرا طریقہ یہ ہے کہ میں بزرگان سلف کے خیالات اور کاموں پر بے لاگ تحقیقی و تنقیدی نگاہ ڈالتا ہوں جو کچھ حق پاتا ہوں اسے حق کہتا ہوں اور جس چیز کو کتاب سنت کے لحاظ سے یا حکمت علمی کے اعتبار سے درست نہیں پاتا اسے صاف صاف نادرست کہہ دیتا ہوں پہلے تجدید و احیائے دین میں لکھتے ہیں:

”اس وقت کے حالات میں شاہراہ عمل تعمیر کرنے کے لئے ایسی مستقل قوت اجتہادیہ درکار ہے جو مجتہدین سلف میں سے کسی کے علوم اور منہاج کی پابند نہ ہو“۔

مودودی صاحب جس شاہراہ عمل کی تشکیل میں عمر بھر سرگرواں رہے۔

۱۔ تنقیحات ص ۱۳۸ ۲۔ رسائل و مسائل اول ص ۳۹ ۳۔ تجدید و احیاء دین ص ۵۔

وہ اتنی عظیم و برتر شے ہے کہ اس سلسلہ میں انہیں علیٰ منہاج النبوت کے مستند نشین سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بھی قطعاً ناکام نظر آتے ہیں :

”جب تک اجتماعی زندگی میں تغیر نہ واقع ہو کسی مصنوعی تدبیر سے نظام حکومت میں کوئی مستقل تغیر نہیں کیا جاسکتا۔ عمر بن عبدالعزیز جیسا زبردست فرمانروا، جس کی پشت پر تابعین و تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت تھی اس معاملہ میں قطعاً ناکام ہو چکا ہے یہ سہ

اور مودودی صاحب کی یہ تحریر پڑھئے، معلوم نہیں وہ کس سنت کی تعریف کر رہے ہیں اور پتہ نہیں کس شریعت کی بدعت پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ شریعت محمدیہ اور اُسوۂ نبوی میں تو ان کی اس بات کا سُرّاع نہیں ملتا۔ انہوں نے لکھا :

”آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی دائرہ رکھتے تھے اتنی ہی بڑی دائرہ رکھنا سنت یا اُسوۂ رسول ہے مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا۔ اور پھر اس کی اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے“

شریعت کی نئی شاہراہ کھولنے سے پہلے ضروری تھا کہ پرانی شاہراہوں کو ناکارہ قرار دیا جائے چنانچہ ائمہ اعلام اور مجتہدین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعاً پر کس جرأت و بے باکی سے اتہام طرازی کی گئی ہے۔ دیکھئے لکھتے ہیں :

”فقہاء کا قانون اپنی سختیوں کی وجہ سے عورتوں کی زندگیوں کو تباہ

۱۔ اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے ص ۲۸

۲۔ رسائل و مسائل اول ص ۲۸۸

کرنے والا اور انہیں مُرد بنانے والا ہے ﷺ

مودودی صاحب کی نظر میں آج تک کوئی مجددِ کامل گزرا ہی نہیں بس
آنجناب تجدید و احیائے دین کا کارنامہ انجام دیتے دیتے رہ گئے۔

”تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجددِ کامل
پیدا نہیں ہوا۔ قریب تھا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس منصب پر
فائز ہو جاتے مگر کامیاب نہ ہو سکے ﷺ

اُمّ المؤمنین کی دُخراش اہانت | جناب خمینی صاحب اپنے اکابرین
شیعہ میں ملا باقر مجلسی کے بہت

شیفہ ہیں اور کشف الاسرار میں شیعوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اس کی کتابیں پڑھا
کریں۔ اسی مجلسی نے اپنی کتاب حق الیقین ص ۳۲ پر بدترین بات لکھی ہے (جس کی
نسبت معاذ اللہ) امام باقر رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔

کہ چوں قائم مانظا ہر شود عائشہ ”جب امام غائب، ظاہر ہوں گے
رازندہ کند تا برا و حد بزند و تو عائشہ کو زندہ کریں گے ان پر حد
انتقام فاطمہ رازا و بکشد لگائیں گے اور فاطمہ کا انتقام لیں گے“

العیاذ باللہ یہ ہے خمینی اور رافضیوں کا عقیدہ اُمّ المؤمنین صدیقہ صدیق اکبر
سیدہ طاہرہ عائشہ زوجۃ النبی رضی اللہ عنہا کے بارے میں۔ کتنی بدترین ہے وہ قوم
جو اپنے رسول کی محبوب زوجہ پر اتہام طرازی کر کے بھی خود کو مسلمان سمجھتی ہے۔
اور دُنیا بھر کے اہل ایمان کے متابعِ ایمان پر بھی ڈاکے ڈالنا چاہتی ہے۔

(خذلہم اللہ فی الدارین)

اپنے سینے میں ذرا بھی ایمانی غیرت رکھنے والا مسلمان شیعوں کے ان

۱۔ ترجمان القرآن مئی ۱۹۳۹ء ۲۔ تجدید و احیائے دین ص ۲۱

۳۔ حق الیقین ص ۳۲

عقائد اور موعومات کی نجاست کو دیکھ ہی کر سمجھ سکتا ہے کہ وہ کون سا فرقہ ہے اور اس کا اسلام سے دور کا بھی رابطہ ہے یا نہیں ؟

ان تمام حقائق کے باوجود مودودی صاحب اور ان کے مریدین خمینی کو عالم اسلام کا نجات دہندہ کیوں گردان رہے ہیں

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

سُطورِ بالا میں آپ مودودی صاحب کے خیالات و نظریات انبیاء و رسل صحابہ و تابعین اور ائمہ اسلام کے بارے میں ملاحظہ کرتے آرہے ہیں۔ آئیے میں آپ کو دکھاؤں کہ مودودی صاحب نے اُمتِ المؤمنین کی شان میں کیسی گستاخی کا جملہ لکھ مارا ہے۔ لکھتے ہیں :

”وہ دونوں (اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ و اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ

رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کچھ زیادہ جبری ہو گئی تھیں

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زبان درازی کرنے لگی تھیں۔“

مودودی قلم کے یہی سب تیور ہیں جن کو شیعوں نے ”حق گوئی“ سے تعبیر کیا ہے

نیز انہیں اور ان کے گروپ کو اپنے کام کا سمجھ کر اپنا یا ہے۔

جس حصول اقتدار کا خواب مودودی صاحب غم بھر دیکھتے رہے۔ اس میں

خود تو کیا کامیاب ہوتے۔ اپنے ہی ایک ”ہم ذوق“ کو ایران میں کامیاب ہوتے

دیکھا تو خوشی سے بلیوں اُچھلنے لگے۔ اور بڑھ کر اس کی تائید کی۔ اور

مودودی صاحب کی ہمنوائی میں ان کے تمام مریدین و متوسلین نے بھی وہی

راگ الاپے۔

ایرانی شیعہ حکومت کے ناظم الامور محمد گنجی دوست لکھتے ہیں :

”سولہ سال قبل علامہ آیت اللہ خمینی نے شاہ کے خلاف آواز

بلند کی تو مولانا مودودی وہ واحد شخصیت تھے۔ خمینی کے پیغام کو سمجھے۔
 مودودی صاحب کو ایران کے شیعہ انقلاب سے ایسا گہرا تعلق تھا کہ اس کے
 لئے دُعا بھی کرتے تھے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۷۹ء کو آیت اللہ خمینی نے مودودی صاحب کے
 پاس اپنا ایک وفد بھیجا تھا۔ مودودی صاحب نے اس موقع پر بھی ایران اور شہدائے
 ایران کے حق میں دعا کی تھی جس کی تصویر جسارت کراچی میں چھپی تھی۔

ایرانی رہنما جناب خمینی صاحب اور جناب ابوالاعلیٰ
 مودودی بانی جماعت اسلامی کے درمیان

خمینی مودودی تعلقات

تعلقات کا اندازہ لگائیے پاکستانی شیعوں لیڈر ریٹائرڈ کرنل غفار مہدی لکھتا ہے:

”نشأۃ ثانیہ کے عظیم مجاہد آیت اللہ خمینی، مولانا مودودی کو بہت

عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ بحیثیت

اسلامی مفکر کے سید مودودی ایران میں پاکستان کی نسبت زیادہ

بلند مقام رکھتے ہیں۔

مودودی صاحب کی موت پر لاہور کے ہفت روزہ اخبار ”شیعہ“ نے اظہار

تعزیت کرتے ہوئے مودودی صاحب کی شیعہ نوازی کا کھلا اعتراف کیا ہے:

”مرحوم اپنا مخصوص عقیدہ رکھنے کے باوجود ایک صالح کل انسان تھے۔

اور حق بات کہنے میں ذرا بھی نہ جھجکتے تھے۔ ان کی تصنیف خلافت و ملوکیت

ہمیشہ یادگار رہے گی۔

۱۔ نوائے وقت راولپنڈی ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء

۲۔ جسارت کراچی مولانا مودودی نمبر ص ۱۱۵

۳۔ ہفت روزہ شیعہ لاہور ۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء

خوش آمدید

شاہ ایران کا تختہ الٹنے کے بعد جب خمینی برسرِ اقتدار آئے تو ان کی خدمت میں جناب مودودی صاحب نے اپنے ماننے والوں کا ایک وفد روانہ کیا، اس کے ذریعہ باہمی عہد و پیمان کی توثیق ہوئی اور جماعت اسلامی کو ایران کی سرپرستی حاصل ہو گئی۔

اسی طرح ایرانی شیعی حکومت کی طرف سے جناب مودودی صاحب کے پاس جناب خمینی صاحب کا بھیجا ہوا ایک وفد، ارجنوری کو کراچی ایرپورٹ پر اتر اٹھا۔ جس کے استقبال میں۔ جماعت اسلامی کے سربراہ اور دکان نے جو، جوش و خروش دکھایا۔ رنگ برنگے جھنڈے جھنڈیاں لہرائیں۔ شیعیت اور خمینیت سے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونے کے بینر سجائے۔ بُت شکن خمینی پر درود نیچے۔

○ خمینی ہمارا رہنما ہے

○ خمینی اور مودودی ہمارے رہنما ہیں۔

مودودی خمینی بھائی بھائی وغیرہ۔ نعرے لگائے۔ اور جماعت اسلامی کے پاکستانی مرکزِ اعظم منصورہ میں سب نے مل کر کھانا کھایا۔ اور پُر تکلف دعوت سے محفوظ ہوئے، اس کے لئے جناب مودودی صاحب کے جماعتی اخبار ہفت روزہ رسالہ ایشیاء ہی کی رپورٹ ملاحظہ کیجئے۔ جسے مرکز تحریک، اچھرہ کی جانب سے

”درود بر خمینی بُت شکن“ کا عنوان دے کر طبع کیا گیا

”یہ بین الاقوامی خبر ہے کہ علامہ آیت اللہ روح اللہ خمینی کے ایلچی بانی

تحریک اسلامی مولانا مودودی کے نام ایک خصوصی پیغام لے کر پاکستان

سے مرحوم (مودودی صاحب) اور ان کی جماعت نے ایران کے حالیہ انقلاب کی نہ صرف حمایت کی بلکہ اپنی جماعت کا ایک وفد ایران بھیجا، جس نے آیت اللہ خمینی کو مبارکبادی کا پیغام دیا۔
(ہفت روزہ شیعہ لاہور۔ ۱۔ تا ۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

تہنچے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ علامہ خمینی جس طرح ایرانی مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں۔ اسی طرح مولانا مودودی بھی مسلمانانِ پاکستان کی صحیح معنوں میں رُوح ہیں۔

یہ نمائندے، ارجنوری کو کراچی اترے۔ ان کے استقبال کے لئے شیعہ رہنماؤں کے علاوہ جماعتِ اسلامی کراچی کے سرکردہ اصحاب بھی موجود تھے۔ یہ دونوں نمائندے جواں سال اور شکیل۔ ان کے سُرخ و سپید چہروں پر چھوٹی چھوٹی ڈاڑھیاں بڑی بھلی معلوم ہوتی تھیں۔ پریس سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ وہ علامہ خمینی کا ایک پیغام مولانا مودودی کے نام لے کر آئے ہیں..... نعرہ عام طور پر لگایا جاتا تھا

بین شیعوں کی فرقہ نیست

رہبر مائینست، رہبر مائینست

پنجاب یونیورسٹی یونین کی بڑی بڑی بسیں ایرپورٹ کی ایک جانب کھڑی تھیں۔ جمعیت طلبہ کے نمائندے بھی خوش آمدید کے بیڑے ہوئے ایرپورٹ سے نکلنے والے راستے پر کھڑے تھے، اس راستے سے جوں ہی سامان سے بھری ہوئی ایک ٹرالی باہر آتی فضا نعروں سے گونج اُٹھی

○ رہبر مائینست،

○ رہبر مائینست، مودودی خمینی،

○ انقلاب انقلاب، اسلامی انقلاب،

○ مودودی خمینی بھائی بھائی،

انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ایران کی حالیہ تحریکِ سو فیصد اسلامی تحریک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا دنیا بھر کی سربراہ اور وہ شخصیات سے رابطہ رہتا ہے اور مولانا مودودی ہمارے لئے سب سے اہم ہیں۔ پروگرام کے آخر میں ایرانی اسلامی تحریک پر متحرک دستاویزی رنگین فلم دکھائی گئی۔ مہمانوں

نے بزبان انگریزی خطاب کیا۔ شام کو ان مہمانوں نے جماعت اسلامی لاہور کے زیر اہتمام دفتر جماعت اسلامی شارع فاطمہ جناح میں بزبان فارسی خطاب کیا۔ اسی رات کو مہمانوں کے اعزاز میں منصورہ میں امیر جماعت کی طرف سے عشاء دیا گیا۔

اس جماعتی اخبار کے ادارہ سے چند باتیں صاف ظاہر ہیں۔ اول یہ کہ جماعت اسلامی مودودی تنظیم کے لوگ بھی جناب خمینی کو آیت اللہ روح اللہ کہتے ہیں۔ دوم جیسے ایرانی قوم کے دل کی دھڑکن خمینی صاحب اسی طرح پاکستان کی روح مودودی صاحب ہیں۔ سوم شیعوں کا احترام و استقبال اور ان کے ساتھ تعلقات کوئی معیوب شے نہیں۔ چہارم ایرانی شیعوہ حضرات کے لئے خمینی صاحب کی طرح مودودی صاحب بھی رہبر ہیں اور مودودی صاحب کے ہمنوا اپنے پیشوا ہی کی طرح خمینی صاحب کو بھی اپنا امام و مقتدا تسلیم کرتے ہیں۔

خمینی اور مودودی صاحبان کا اتحاد یقیناً بین الاقوامی چیز ہے جس پر جماعت اسلامی کے لوگ جتنی بھی خوشی منائیں کم ہے۔ ہفت روزہ ایشیا میں غافل کرنا لوی کی نظم اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

خدا کے نام پر ایران و پاک ایک ہوئے
ادھر خمینی اگر ہے ادھر ہے مودودی
ہے ان کا سوز جنوں ایک اور مزاج بھی ایک
یہ کل بھی ایک تکلم تھے اور آج بھی ایک
سلام ملت ایراں کے جاں نثاروں کو
کہ جن کے خون سے ہوئی کشت دین حق سیرا
جلارہی ہے چراغ یقیں ہر اک دل میں
امام پاک خمینی کی فکر عالم تاب
کہیں پناہ ملے گی نہ اب اندھیروں کو
اک آفتاب ادھر ہے اک آفتاب ادھر

۱۔ جماعتی آرگن ہفت روزہ ایشیا۔ جنوری ۱۹۷۹ء

۲۔ اخبار جماعت اسلامی ہفت روزہ ایشیا۔ لاہور ۱۳ مئی ۱۹۷۹ء

جناب مودودی صاحب اور ان کی تنظیم کے لوگ عام طور سے شیعوں کے پیچھے بلا جھجک نماز بھی پڑھتے ہیں۔ پاکستانی جماعت اسلامی کے رہنما جناب میاں محمد طفیل نے تو دورہ ایران کے موقع پر اپنے دینی معمولات سے ثابت ہی کر دیا کہ ان کے نزدیک ”خمینی صاحب دُنیا بھر کے مسلمانوں کے رہنما ہیں“ میاں طفیل اور اسلامی تحریکوں کے نمائندوں نے تہران میں آقائے خمینی کی امامت میں نماز بھی ادا کی اور انہیں دین و دُنیا کا رہنما تسلیم کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیے۔

حسرتِ ناکام | جناب مودودی صاحب کے ایران، شیعوں، اور خمینی صاحب سے کتنے بنیادی تعلقات تھے، سطور بالا میں اس کا وافر ثبوت فراہم ہو چکا ہے، باہم و فود کے تباد لے اور پیغامات جو مودودی صاحب کی طرف سے خمینی صاحب کو جاتے رہے۔ اور خمینی صاحب کی طرف سے مودودی صاحب اور ان کی تنظیم کے نام آتے رہے، یہ تو اندرونِ خانہ کی باتیں ہیں دوسرے کیا جانیں۔

تاہم ان دونوں رہنماؤں کی باہمی ملاقات نہ ہو سکی۔ اور مودودی صاحب یہ حسرتِ ناکام لئے ہوئے دُنیا سے چلے گئے۔ ممکن ہے یہ ملاقات ہو جاتی تو اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی کوئی سبیل منظرِ عام پر آتی جس کے لئے مودودی صاحب اور ان کے وظیفہ خوانوں نے مسز فاطمہ جناح کے دامنِ سیاست میں پناہ لی تھی۔ اور اقامتِ دین کا سارا پشمارہ ان عمل کے کوروں اور قلم کے منہ زوروں کا منہ دیکھتا رہ گیا تھا۔

جناب مودودی صاحب اپنی بیماری کی حالت میں بھی یہ تمنا رکھتے تھے کہ میں صحتیاب ہو جاؤں تو آقائے خمینی کے آستانے پر حاضری دوں۔

مگر۔۔۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کے اسٹاف رپورٹر نے ۱۹ اکتوبر
کی شام کو مودودی صاحب کی تعزیت میں منعقدہ تقریب میں شریک و مردارانِ
جماعتِ اسلامی کا یہ بیان بھی نوٹ کیا کہ:

”مولانا مودودی صحتیابی کے بعد ایران جا کر علامہ خمینی سے ملاقات
کرنا چاہتے تھے۔ مگر زندگی نے وفانہ کی۔“

اس تعزیتی جلسہ میں ایرانی ناظم الامور مولانا فتح محمد، مولانا صدرالدین
اسلامی، مسٹر نسیم حجازی، پروفیسر سید منور حسین اور اراکین جماعتِ اسلامی
کافی تعداد میں موجود تھے۔

انتخابی ممبر

۱۱-۱۲
فون ۱۰۰۰۰۰۰۰

جماعتِ اسلامی پاکستان

(شعبہ رسائل و رسائل)

۵۵، سید علیہ پاکستان، چیمبر،

دار ۳۳۴
کراچی ۷۷، انڈس ۷۷

محترمی و شریفی السلام علیکم ورحمۃ اللہ
آپ کا خط ملا۔ شیعوں سے اہلسنت کے اختلافات
تو بہت ہیں مگر یہ کفر و اسلام کے اختلافات نہیں ہیں۔
شعبہ کے بعض نئی اور نئی کے بعض شعبہ خازن پرہ سکا
ہے کیونکہ دونوں مملکتوں میں اور ایک مملکت کی کثرت دوسری
مملکت کے بعض ہو جاتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے
جانب سے بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

حکیم
محمد

سرگماور محسن سید ابوالاعلیٰ مودودی

۱۰ نوائے وقت راولپنڈی ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء

مودودی صناعی موت پر شیعہ تعزیت

جناب مودودی صاحب
کے لئے خمینی، اور جناب

خمینی صاحب کے لئے جناب مودودی بہت اہم ہیں۔ اس کا اقرار و اظہار ہر طرف سے ہو چکا۔ اور مودودی جماعت سے ایرانی حکومت اور خمینی اقتدار کے تعلقات مودودی صاحب کی موت کے بعد بھی ویسے ہی بحال ہیں۔ مودودی صاحب کی موت پر خمینی حکومت کی طرف سے باقاعدہ ایک تعزیتی وفد آیت اللہ کی ندری کی قیادت میں اچھر آیا تھا۔ اور پھر مودودی صاحب کی قبر پر حاضر ہوا تھا۔ اور ان کے پس ماندگان سے ملاقات بھی کی تھی۔ مودودی صاحب کی موت کو خمینی صاحب اور ان کی شیعہ برادری نے اپنا بہت خسارہ بتایا۔ اور مودودی صاحب کا جو وصف انہیں بہت پسند تھا، بعض نے اس کا ذکر بھی کیا۔

جناب آیت اللہ خمینی صاحب نے اپنے ہم مقصد
جناب مودودی صاحب کی موت پر بڑے دکھ درد کا اظہار کیا اور اسے دنیائے اسلام (جسے وہ اسلامی دنیا سمجھتے ہیں) کا نقصان قرار دیا۔ انہوں نے کہا:
”ان (مودودی صاحب) کی اسلامی فکر نے پوری اسلامی دنیا میں انقلاب کی تحریک پیدا کر دی۔ ان کی ان کوششوں کے نتیجے میں انشاء اللہ دنیا بھر میں اسی طرح اسلامی انقلاب برپا ہو کر رہے گا جس طرح ایران میں اسلام کو غلبہ نصیب ہوا ہے۔“
اسی طرح ایران کے اہم شیعہ عالم اور انقلابی تحریک کے رہنما آیت اللہ کاظمی شریعت مداری کہتے ہیں:

”ایران کی مسلم امت کے لئے مولانا مودودی کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جو انہوں نے شہنشاہ کی آمریت کے خلاف ایرانی عوام کی جدوجہد کے وقت انجام دیں۔“

ماہنامہ پیغام اسلام، ہنگام اکتوبر نومبر ۱۹۷۹ء، ص ۱۱۱ ایضاً

مودودی صاحب کی موت پر ایرانی حکومت کے ذمہ دار شیعوں نے ہمارا کاظم شریعت مدار نے ایران اور شیعہ دنیا سے مودودی صاحب کے تعلقات پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان دیا کہ :

”انہوں (مودودی صاحب) نے ملت اسلامیہ کی گراں قدر خدمت سرانجام دیں۔ اور ایران میں اسلامی انقلاب کی حمایت کر کے، ایرانی عوام کے دل موہ لے۔ وہ ہماری نوجوان نسل کے لئے روشنی کے مینار تھے ان کی وفات پر پورا ایران سوگوار ہے پلہ

مودودی صاحب کے لئے تعزیتی ادارہ لکھتے ہوئے ہفت روزہ شیعوں کا مدیر رقم طراز ہے :

”انہوں (مودودی صاحب) نے جداگانہ شیعہ دینیات کے اجراء کی (حکومت پاکستان کے نزدیک) حمایت بھی کی۔ اور بعض دیگر شیعہ سُنی مسائل میں حق گوئی سے کام لیتے تھے“ پلہ

شیعوں مجتہد نقی النقی اپنے محسن جناب مودودی صاحب کے متعلق بڑے متشکرانہ انداز میں معترف ہے :

..... مرجعیت صحابہ، موقف اہل بیت، اور جواز متو ایسے موضوعات

پر انہوں (مودودی صاحب) نے بڑی فراخ دلی سے شیعہ نظریات کی صداقت تسلیم کی ہے پلہ

عرض بندہ | جناب خمینی صاحب کا تعلق شیعہ فرقہ سے ہے جس کے بارے میں دُنیا سے اسلام کا نقطہ نظر بالکل واضح اور دو ٹوک ہے

مگر اس مقالہ میں ہم نے جناب مودودی صاحب کے رشتہاتِ قلم کے کچھ نمونے بھی جمع کئے ہیں، جنہیں عالم اسلام کے ممتاز علماء و مفکرین نے نہایت

۱۔ ہفت روزہ شیعوں لاہور، ۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء۔ ۲۔ ایضاً۔ ۳۔ متو اور اسلام ص ۳۵

مبغوض گردانا ہے۔۔۔۔۔ جناب مودودی صاحب کی ان عبارتوں پر کیا حکم لگتا ہے۔ اور تعزیرات شرعیہ میں سے یہ کس حکم میں آتے ہیں، اس کا فیصلہ تو مفتیانِ شرع مطہر۔۔۔ اور مسندِ شینان دارالافتاء کا منصب ہے ہم تو صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ انبیاء و رسل علیہم السلام، ازواجِ البقیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صحابہ و ائمہ رضی اللہ عنہم کی بارگاہ میں مودودی صاحب نہایت بے ادبی سے داخل ہوئے۔۔۔۔۔ اور وہ بارگاہ میں جہاں سے دُنیا کو ادب و آگہی کی دولتِ سرمدی میسر آئی، وہاں کا گستاخ و بے ادب اچھا نہیں کہا جاتا۔

ادب گاہِ نیست زیرِ آسماں از عرشِ نازک تر
نفسِ گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا
اور اسی بے باکی و گستاخی نے مودودی صاحب کو شیعوں کا منظورِ نظر بنا دیا۔۔۔۔۔ اور خمینی صاحب نے ان کی تنظیم کو اہل سنت میں سے اپنی من پسند جماعت سمجھ کر اسے ہموار کر لیا ہے۔

جناب مودودی صاحب اپنے اور خمینی صاحب کے انقلابِ اسلامی کو یکساں سمجھتے تھے

ناتبین مودودی کا رویہ

اسی لئے تو انہوں نے اس انقلاب کی حمایت کی اور شیعی مملکت کو، اسلامی جمہوریہ کی حیثیت سے ماننے منوانے میں لگ گئے۔ اب ان کے بعد ان کے ناتبین بھی اپنے رہنما ہی کے نقشِ قدم پر ہیں۔۔۔۔۔ نہیں بلکہ وہ تو شیعوں کو اہل سنت سے بڑا مسلمان ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

امیر جماعت اسلامی لاہور جناب اسعد گیلانی صاحب کا بیان ہے کہ:

”ایران کا اسلامی انقلاب اسلام کی عظمتوں کا امین ہے۔ یہ

بلاشبہ ایک اسلامی انقلاب ہے۔ اسے کسی خاص فرقے تک محدود کرنا کم علمی

ہے۔ اگر اسے کسی خاص فرقے کا انقلاب گردانا گیا۔ تو پھر شاید قیامت تک

اسلامی انقلاب نہ آ سکے۔۔۔۔۔

بہیں فرقہ بندی کو بھول کر ہر کلمہ گو کو مسلمان کہلانے کا حق دینا ہو گا اگر شافعی مالکی حنبلی اور حنفی وغیرہ مسلمان ہیں تو شیعوہ ان سے بڑھ کر مسلمان ہیں۔ کیونکہ اہل تشیع امام جعفر صادق کی تعلیمات کے پیرو ہیں۔ جو امام ابو حنیفہ کے اُستاد ہیں.....
امام خمینی اس دور کے سب سے بڑے لیڈر ہیں جنہوں نے مشرق و مغرب کی تمام ظالم طاقتوں کے مقابل ایک خدا کی قدرت پر انحصار کرنے کا عملی درس دیا ہے پلے

کارپردازانِ جماعت اسلامی اب اس حد تک اُتر آئے ہیں کہ دُنیا کو خمینی انقلاب کی پیروی کی دعوت دیتے ہیں۔ گیلانی صاحب کہتے ہیں:

”اس وقت دُنیا اُسلام میں خمینی کے انقلاب کی پیروی کرنے کی اشد ضرورت ہے..... امام خمینی تمام

عالم اسلام میں منفرد اسلامی شخصیت ہیں۔ جنہوں نے عربیاتی اور فحاشی میں ڈوبے ہوئے ایران میں، اسلام کو ایک نظام کی حیثیت سے رائج کر دکھایا۔ جماعت اسلامی کے رہنما (اسد گیلانی) نے شیعوہ حضرات سے بالخصوص کہا کہ وہ جماعت کو اپنا رفیق سمجھیں پلے

اسد گیلانی صاحب نے ایرانی نمک خواری کا حق ادا کرتے ہوئے خمینی حکومت کو دور نبوی اور خلافت راشدہ کے مثل قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا:

”ایرانی انقلاب کوئی شیعہ انقلاب نہیں یہ اسلامی انقلاب ہے۔ انہوں نے کہا اسلامی حکومت ضرور اور ان کے خلفاء کے دور کی طرح کی حکومت ہے۔“

۱۔ نوائے وقت لاہور ۱۲ فروری ۱۳۵۷ء

۲۔ نوائے وقت لاہور ۱۶ مارچ ۱۳۵۷ء

۳۔ جنگ کراچی ۱۰ فروری ۱۳۵۷ء

آخری عرض

ہم حضرات شیعوں سے تو ان کے دین و مذہب کے بارے میں باز پرس نہیں کرتے۔ مگر مودودی حضرات سے اس بات کی ضرورت وضاحت چاہیں گے کہ شیعوں کے متفقہ کفری عقائد کے باوجود کون سی شے ہے جو آپ کو سوائے خمینی و ایران کھینچ رہی ہے۔ اور اس کا تعلق اقامت دین کے کس نازک مسئلہ سے ہے جس سے دُنیا بھر کے علماء و مفکرین اسلام غافل ہیں۔

انہی میں ہم اپنے برادران اہل سنت سے محض اس قدر عرض کریں گے کہ سطح عالم پر نت نئے سیاسی بازیگر ابھر رہے ہیں اور ابھرتے رہیں گے۔ مگر خدا را ان کے کند میں آکر اپنے اسلاف عظام (برد اللہ مضاجعہما) کے نقوش قدم سے منحرف نہ ہونا۔ اسی میں دارین کی سعادت اور بھلائی ہے۔
 اللَّهُمَّ، اهْدِنَا الصِّرَاطَ السُّتَقِيمَ صِرَاطَ
 الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ
 عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ آمین۔



ضروری گذارش

آپ سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ ہمارا محبوب دین اسلام اوائل دور ہی سے دشمن کے حملوں کا نشانہ بن رہا ہے اور ہر دور میں نصرت الہیہ سے اس کی مدافعت کر نیوالے پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے موجودہ زمانہ گذشتہ تمام ادوار سے خطرناک، کیونکہ اس وقت خارجی اور داخلی دونوں لحاظ سے اسلام کو عالمی پیمانے پر مجروح کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف یہود و نصاریٰ اور استشرافی مشنریاں اسلام کو نیست و نابود کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ دوسری طرف قادیانیت، بہانیت، وہابیت اور شیعیت وغیرہ سے اسلام کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہمیں ہر محاذ پر نہایت دانشمندی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ ایران میں خمینی انقلاب کے بعد ساری دُنیا میں شیعیت کو اسلام بنا کر پیش کرنے کی ہم بہت تیز ہے جس سے مسلمانانِ عالم کو محفوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اسی دینی و ملی ضرورت کے پیش نظر مفکر اسلام حضرت علامہ بدر القادری صاحب نے مستند حوالہ جات، سنجیدہ اسلوب اور عام فہم زبان کے تحت کتاب ”اسلام اور خمینی مذہب“ کو تحریر فرمایا ہے۔ اُمید ہے ہر دہمذہبی مسلمان کتاب ہذا کے مندرجات کا توجہ و اہتمام کے ساتھ مطالعہ کرے گا اور اس پیغام کو ہر مسلمان تک پہنچانے میں کسی قسم کی قربانی سے پہلو تہی نہیں کرے گا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اذا ظهرت الفتن و البدع و سبت اصحابی فليظهر العالم علمه
و من لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس
اجمعين لا يقبل الله له صرفاً ولا عدلاً۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب فتنوں اور بدعتوں کا دنیا میں ظہور ہوا اور میرے اصحاب پر سب و شتم
ہونے لگے تو ہر عالم کو چاہیے کہ وہ (اس دینی مکدر فضا کے دفعیہ کئے لئے)
اپنے علم کا ہتھیار کام میں لائے اور جس نے ایسا نہیں کیا اس پر اللہ فرشتوں
اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اور اس کے فرائض تو اقل درجہ قبولیت کو
نہیں پہنچیں گے۔

(رد مذہب شیعہ مصنفہ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ)

مطبوعہ استنبول (ترکی)